مقدمۂ بوسنیا

www.KitaboSunnat.com

محمد الیاس انصاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مقدمۂ بوسنیا

محمد الیاس انصاری

www.KitaboSunnat.com

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور - راولپنڈی - کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

© فیروز سنز لاہور

بار اوّل ــــــــــــ ۱۹۹۵ء

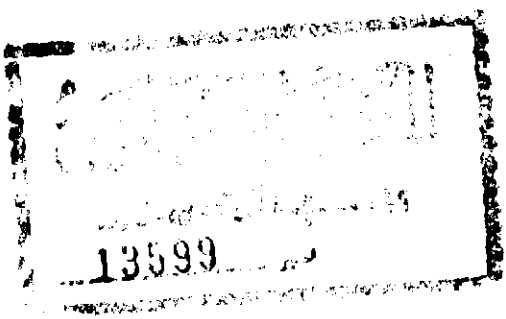

مطبع ــــ فیروز سنز لاہور

مجلّد ــــ 969 0 01247 9

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

مرحوم ساجد رشید بھائی

کے نام

اللہ ان کی مغفرت فرمائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

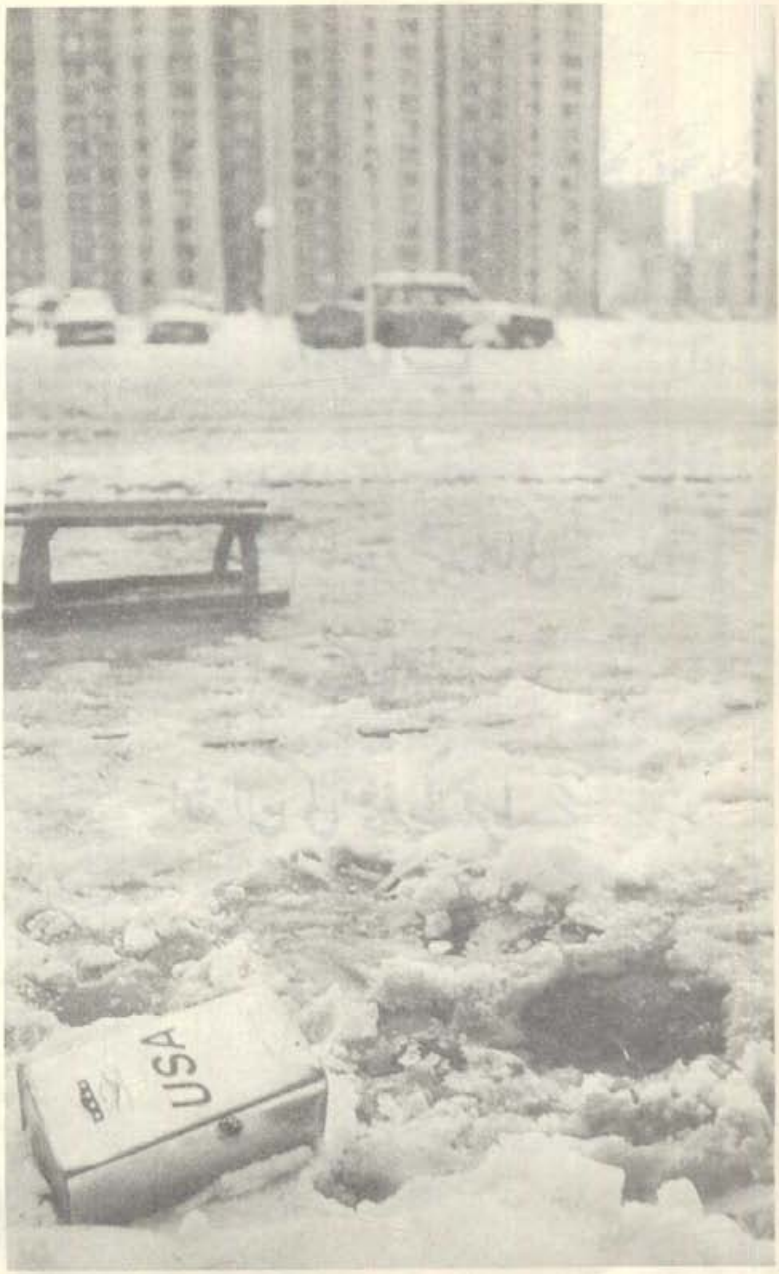

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- دیباچہ ۷
- پیش لفظ ۱۰
- ابتدائیہ ۱۲
- صلیبی جنگ ۱۶
- صلیبی جنگوں کے مناظر ۲۰
- امریکہ کی صلیب پرستی ۲۲

حصہ اول۔ مسلمانان بوسنیا کا المیہ ۲۷

- باب اول۔ مسلمانوں پر سربوں کے مظالم ۲۹
  - 1۔ نسلی تطہیر ۳۲
  - 2۔ نسل کشی ۴۷
  - 3۔ عصمت دری ۸۹
  - 4۔ تباہی و بربادی ۱۰۹
  - 5۔ نفسیاتی طریقہ جنگ ۱۱۲
- باب دوم۔ مسلمانوں پر کروٹوں کے مظالم ۱۱۶

حصہ دوم۔ بوسنیا کے المیہ پر عالمی رویہ ۱۳۰

- باب سوم۔ روس کا کردار ۱۳۱

سرب سربریت۔۔۔ ایک تاریخی نمونہ ۱۳۳

پان سلاف ازم ۱۳۳

روسی قوم پرستوں کے سربیا کے دورے ۱۳۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روسی قوم پرست سربوں کے شانہ بشانہ ۱۳۵

عسکری حمایت ۱۳۶

سخت اقتصادی پابندیوں کی مخالفت ۱۳۹

✪ باب چہارم۔ اقوام متحدہ اور دیگر مغربی ممالک کا طرزِ عمل ۱۴۳

اسلحی پابندیاں ۱۴۴

اقتصادی پابندیاں ۱۴۷

ممنوعہ فضائی علاقہ ۱۴۸

جنگی ٹریبونل ۱۵۱

محفوظ علاقوں کا قیام ۱۵۳

امن مذاکرات ۱۶۰

UNPROFOR اور UNHCR کا کردار ۱۷۴

مغربی کردار ۱۸۶

✪ باب پنجم۔ اسلامی دنیا کا رویہ ۱۹۴

مسلم تنظیموں کا کردار ۱۹۷

جہاد ۲۰۲

مسلم رہنماؤں کے بوسنیا کے دورے ۲۰۲

حصہ سوم۔ بوسنیا، حال اور مستقبل ۲۰۴

✪ باب ششم

✪ جبر، جذبہ، جہاد ۲۰۵

✪ حرف آخر ۲۱۷

✪ ماخذ ۲۲۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیباچہ

بوسنیا ہرزیگووینا میں مسلمان سربوں کے ہاتھوں جن مظالم اور بربریت کا شکار ہو رہے ہیں اسے انسانی تاریخ میں ہمیشہ ایک سیاہ ترین باب کی حیثیت سے یاد کیا جائے گا۔ لیکن اس ظلم و زیادتی پر مسلم حکمرانوں نے جس بے حسی اور وسائل دستیاب ہونے کے باوجود ان کی فراہمی میں تاخیر و تعطل کا اظہار کیا ہے وہ بھی اس ظلم سے کچھ کم نہیں ہے۔ ایک طرف نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی امداد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم (یعنی اگر وہ مظلوم ہو تو ظالم کے خلاف صف آراء ہو جاؤ اور اگر وہ ظالم ہو تو اسے ظلم سے باز رکھو) ایسے ہی آپ کا ارشاد ہے کہ اگر برائی کو دیکھو تو ہاتھ سے مٹادو اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے اسے برا کہو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کم از کم اسے دل میں برا سمجھو۔ اگر کسی فرد یا قوم کے دل سے برائی کے برائی ہونے کا احساس بھی مٹ جائے تو پھر حدیث کے الفاظ میں اس دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان باقی نہیں رہتا۔

اگر غور کیا جائے تو شاید آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس حدیث کی روشنی میں دوسرا دور ہے جس میں حد سے حد برائی کو زبان سے برا کہنا ایک بہت بڑا جہاد تصور کر لیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں امت مسلمہ کے وجود کا مقصد ہی یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ اچھائی کا حکم دیتی ہے برائی سے روکتی ہے اور عدل اجتماعی قائم کرتی ہے لیکن آج امت مسلمہ جس روحانی انتشار کا شکار ہے اس میں اس کی حیثیت قائد و رہنما کے بجائے ایک مقلد اور مدافعانہ ذہن کی سی ہو گئی ہے جو ہر معاملہ میں مغرب کی طرف امید کے ساتھ دیکھتی ہے۔ اگر جائزہ لے کر دیکھا جائے تو مسلم ممالک کی اکثریت نے بجائے ہاتھ سے برائی کو مٹانے کے مسلسل یہی بات کہی ہے کہ اغیار اور دوسرے اس مسئلہ کا حل نکالیں۔

اگر اسے سہل فکری پر محمول نہ کیا جائے تو غالباً یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ قراردادوں پر عمدہ خارجی حکمت عملی پر مبنی بیانات نے آج تک کوئی مسئلہ حل نہیں کیا ہے اور آخر کار قوموں کی قسمت کے فیصلے قربانی اور خون سے ہوئے ہیں۔

بوسنیا ہرزیگووینا ہو یا کشمیر جب تک امت مسلمہ جہاد کو اس کی مکمل روح اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عملی صورت کے ساتھ اختیار نہیں کرے گی' زبانی جمع خرچ سے سیاسی اور دفاعی صورت حال میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی۔ امت مسلمہ کے کرنے کا اصل کام یہی ہے کہ عالمگیر طور پر ایک ایسی رضاکارانہ جہاد فورس تیار کی جائے جو ملک و ملت اور رنگ و نسل سے بلند ہو کر عدل کے قیام کے لئے اور انسانوں کے حقوق کے لئے عملی جہاد کا مظاہرہ کرے۔

آج امت مسلمہ جس خلفشار سے دوچار ہے اور بوسنیا میں مسلمانوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں ایک مسلمان ہی نہیں خود مغرب کا متعصب پریس اور میڈیا بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ واقعی مسلمان سربوں کی بربریت کا نشانہ ہیں۔ زیر نظر کتاب "مقدمہ بوسنیا" محمد الیاس انصاری کی تحقیقی کاوش کا نتیجہ ہے۔ گو محمد الیاس انصاری صاحب نے بڑی حد تک کتاب کی بنیاد ان معلومات پر رکھی ہے جو مغربی رسائل' جرائد و اخبارات میں خود غیر مسلم صحافیوں نے تحریر کی ہیں۔ لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ غیر مسلم بھی جنہیں ہم عموماً دشمن اسلام کہتے ہیں اس سانحہ اور المیہ پر بلا تکلف و تردد سربوں کو ہی ظلم کا مجرم قرار دیتے ہیں۔

پھر امت مسلمہ کا ضمیر اتنا بے حس کیوں ہو گیا ہے کہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس میں حرکت نہیں پیدا ہوئی۔ اس کا آسان سا جواب یہ ہے کہ جن مسلم ممالک کے پاس وسائل ہیں انہیں اسلام اور امت مسلمہ سے کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ دن رات اس فکر میں ہیں کہ کس طرح مغرب کی اندھی تقلید کر کے وہ خود کو ترقی یافتہ ملک دکھانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ مغرب کی فکری اور ثقافتی غلامی سے آزادی کے بغیر امت مسلمہ کو اپنے مسائل کا صحیح احساس اور ان کے حل کے لئے جدوجہد کا موقع نہیں مل سکتا۔

محمد الیاس انصاری صاحب کی یہ تحریر انشاء اللہ امت مسلمہ میں احساس جہاد کو ابھارنے میں ایک مثبت کردار ادا کرے گی۔ اس سے قبل وہ اراکان کی مسلم اقلیت پر ایک اہم کتاب تصنیف کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں بوسنیا پر اردو زبان میں سب سے پہلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب "سانحہ بوسنیا" بھی انہی کی تصنیف ہے۔ ہمیں امید ہے کہ حالیہ تصنیف انشاء اللہ نہ صرف فکری میدان میں بلکہ امت مسلمہ کو عمومی طور پر اپنے مسائل سے آگاہ کرنے میں ایک اہم کردار ادا کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔ آمین!

پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد
پروفیسر اینڈ ڈائریکٹر جنرل دعوۃ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد
(سابق) ڈین فیکلٹی آف ریویلڈ ریلجن اینڈ سوشل سائنسز
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کوالالمپور ملائشیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

بوسنیا میں جاری جنگ اپنے لحاظ سے منفرد حیثیت کی حامل ہے جس کی وجہ سے یہ دوسرے واقعات سے مختلف ہے۔ یہ جنگ انسانیت کے نام پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔

- یہ پہلی جنگ ہے جو یورپ کے قلب میں دوسری جنگ عظیم کے بعد لڑی جارہی ہے۔
- یہ انسانی تاریخ میں پہلی بار ہے کہ یورپ میں 50 برس پہلے ہالوکاسٹ کے تحت لوگوں کو فنا کرنے کی مہم اس لئے چلائی گئی کہ فنا کئے جانے والے مختلف عقیدے اور مذہب کے مالک تھے اور اب پھر یہی مہم ایک اور انداز سے شروع کر دی گئی ہے۔
- یہ بھی پہلی بار ہو رہا ہے کہ ہولناک واقعات ٹیلی ویژن کی سکرین پر دنیا بھر کے سامنے ہیں مگر اس کے باوجود ان کے لئے کچھ نہیں کیا جا رہا ہے۔
- اور یہ بھی پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ خواتین کی منظم طریقے سے اجتماعی عصمت دری جنگی ہتھیار کے طور پر کی گئی اور مظلوموں کے مکمل حاملہ ہونے تک کیمپوں میں پابند سلاسل رکھا گیا تاکہ وہ ان زانی سربوں کے بچوں کو جنم دیں۔
- سرد جنگ کے خاتمے اور نئے عالمی نظام کے اعلان کے بعد یہ پہلی جنگ ہے جس میں اقوام متحدہ اور عالمی برادری نے مکمل چپ سادھ رکھی ہے۔
- نئی سرد جنگ میں سانحہ بوسنیا غالباً آگ کا شعلہ ہے جو بھڑک اٹھا ہے۔ اس کا سبب مغربی تعصب اور اسلام سے نفرت کا مغربی شعار ہے۔ یہ وہ آگ ہے جس میں دنیائے عیسائیت خواہ وہ کیتھولک کروٹ ہوں یا آرتھوڈوکس سرب محصور، مگر باعزم بوسنیائی مسلمانوں کے خلاف باہم متحد ہیں۔

اس جنگ کا المناک پہلو یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ اس جنگ کو کبھی خانہ جنگی کہتے ہیں، کبھی نسلی جھگڑے سے موسوم کرتے ہیں اور کبھی کوئی اور غیر اہم یا مبہم توجیہہ کرتے ہیں مگر یہ ایک صلیبی جنگ ہے اور اس جنگ کو اسی تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ قبل ازیں سانحہ بوسنیا کے نام سے راقم نے ایک کتاب لکھی تھی مگر اس کے باوجود یہ ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلتے حالات اور اس دوران میں منکشف ہونے والے دیگر معاملات کا احاطہ کیا جائے۔ اس ضمن میں یہ ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔

محترم پروفیسر خورشید صاحب سینیٹر و نائب امیر جماعت اسلامی کا دست شفقت' محترم عبدالرحمٰن قریشی صاحب کی ہدایات' جناب مرزا محمد الیاس صاحب اور پروفیسر ایوب منیر صاحب کے مفید مشورے اور رہنمائی نے اس کتاب کو عملی روپ بخشا۔ میں ان قابل احترام شخصیات کے ساتھ ساتھ جناب احمد جمیل ترک صاحب' برادر محمود احمد خان صاحب کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے پروف ریڈنگ میں مدد دی۔ جناب محمد علی خوری صاحب اور جناب منہاج الاسلام فاروقی صاحب نے عربی تراجم میں معاونت کی ان کا شکریہ ادا نہ کرنا انتہائی ناسپاسی ہوگی۔ برادران شاہد اقبال' داؤد انجم' سعید الرحمٰن' عابد' واجد' نعیم ریاض' کاظم' فیاض' شوکت اور محمد بلال عباسی کا مشکور ہوں جنھوں نے مختلف مراحل میں اس کتاب کی اشاعت کے ضمن میں کسی نہ کسی طرح تعاون لیا۔

کتاب میں اگر اغلاط پائیں تو مطلع فرمائیں۔ مشکور ہوں گا۔

محمد الیاس انصاری'

لاہور

یکم مئی 1995ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائیہ

بوسنیا کے لوگ زمانہ قدیم میں عیسائیوں کے ایک فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اطراف کے عیسائی یا تو کیتھولک تھے یا پھر آرتھوڈوکس۔ بوسنیا کے عیسائیوں کو ان دونوں فرقوں نے بری طرح ستایا ہوا تھا۔ اس زمانے میں عثمانی مسلمان ترکوں نے مشرقی یورپ کی جانب سے جاری پے در پے حملوں کو پسپا کرنے کے لئے رخ کیا اور یوں 1463ء میں ترکوں نے اس علاقہ کے مظلوموں کو نجات دلائی۔ اسلام کی سادہ اور اعلیٰ تعلیمات کا اہل بوسنیا پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ انہوں نے غول در غول اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ 1908ء میں ترکوں کو اس علاقے سے پسپا ہونا پڑا اور برلن کانگریس کے تحت یہ علاقہ آسٹرو ہنگری سلطنت کے حوالے کر دیا گیا۔ چونکہ نئے حکمران بھی غیر مسلم تھے اس لئے یہاں کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کا باب پھر کھل گیا۔

پہلی جنگ عظیم کا آغاز بوسنیا کے دارالحکومت سرائیوو میں ایک سربی النسل عیسائی طالب علم کی جانب سے آسٹروی شہزادے پر گولی چلا کر ہلاک کر دینے سے ہوا۔ پہلی جنگ عظیم میں محوری طاقتیں ہار گئیں' اس لئے یہ علاقہ اتحادی قوتوں کے حامی سربیا کے ہاتھ لگا اور بالآخر 1945ء میں کمیونسٹوں کے زیر قبضہ آجانے کے باعث بوسنیا ہرزیگووینا سوشلسٹ وفاقی یوگو سلاویہ میں شامل کیا گیا۔ 1945ء سے قبل بھی اور بعد ازاں 1990ء تک یہاں کے مسلمانوں کو مشق ستم بنایا گیا' مساجد پر تالے ڈال دیئے گئے' اسلام کے خلاف کتب عام کی گئیں' دہریت کو فروغ دیا گیا اور ہر اسلامی قدر کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی گئی' جس کے نتیجے میں نوجوان نسل اسلام سے دور کر دی گئی لیکن پھر بھی یہاں کے مسلمانوں نے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے پر فخر محسوس کیا۔

1988ء مشرقی یورپ میں آنے والی تبدیلیوں کا گہرا اثر یہاں بھی پڑا' لہٰذا ایک جماعتی نظام کے حامل وفاقی یوگو سلاویہ میں سیاسی جماعتیں بنانے کی اجازت دے دی گئی۔ مسلمانوں نے اپنی سیاسی جماعت مسلم پارٹی فار ڈیموکریٹک ایکشن کے نام سے قائم کی اور جمہوریہ بوسنیا کے انتخابات میں بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ مسلمانوں کی اس پارٹی کے سربراہ عالیجاہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت بیگووچ ہیں جو ایک بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے "اسلامی ڈیکلیریشن" لکھا جس کی پاداش میں انہیں 1980ء کے اوائل میں ان کے گیارہ ساتھیوں سمیت 12 سال کی سزائے قید سنائی گئی لیکن کمیونسٹ نظام کے خاتمے کے سبب وہ جلد ہی رہا ہوگئے۔ وفاقی یوگو سلاویہ چھ ریاستوں (جمہوریاؤں) اور دو خودمختار علاقوں پر مشتمل ایک ملک تھا' جس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

(1) سربیا (2) مونٹی نیگرو (3) مقدونیہ (4) کروشیا (5) سلوینیا (6) بوسنیا ہرسیگووینا (اور دو خودمختار علاقے) کوسوہ اور ووئے ودینا۔

وفاقی یوگو سلاویہ میں آبادی کے اعتبار سے سربی النسل افراد برتر تھے' سلوینیا اور کروشیا کے عیسائی' کیتھولک فرقے سے تعلق رکھتے ہیں' جبکہ سربیا کے عیسائی آرتھوڈوکس فرقے کے پیروکار ہیں۔

وفاقی یوگو سلاویہ مختلف علاقوں کو ملا کر وجود میں لایا گیا تھا۔ اسی لئے مختلف قوموں نے مشرقی یورپ میں آزادیوں کی لہر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی آزادی کا اعلان کردیا۔ ان میں سب سے پہلے سلوینیا اور دوسرے نمبر پر کروشیا تھے۔ یوگو سلاویہ کی وفاقی افواج جو سربوں پر مشتمل تھیں' سلوینیا پر تین ماہ تک اور کروشیا پر سات ماہ تک جھپٹتی رہیں لیکن مسیحی یورپ اور امریکہ نے ان کے درمیان لڑائی ختم کرادی۔

ادھر جب 2 مارچ 1992ء کو بوسنیا نے اپنی آزادی کا اعلان کیا تو دانستہ طور پر اہل مغرب نے اس اعلان آزادی کو تسلیم کرنے میں تاخیر سے کام لیا جس کے نتیجے میں بوسنیا کے 31 فیصد سربی النسل عیسائیوں نے ڈیڑھ لاکھ سرب فوج اور ملیشیا کے تعاون سے 6- اپریل 1992ء کو بوسنیا پر جنگ مسلط کردی۔

سرب کون ہیں؟

سرب عیسائی آرتھوڈوکس فرقے کے پیروکار ہیں اور مسلمانوں سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ 1908ء سے لے کر اب تک ان سفاک عیسائیوں نے مسلمانوں کا جینا حرام کر رکھا ہے۔ جنگ کوسوہ میں ترکوں کے ہاتھوں ان سرب عیسائیوں کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس دن سے آج تک سرب عیسائیوں کے نزدیک ہر مسلمان ترک ہے اور کافر ہے۔ ان سے اس شکست کا بدلہ لینا مذہبی فریضہ تصور کیا جاتا ہے۔ چرچوں میں اور تعلیمی اداروں میں مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلائی جاتی ہے۔ عیسائی پادری یہ درس دیتے ہیں کہ ان مسلمانوں کو ہلاک کرنے سے خداوند راضی ہوگا۔ ان سربوں کے اذیت پسند ہونے کے سبب مسلمانوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدید آلام کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یہ عیسائی نرخرے کاٹنے اور چھری کے ذریعے ذبح کرنے کو "کارثواب" سمجھتے ہیں' شراب پی کر مسلمانوں کو ذبح کرتے ہیں اور پھر ان مسلم شہداء کی لاشوں پر شراب انڈیل کر آدم خور افریقیوں کی مانند رقص کرتے ہیں۔

کروٹوں کا تعارف

کروٹ' کیتھولک عیسائی فرقے کے پیروکار ہیں۔ مذہبی طور پر آرتھوڈوکس عیسائی اور کیتھولک باہم دست و گریباں رہے ہیں۔ ماضی میں بھی بارہا ان دونوں فرقوں کے مابین جنگیں ہوئیں۔ آج بھی کروٹوں اور سربوں کے درمیان اختلاف مذہبی بنیادوں پر ہے۔ کروشیا کے ایک تہائی رقبے پر سرب آبادی پھیلی ہوئی ہے۔ بوسنیا میں کروٹ علاقوں کو کروشیا میں ضم کرنے کی خواہش اور اس کے لئے کروٹوں کی کوششیں بالکل واضح ہیں۔ مسلم دشمنی میں کروٹوں نے بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے۔

بوسنیا ہرسیگووینا کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے۔

حدود اربعہ	یہ تکونی مملکت' مشرق اور جنوب مشرق میں سربیا اور مونٹی نیگرو (جدید یوگوسلاویہ) سے گھری ہوئی ہے۔ اس کے شمال اور مغرب میں کروشیا واقع ہے۔
رقبہ	19,741 مربع میل
آبادی	4,398,000 (تخمینہ 1987ء)
قومیت	مسلمان' سرب' کروٹ
قومیتی تناسب	مسلمان 44 فیصد' سرب 31 فیصد' کروٹ 17 فیصد' دیگر 8 فیصد
زبان	مسلمان اور سرب ایک ہی زبان بولتے ہیں جسے "سربو کروشین" کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں اور سربوں کی زبان میں ماسوائے چند اسلامی اصطلاحات کے کوئی فرق نہیں ہے البتہ کروٹ اپنی زبان کروشین بولتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہوریہ بوسنیا ہرزی گووینا کا نقشہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلیبی جنگ

عیسائیت اور اسلام کے مابین تعلقات پر نظر ڈالتے ہوئے ایچ جی ویلز کہتے ہیں کہ "ان دونوں مذاہب کے مابین بالکل غیر منطقی اور برداشت نہ کرنے کی صلاحیت پروان چڑھتی رہی ہے اور ہمارے دور تک آن پہنچی ہے۔"

فلپ کے حتی (PHILIP. K. HITTI) لکھتے ہیں کہ "صلیبی زمانے کی جنگوں والے ماضی پر مشتمل یادیں اور مستقبل کی امیدیں نسلوں تک موجود رہی ہیں۔ زرتشت اور بدھ مت کبھی بھی اس قدر تلخ گالم گلوچ اور مذمت کے قابل نہیں سمجھے گئے۔ وہ مغرب کے عہد قدیم میں ایک خطرہ ضرور تھے لیکن وہ مقابلے کی سکت نہ رکھتے تھے۔ یہ مغرب کے اسلام کی طرف خوف پر مشتمل رویئے' دشمنی اور تعصبات تھے جنہوں نے اسلام کے بارے میں مغرب کے نظریات کو بدل کر رکھ دیا اور اس کے کردار کو مشروط بنا دیا۔ اسلامی نظریات دشمن قرار پاگئے اور اسی طرح وہ مشکوک ٹھہرے خواہ وہ جھوٹے نہ بھی تھے۔"

واٹ کہتا ہے کہ "ایک مسئلہ یہ ہے کہ حادثاتی طور پر اس موضوع کا مطالعہ کرنے والے ابھی تک ان تعصبات سے باہر نہیں نکل سکے۔ جو عہد قدیم کے آباؤ اجداد سے مخصوص تھے۔ واٹ کہتا ہے کہ

> *In the bitterness of the crusades and later wars against the Saracens they came to ragard the Muslims and in particular Muhammad (P.B.U.H) as the incarnation of all that was evil and the continuing effect of that period has not yet completely removed from the accidental thinking about Islam"* (1)

ہینڈرک وان لون کے الفاظ یہ ہیں کہ صلیبی جنگیں جاری ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ "وہ عظیم اساتذہ کے ماننے والے جو بہت ہی قریبی تعلق دار تھے انہوں نے ایک دوسرے کو ہمیشہ شدید نفرت سے دیکھا اور بارہ صدیوں سے ایک نہ ختم ہونے والی جنگ لڑتے آرہے ہیں یہ جنگ ابھی تک ختم نہیں ہوئی۔" (2)

ڈبلیو کانٹ ویل سمتھ بتاتا ہے۔ "یورپ نے اسلام کو صدیوں تک ایک دشمن اور خوف کی صورت میں دیکھا ہے۔ اس میں حیرانگی کی کوئی بات نہیں ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم) کے ماننے والوں کو مغرب میں ترجمان نہیں مل سکے۔ اس لئے اسلام کو بیرونی دنیا کے ایک مذہب کے طور پر بہت کم ہی جانا گیا اور اس کی تعریف کی گئی۔ کارل مارکس اور کمیونزم کے آغاز سے قبل تک اسلام ایک سنجیدہ خطرہ تھا۔ جس سے مغربی تہذیب کو اس کی پوری تاریخ میں کوئی سابقہ پڑا تھا۔" (3)

حقیقت یہ ہے کہ اشتراکیت کے خاتمے کے بعد مغرب نے اپنی توپوں کا رخ ایک بار پھر اسلام کی طرف کرلیا ہے۔ افغانستان سے روسی فوجوں کی پسپائی کے بعد امریکہ کے سابق صدر نکسن جیسے شخص نے بھی کہا کہ اب مغرب کو اسلام کی طرف توجہ دینا ہوگی۔ یہی کچھ نکسن کی مراد تھی جو آج ہو رہا ہے۔ صلیبی جنگوں کا تسلسل جاری ہے بلکہ خود صلیبی جنگ جاری ہے۔ یہ جنگ اس وقت بوسنیا میں لڑی جا رہی ہے۔ ہانگ کانگ کے معروف جریدے کا ایک اداریہ کچھ اس طرح شائع ہوا۔

"بوسنیا میں نسلی نہیں مذہبی جنگ جاری ہے۔ یہاں مغربی عیسائیت (کیتھولک) مشرقی آرتھوڈوکس عیسائیت اور اسلام کی جیوکلچرل پلیٹوں (4) کا مرکز ہے جن کو سرب کروٹ اور مسلمان کہا جاتا ہے۔ یہاں کوئی نسلی تنازعہ نہیں جیسا کہ عام طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ جنگ میں شریک تینوں گروہوں کی طبعی خصوصیات اور نسلی ماخذ ایک ہی ہیں اور وہ ایک جیسی زبان بولتے ہیں۔ (5) یہاں مذہبی جنگ ہے جس میں عیسائی مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہیں اور مسلمان ایک دوسرے سے الگ کر دیئے گئے ہیں لیکن عالمی برادری (جو دراصل یورپ اور امریکہ ہی کا دوسرا نام ہے) مذہبی جنگ کی اصطلاح کو پسند نہیں کرتی۔ مذہبی جنگ بوسنیائی مسلمانوں کا کبھی ہدف نہیں رہی۔ یہ مسلمان ہی ہیں جو ایک جدید سیکولر ریاست کا قیام چاہتے ہیں۔ (6) جبکہ عیسائی ایسا نہیں چاہتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بوسنیا کی فوج اور حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ کیتھولک یا آرتھوڈوکس عیسائی بھی شامل ہیں خواہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ (7) مسلمانوں کے پاس بوسنیا کا محض دس فیصد رقبہ ہی رہ گیا ہے لیکن وہ اب بھی کثیر القومی ملک کی مشعل اٹھائے ہوئے ہیں لیکن اس کے برعکس سرب اور کروٹ مذہبی بنیادوں پر "نسلی تطہیر" کے پروگرام پر عمل پیرا ہیں۔

یہ بات عجیب ہے کہ مغربی اقوام اس مسئلے پر مفلوج ہو کر رہ گئی ہیں۔ مغربی یورپ اجتماعی طور پر یہ فیصلہ کرچکا ہے کہ یورپ کی حدود میں کوئی مسلمان ملک قائم نہیں ہوسکتا اور اس فیصلے میں امریکہ بھی اس کے ساتھ ہے۔ (8)

خود سرب اس حوالے سے کیا سوچتے ہیں؟ اس کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ نزلا کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک عیسائی بشپ کے بقول "یہ ایک مذہبی جنگ ہے۔ آخر یورپ اس جنگ کو کیوں نہیں سمجھتا؟" بوسنیائی سربوں کی خودساختہ پولیس کے چیف کے بقول "یورپ کو اسلام سے تحفظ فراہم کرنا اس کا اور اس کی قوم کا تاریخی مشن ہے۔" (9)

ہفت روزہ اکانومسٹ لکھتا ہے۔ "سربیا کے کمانڈر مسلم بنیاد پرستی کو کچلنے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔" (10)

دسمبر 93ء میں جدید یوگو سلاویہ (سربیا مونٹی نیگرو) کے انتخابات میں اے۔کے۔اے ایرکن کی پارٹی "سربین یونٹی پارٹی" کا نعرہ تھا۔ "ہم اپنے عقیدے سربیائی آرتھوڈوکس کی خاطر لڑ رہے ہیں۔ ہم ایک متحدہ سربیائی ریاست کے قیام کی خاطر جنگ کر رہے ہیں اس (سربین پارٹی) کا خدا اور سربیا پر اعتقاد ہوگا۔" (11) کروشیا کا صدر فرانیو توجمان کہتا ہے کہ "وہ یہاں اسلامی ریاست کے قیام کے خلاف جنگ کرے گا"۔ (12) علاوہ ازیں سربیائی صدر ملاسوچ اور رادو وان کرادزچ بھی بارہا یہ کہہ چکا ہے کہ وہ ایک اسلامی ریاست کے قیام کے خلاف جدوجہد میں مصروف عمل ہے۔ بوسنیا میں سربوں کی خودساختہ جمہوریہ کے وزیراطلاعات نے کہا تھا کہ " مسیحی یورپ ہمارے خلاف کیوں ہے؟ ہم تو ان کا دفاع کر رہے ہیں۔ ہر جگہ اسلام پھیل رہا ہے۔ مسلمانوں نے عیسائیوں سے لبنان اور قبرص ہتھیالئے ہیں اہل آرمینیا کو صفحہ ہستی سے مٹایا جا رہا ہے۔ مسلمان اقتصادی طور پر (بوسنیا کے مسلمانوں کی) مدد کر رہے ہیں۔ اسلامی نظریئے کو پھیلایا جا رہا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مسلمانوں کی افرادی قوت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کا منصوبہ یہ ہے کہ بوسنیا کے مسلمانوں کا البانیہ' بلغاریہ میں ترک اقلیت اور پھر ترکی سے رابطہ قائم کر دیا جائے اور اس کے لئے درمیانی علاقوں پر راہداری کے حصول کے لئے قبضہ کیا جائے۔ مسلمانوں میں شرح پیدائش زیادہ ہونے کے سبب وہ بوسنیا میں 2000ء تک اکثریتی گروہ بن جائیں گے۔ فرانس پہلے ہی مسلمانوں سے (الجزائر میں تحریک اسلامی کے انتخابات میں کامیابی پر) تنگ ہے۔ یا تو یورپ اس خطرے کا ادراک نہیں کر پا رہا ہے یا پھر اس کا خیال ہے کہ وہ (مسلمان صدر) عالیجاہ عزت بیگووچ کو اپنے کنٹرول میں لے آئے گا لیکن ایسا کرنے سے بہت تاخیر ہو جائے گی۔ کیونکہ اسلام جب ایک ریاست حاصل کرلیتا ہے تو پھر وہ ریاست واپس نہیں کرتا۔" (13)

خود ساختہ سرب وزیراطلاعات کو تو یہ گلہ ہے کہ مسیحی یورپ ان معاملات کا ادراک نہیں کرپا رہا ہے لیکن دوسری جانب مسیحی یورپ کے مفکرین اور دانشور اور سرکاری حکام کس انداز سے اس مسئلے کو لے رہے ہیں۔ اب اس حوالے سے کچھ ذکر کرنا مناسب رہے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اگر کسی کو تیسری عالمی جنگ کا انتظار ہے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ یہ جنگ ختم بھی ہو چکی ہے۔ یہ دراصل ایک سرد جنگ تھی جو امریکہ نے سوویت یونین کے خلاف جیت لی ہے۔ ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ امریکہ نے یہ جنگ اپنے ایسے دو اتحادیوں یعنی پاکستان اور ایران کی مدد سے جیتی ہے۔ جنہیں خلافت اسلامی اور سلطنت عثمانیہ کی دستار وراثت میں ملی ہے۔ ایک اور ٹھوس حقیقت یہ ہے کہ تیسری عالمی جنگ ختم ہوتے ہی چوتھی عالمی جنگ کا آغاز بھی ہو چکا ہے اور یہ جنگ مغربی (بلکہ شمالی) طاقتیں انہی قوتوں کے خلاف لڑ رہی ہیں جو خلافت اسلامیہ کی وارث ہیں۔ اس طرح یہ چوتھی عالمی جنگ اصل میں ایک صلیبی جنگ ہی ہے۔ شمالی طاقتوں نے تقریباً ایک ہزار سال قبل آخری صلیبی جنگ ہار دی تھی لیکن جو صلیبی جنگ اب شروع ہوئی ہے' یہ ہمیں نہیں ہارنی چاہئے اور یہ ہم ہرگز نہیں ہار سکتے کیونکہ ماضی کی صلیبی جنگوں کا مقصد تو محض علاقہ فتح کرنا تھا لیکن موجودہ جنگ تو ہماری بقاء کی جنگ ہے اور یہ جنگ اس وقت لبنان' بوسنیا' غبیج' شیطانی کتاب' سی آئی اے کے افسر کا قتل' عالمی ٹریڈ سنٹر میں دھماکہ اور ایسے ہی دوسرے میدانوں میں لڑی جا رہی ہے۔"

یہ اقتباس پڑھ کر یہ نہ سمجھیں کہ یہ باتیں کسی بنیاد پرست عیسائی نے کسی گرجے میں وعظ کرتے ہوئے اپنے مذہبی جنون کے ترنگ میں کہہ ڈالی ہونگی۔ اصل میں یہ اقتباس فرانس کے مسٹر کاؤنٹ دی مرانش کی ایک کتاب "چوتھی عالمی جنگ" سے لئے گئے ہیں۔ کاؤنٹ تقریباً دس سال "پومپیدو" کے دور حکومت میں فرانسیسی انٹیلی جنس کا سربراہ رہ چکا ہے۔ اس نے اپنی یہ کتاب ۱۹۷۶ء میں مکمل کی تھی۔ کاؤنٹ آگے چل کر لکھتا ہے کہ "ہمیں اپنے مقصد کی خاطر اب اور آئندہ اپنی زندگیاں قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ ہمارے مخالفین (مسلمان) جو ہمارے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں' اپنے ایمان اور عقیدے کی خاطر لڑنے مرنے کو تیار ہیں لیکن ہم میں یہ حوصلہ نہیں ہے کیونکہ ہمارے عقائد کا ہماری مادی خوشیوں پر بہت زیادہ انحصار ہے۔" (۱۰۱)

فرانس کی انٹیلی جینس کے سابق سربراہ کے یہ خیالات محض ایک یورپی باشندے کا انفرادی نقطہ نظر نہیں ہے بلکہ یہ مغربی امریکہ اور یورپ میں بہت تفصیل سے زیر بحث رہا ہے اور اس کے نتیجے میں اسلام کی پیش قدمی روکنے کے لئے ایک جامع منصوبہ بندی کی جا چکی ہے۔ کاؤنٹ کا امریکہ کے پالیسی سازوں پر گہرا اثر رہا ہے۔ جارج بش اس وقت بھی اس سے مشورہ کیا کرتا تھا جب وہ ۱۹۷۶ء میں امریکی سی آئی اے کا سربراہ تھا۔ ریگن نے بھی اپنی صدارت کا حلف اٹھانے سے پہلے کاؤنٹ سے ملاقات ضروری سمجھی۔ ریگن اور اس وقت کا سی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئی اے کا سربراہ ولیم کیسی اس کے بہت مداح تھے اور اس کے خیالات سے بہت متاثر تھے۔

برطانوی پارلیمنٹ کے لیسٹر ساؤتھ سے ایک رکن ہم مارشل کے مطابق "ہم مغرب کے لوگ اسلام کو اپنے لئے ایک خطرہ سمجھتے ہیں اور یہ بات ہمارے ذہنوں میں بہت گہری بٹھا دی گئی ہے۔ یہ ہماری ثقافت کا حصہ بن چکی ہے۔ میں نے جب ماں کا دودھ پینا شروع کیا تھا تو اس وقت سے مجھے بتایا جا رہا ہے کہ اسلام ہمارے لئے خطرہ ہے۔ صلیبی جنگوں میں جب مغرب کو فتح حاصل ہوتی تھی تو ہم سب خوشیاں مناتے تھے اور اس کی شکست پر ماتم کرتے تھے۔" (۱۹)

صلیبی جنگوں کے مناظر

ماضی کی صلیبی جنگوں میں عیسائیوں کے مظالم نہایت خوفناک تھے اور بوسنیا میں جاری صلیبی جنگ اس سے بھی زیادہ بدتر مناظر پیش کر رہی ہے۔ جب جون 1099ء میں صلیبی جنگجوؤں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو ان کا سیلاب روکنے کی مسلمانوں میں طاقت نہ تھی۔ اس لئے بیالیس دن کے محاصرے کے بعد جولائی 1099ء میں بیت المقدس پر صلیبیوں کا قبضہ ہوگیا تو کئی ہفتوں تک وہ اس مقدس شہر میں قتل عام کرتے رہے صرف مسجد اقصیٰ میں ستر ہزار مسلمان قتل کئے گئے۔ جن میں بڑی تعداد مختلف ملکوں کے ان تارک دنیا علماء و مشائخ کی تھی جو ہجرت کرکے اس مقدس مسجد میں مشغول عبادت تھے۔ مسجد اقصیٰ کا تمام طلائی و نقرئی بیش قیمت سامان لوٹ لیا گیا۔ بیت المقدس کی فتح میں "صلیبی مجاہدین" نے جس وحشت و درندگی کا ثبوت دیا اس پر خود منصف مزاج یورپی مورخوں نے ملامت کی ہے۔ مورخ میشو لکھتا ہے۔ "بیت المقدس کی فتح میں صلیبیوں نے ایسے اندھے تعصب کا ثبوت دیا ہے جس کی مثال گذشتہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ عربوں کو زبردستی اونچے برجوں اور بلند مکانوں کی چھت سے گرا دیتے' آگ میں زندہ جلا دیتے' گھروں سے نکال کر میدانوں میں جانوروں کی طرح گھسیٹتے۔ مقتول مسلمانوں کی لاشوں پر لے جا کر دوسرے مسلمانوں کو قتل کرتے' وہ کئی ہفتوں تک قتل عام کرتے رہے۔" (۲۰)

لیسنان نے عینی شاہد رابرٹ کے حوالے سے لکھا ہے۔ "ہمارے (صلیبی) لوگ راستوں پر' مکانوں کی چھتوں پر دوڑ رہے تھے۔ اور مثل اس شیرنی کے جس کے بچے چھین لئے گئے ہوں' قتل عام کے مزے لے رہے تھے۔ وہ بچوں کے ٹکڑے کر رہے تھے۔ وہ جوان و پیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کو برابر قتل کر رہے تھے۔ وہ کسی متنفس کو کبھی نہ چھوڑتے تھے اور جلد فراغت حاصل کرنے کی غرض سے ایک ہی رسی میں کئی کئی آدمیوں کو لٹکا دیتے تھے۔ ہمارے لوگ جو پاتے چھین لیتے اور مردوں کے پیٹ چیر ڈالتے۔ شہر کے راستوں میں خون کے دریا بہتے اور چاروں طرف لاشیں پھیلی ہوتی تھیں۔ ان میں ایک فرد بشر ایسا نہ تھا جو مذہب عیسوی قبول کرتا۔ بو ہمنڈ نے ان سب کو جنہیں اس نے قصر کے صحن میں جمع کیا تھا' سامنے بلایا اور عورت اور مرد' بوڑھے اور معذور کا امتیاز کئے بغیر سب کو قتل کیا اور جو جوان اور مضبوط تھے انہیں فروخت کرنے کے لئے انطاکیہ بھجوا دیا۔"

وہ ایک دوسرے عینی شاہد ریمانڈو اژیل پوئی کے تئیس کا بیان نقل کرتا ہے۔ "جس وقت ہمارے آدمی دیواروں اور برجوں پر قابض ہوگئے تو مسلمانوں میں عجیب واقعات نظر آنے لگے۔ کسی کا سر کٹا ہوا تھا' کسی کا چہرہ مجروح تھا اور وہ مجبوری سے اپنے آپ کو دیواروں سے نیچے گرا رہے تھے' بعض دیر تک مجروح پڑے رہنے کے بعد جلا دیئے گئے۔ بیت المقدس کے راستوں اور ہر جگہ پر سروں' ہاتھوں اور پاؤں کے انبار لگے ہوئے تھے اور لاشوں پر سے چلنا پڑتا تھا مگر یہ بہت کم ہے بمقابلہ اس کے جو وقوع میں آیا--- ہیکل سلیمانی میں اس قدر خون بہا تھا کہ اس کے صحن میں لاشیں تیرتی پھرتی تھیں۔ کسی کا ہاتھ' کسی کا پیر' کسی کا دھڑ' سب بے جوڑ پڑے ہوئے تھے کہ انہیں پہچاننا مشکل تھا۔ صلیبیوں نے اس قتل عام کو ناکافی سمجھ کر ایک مجلس منعقد کی جس میں یہ امر قرار پایا کہ کل باشندگان بیت المقدس' مسلمان یہودی اور غیر مقلد عیسائی سب تہہ تیغ کر دیئے جائیں۔ ان کی تعداد تقریباً ساٹھ ستر ہزار تھی۔ یہ قتل عام کا بازار باوجود حامیان دین عیسوی کی مستعدی کے آٹھ روز تک گرم رہا۔ عورتیں' بچے' بوڑھے سب مارے گئے' کوئی متنفس جانبر نہ ہوا۔"

یہ دردانگیز واقعات نقل کرنے کے بعد لیبان لکھتا ہے۔

"ہم خیال کر سکتے ہیں کہ اقوام مشرق جو اس وقت اس قدر مہذب تھیں' ایسے غنیم کی بابت کیا خیال کرتی تھیں؟ ان کی تاریخیں بھی نفرت سے بھری ہوئی ہیں اور سعدی شیرازی نے انہی کی نسبت کہا ہے کہ انہیں آدمی کہنا انسانیت کی عار ہے۔ اس مقدس شہر کے باشندوں سے ان کا برتاؤ اس سے بالکل مختلف تھا جو حضرت عمرؓ نے کئی صدی پیشتر عیسائیوں کے ساتھ کیا تھا۔" (۱۲)

صلیبی جنگجوؤں نے بیت المقدس کی فتح کے بعد پوپ کو ان الفاظ میں یہ مژدہ لکھ بھیجا۔

"خدا ہمارے عجز و انکسار سے رام ہوگیا اور ہمارے عجز کے آٹھویں روز اس نے شہر کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمنوں سمیت ہمارے حوالے کیا۔۔۔ اگر آپ یہ معلوم کرنا چاہیں کہ جو دشمن وہاں موجود تھے۔ ان کے ساتھ ہم نے کیا سلوک کیا تو اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ جب ہمارے سپاہی حضرت سلیمان کے معبد میں داخل ہوئے تو ان کے گھوڑوں کے گھٹنوں تک مسلمانوں کا خون تھا۔" (18)

وحشت و بربریت کے ان تمام تر مظالم کو پہلی سے چھٹی اعلانیہ صلیبی جنگوں کے ہر میدان میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ (19) بعد میں ہونے والی جنگیں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان لڑی گئیں' وہ بھی درحقیقت صلیبی تھیں۔ جو اب لڑی جا رہی ہیں وہ بھی صلیبی ہیں۔ جو آئندہ لڑی جائیں گی وہ بھی صلیبی ہونگی۔

بعض متشرقین مثلاً گروسیہ (GROUSSET) نے ملت اسلامیہ سے عیسائیوں کے ہر تصادم کو صلیبی جنگوں کا نام دیا ہے۔" (20)

امریکہ کی صلیب پرستی

امریکہ کی بوسنیا کے بارے میں پالیسی کبھی بھی حوصلہ افزا نہیں رہی محض معمولی سی حمایت پر بھی سربوں کی طرف سے اس طرح کے شدید ردعمل کے بعد امریکی اداروں کی کارکردگی بوسنیا کے حوالے سے مزید کم ہوتی گئی۔ 3 ستمبر 1992ء کو امریکہ کے ایوان نمائندگان کی Task Force On Terrorism And Conventional Warfare کو ایک خفیہ رپورٹ پیش کی گئی جس میں بوسنیا کے مسلمانوں کو فراموش کرنے اور ان کے قتل عام کے حق میں تفصیلات دی گئی تھیں۔ (21)

یہ امریکی ٹاسک فورس نو امریکی ریاستوں کے پندرہ افراد پر مشتمل ہے۔ اس نے اپنی رپورٹ میں بوسنیا کے صدر عالیجاہ عزت بیگووچ پر الزام لگایا کہ وہ یورپ میں ایک اسلامی ریاست کے قیام کی کوشش کر رہے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ جو کچھ ان کے ساتھ ہو رہا ہے وہ اس کے مستحق ہیں۔ یہ پالیسی عالیجاہ عزت بیگووچ کے ان پے در پے اعلانات کے باوجود اختیار کی گئی جس میں انہوں نے کہا کہ وہ بوسنیا کو کثیر نسلی ریاست بنانا چاہتے ہیں۔ رپورٹ میں ان کے بیانات کو مسترد کرتے ہوئے کہا گیا کہ ایسی کوئی ریاست یورپ میں نہیں بنے گی۔ اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس رپورٹ میں کہا گیا کہ۔

"ذیل کے صفحات میں بوسنیا ہرزیگووینا میں حالیہ تصادم کی تاریخ اور اس کے ایران سے تعلقات پر مشتمل ایک تفصیلی رپورٹ دی جا رہی ہے۔ جو سابقہ یوگوسلاویہ کی مسلم آبادی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خصوصی طور پر متعلق ہے۔ اس رپورٹ میں اس بات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے کہ اس تصادم کے یورپ میں موجود مسلم آبادیوں پر کیا اثرات مرتب ہونگے۔ اس رپورٹ میں میں مندرجہ ذیل اہم نکات شامل ہیں:۔

- یوگو سلاویہ میں مسلمانوں کی تاریخ مظلومیت کی تاریخ رہی ہے خصوصاً مارشل ٹیٹو کے دور میں بوسنیا ہرسیگووینا کے مسلمانوں نے اپنی پوزیشن بہتر بنائی ہے۔
- ایران کا دہشت گردی پر مبنی ڈھانچہ اپنے لئے زیادہ تر حمایت عالیجاہ عزت کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ جو "فدائین اسلام" نامی تنظیم کے ایک رکن ہیں اور ایک بنیاد پرست مسلمان ہیں۔ اس گروہ کا مقصد ہر اس جگہ اسلامی حکومت قائم کرنا ہے۔ جہاں مسلمان آباد ہیں۔
- بوسنیا کے مسلمانوں کے لئے حمایت میں اضافے کے لئے عالیجاہ عزت نے ایرانی طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے مظالم کا ارتکاب کیا ہے۔ اے بی سی کے نمائندے ڈیو کیپلن کا قتل بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔
- ایران نے بڑی کامیابی سے عالم اسلام کی حمایت یہ کہہ کر حاصل کرلی ہے کہ بوسنیا کی جنگ میں امریکہ کی بے عملی دراصل یورپ کو اسلامی برادری سے خالی کرانے میں مدد دینے کی حکمت عملی ہے۔ اس نے مغربی یورپ کی مسلم آبادیوں میں بھی گہرا نفوذ کرلیا ہے۔
- بوسنیا کی جنگ میں آیت اللہ احمد جنتی کی قیادت میں ایک وفد بوسنیا گیا تھا۔ وہاں سے واپسی پر انہوں نے کہا تھا کہ بوسنیا کی شکست کی صورت میں مسلمان یورپ کے خلاف گوریلا جنگ شروع کردیں گے۔
- اس وقت یورپ کے مسلمانوں کی تین سے چھ فیصد آبادی کسی نہ کسی طرح اسلامی نوعیت کی سرگرمیوں میں مصروف ہے۔ جس سے اس بات کا امکان بڑھ رہا ہے کہ مستقبل میں یورپ کے خلاف مسلم برادری دہشت گردی شروع کردے گی۔"

اقوام متحدہ میں امریکہ کے سابق سفیر ڈونالڈ میک ہنری کا کہنا ہے کہ "یوگو سلاویہ کے بارے میں بہت پہلے سے ہی قابل غور وارننگ موجود تھیں۔ سی آئی اے کے تجزیہ نگاروں نے تین سال (یوگو سلاویہ کی شکست وریخت سے) قبل ہی پیشین گوئی کردی تھی اور محققین نے تشدد کی پہلے ہی وضاحت کردی تھی۔ اگر بے چینی کے پہلے آثار کے موقع پر ہی ایسے اقدامات کرلئے جاتے جو اس پر قابو پانے میں معاون ہوتے تو پھر بہت زیادہ امکان موجود تھا کہ اس تشدد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر کچھ نہ کچھ قابو پالیا جاتا۔" (22)

27 جنوری 94ء کو امریکی سینیٹ نے 9 کے مقابلے میں 87 ووٹوں سے ایک قرارداد کی منظوری دی جس میں اقوام متحدہ پر زور دیا گیا کہ بوسنیا کے خلاف ہتھیاروں کی فراہمی پر عائد عالمی ادارے کی پابندی ختم کی جائے۔ اس قرارداد کو جس کی پابندی لازمی نہیں " سینیٹ کے احساسات" کا نام دیا گیا۔ سینیٹ کے ری پبلکن رہنما مسٹر باب ڈول نے جنہوں نے یہ قرارداد پیش کی تھی کہا کہ اگرچہ کلنٹن نے ہتھیاروں کی فراہمی پر پابندی اٹھانے کی کھلم کھلا حمایت کی ہے لیکن انہوں نے اس مقصد کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے "اپنے عہدے کے بے پناہ اثر و رسوخ کو استعمال نہیں کیا" سینیٹر ڈول نے کہا کہ بین الاقوامی برادری نے اپنے عمل سے یہ واضح کر دیا ہے کہ "نہ تو ہم تمہارا دفاع کریں گے اور نہ ہی تمہیں اپنا دفاع کرنے دیں گے۔" (سربوں کو) اس بات کا یقین کی حد تک علم ہے کہ انہیں کسی سرزنش اور جوابی کارروائی کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

ڈیموکریٹک سینیٹر مسٹر جوزف بیڈن نے کہا کہ "ہماری مسلسل بے حسی اور بے علمی سے کسی خیر کی توقع نہیں رہی۔" (23)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1- کیمبرج' ہسٹری آف اسلام بحوالہ دی مسلم 27- اگست 92ء

2- ٹالرینس' نیویارک' بحوالہ دی مسلم 27- اگست 93ء

3- اسلام ان ماڈرن ہسٹری' نیویارک بحوالہ دی مسلم 27- اگست 93ء

4- زلزلے کے حوالے سے استعمال ہونے والی اصطلاح

5- کروٹوں کی زبان ذرا مختلف ہے تاہم مسلمان اور سرب ایک ہی زبان بولتے ہیں۔

6- اب حالات نے مسلمانوں کو اپنی سوچ پر نظر ثانی کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

7- یکم نومبر 93ء کو بوسنیا کی جس کابینہ نے حلف اٹھایا' اس میں کسی غیر مسلم کو اس لئے شامل نہیں کیا گیا کہ سرب اور کروٹ اب مسلمانوں کے دشمن ہو گئے ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے اسپیکٹ 12 نومبر تا 9 دسمبر 93ء

8- ایشیا ویک 20 - اکتوبر 93ء

9- روزنامہ ڈان 14- اگست 92ء

10- اکانومسٹ یکم تا 6- اگست 92ء

11- ٹائم 6 دسمبر 93ء

12- اسپیکٹ شمارہ ماہ دسمبر 93ء

13- ڈان 14- اگست 92ء

14- اسپیکٹ بحوالہ ہفت روزہ ایشیا 15 مئی 93ء

15- روزنامہ جنگ لندن 7 ستمبر 92ء

16- محترمہ کاف خانم کا مضمون "پہلی صلیبی جنگ" ماہنامہ اردو ڈائجسٹ مارچ 1991ء صفحہ 106' 107

17- تمدن عرب صفحہ 385

18- ملاحظہ کیجئے "دی فرسٹ کروسیڈ" از اے سی کرے۔ متعدد چشم دید گواہوں کے بیانات صفحات 77' 62' 61' 257 ۔ انگریزی ایڈیشن (1958ء) نیز ملاحظہ فرمایئے ایک ہم عصر فلپو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چارٹرز کے پہلی صلیبی جنگ کے وقائع صفحہ 69'68 (انگریزی ایڈیشن 1941ء لندن)

19- پہلی صلیبی جنگ 1096ء

دوسری صلیبی جنگ 1147ء

تیسری صلیبی جنگ 1169ء

چوتھی صلیبی جنگ 1195ء

پانچویں صلیبی جنگ 1221ء

چھٹی صلیبی جنگ 1228ء

20- الحرب الصلیبیۃ الاولیٰ صفحہ 6 تا 9

الحرب والسلام زمن العدوان الصلیبی صفحہ 7

نور الدین و الصلیبیون صفحہ 9 بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد نمبر 12، صفحہ 209

21- دی نیشن 21 مئی 93ء

22- لاس اینجلس ٹائمز بحوالہ ڈان 13 نومبر 93ء

23- "خبر و نظر" یکم فروری 1994ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ اول

مسلمانانِ بوسنیا کا المیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زخمی زیادہ۔ طبی سہولیات اور عملہ کم۔ سرائیوو کے ایک ہسپتال میں اپنے علاج کے لئے باری کے منتظر

سربوں کی بربریت کا شکار یہ معصوم مسلمان بچہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اول

مسلمانوں پر سربوں کے مظالم

بوسنیا میں سربوں کی حکمت عملی

بوسنیا میں جنگ کے آغاز کی سرکاری تاریخ 6- اپریل 92ء ہے۔ اس ملک کو بین الاقوامی سطح پر تسلیم کئے جانے کے ٹھیک ایک دن بعد اس ہولناک جنگ کا آغاز ہوا۔ بوسنیا میں جنگ' بھوک' بیماری' موت' تشدد' عصمت دری جیسے سنگین جرائم کے مرتکب وہ حیوان ہیں جنہوں نے کئی دہائیوں تک بندوقیں' ٹینک اور گولہ بارود جمع کیا اور صدیوں سے نفرت کو بھی "جمع" کرتے رہے ہیں۔ یوگو سلاویہ کی تخلیق اور پھر 70 برسوں کی حاکمیت اور قبضہ کے بعد بھی وہ ذہنی طور پر جنگلی انسان' عیسائی بت پرست ہی رہے جنہیں آج کی دنیا آرتھوڈوکس عیسائی سربوں کے نام سے جانتی ہے' آج بھی بوسنیائی مسلمانوں کو اتنی آسانی سے ذبح کر رہے ہیں جس طرح وہ کسی سور کے ٹکڑے کرتے ہیں۔

ذریعہ -- فوج

اپنی گندی اور گھٹیا جبلت کے تحت مجرموں نے زبردست جرائم کرنے کی منصوبہ بندی کی JNA یوگو سلاوی قومی فوج نے عظیم تر سربیا کے حصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تمام تر توجہ کو بوسنیا پر مرکوز کر دیا اور آگ اور بارود کو بوسنیا کے شہروں اور گاؤں پر برسانا شروع کر دیا۔

سربوں کی سیاسی پارٹی ایس ڈی ایس نے بوسنیا کے مسلمان معاشرے کے اہم ستونوں' ایماندار' تعلیم یافتہ کامیاب مسلمانوں کی گرفتاریوں کی فہرستیں تیار کرلیں اور اس منصوبے کا اطلاق ان علاقوں پر بھی ہوا جہاں سربوں کی آبادی محض 10 فیصد تھی۔

نصب العین --- نسل کشی

دنیا بھر میں وطیرہ یہ ہے کہ مصنف' صحافی' یونیورسٹیاں اور چرچ کئی پہلوؤں سے نمائندہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصور کئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی حکومت مخالف بھی لیکن بلغراد کے حوالے سے اگر اس پہلو پر غور کیا جائے تو معاملہ حیرت انگیز طور پر اس کے برعکس جاتا ہے کیونکہ مذکورہ بالا تمام قوتیں' سرکاری منصوبے "عظیم تر سربیا" کے حصول کے لئے حکومت کی معاون اور حامی بن گئیں۔ بلغراد یونیورسٹی نے یوگو سلاویہ کے موجودہ وفاقی صدر دوبر یچا کو پچ کی قیادت میں ۱۹۸۶ء کی دہائی کے وسط میں دستاویز تیار کی جو "میمورنڈم" کے نام سے معروف ہے۔ اس میمورنڈم کے تحت قدیم عظیم تر سربیائی شہنشاہ دشان کے آرتھوڈوکس سربیائی عقیدے کے مطابق تمام سربوں کو ایک ریاست میں رہنا چاہئے بلغراد کے مصنفوں کی تنظیم کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ کمیونزم کے زوال کے بعد ایک عرصہ تک دبا کر رکھی جانے والی اسلامی اور یورپی ثقافت کی کہیں نشاۃ ثانیہ نہ ہو جائے۔ سربوں میں احساس برتری کے غلط تصور کو بچانے اور ان کی بنیادی زرعی ثقافت کو برتر ثابت کرنے کے لئے ہر اس شخص کے خلاف جارحیت کو جائز قرار دیا گیا جو اس کے برعکس سوچ کا حامل تھا۔

سربوں کے "عوامی چرچ" یعنی سرب آرتھوڈوکس چرچ نے پادری پاؤل کی زیر قیادت کمیونسٹ نظریئے پر غلبہ حاصل کرلیا۔ اس نظریئے کے تحت عام لوگوں میں اسی جذبے کو فروغ دیا گیا' اسی نوعیت کی جمہوریت کی داغ بیل ڈالی' ایسا ہی فن ایجاد کرلیا گیا' اسی قسم کی معیشت بنا ڈالی اور تو اور خدا کے لئے بھی ایسا ہی نظریہ گھڑ لیا گیا۔ ان سبھی معاملات میں سربوں کی برتری کی جھلک موجود تھی۔ اس کے لئے زمین کا حصول بھی لازمی عنصر کی حیثیت اختیار کر گیا۔ بوسنیا میں جنگ کے آغاز سے قبل پادری پاؤل نے خودساختہ سرب زمین کا دورہ کیا اور سربوں میں ایک مذہبی ریاست کے قیام کے لئے روح پھونکی جس کا ایک رہنما اور ایک خدا ہو۔

ہولناک حکمت عملی

اس نظریئے کو جسے روحانی بنیادوں پر اٹھایا گیا تھا اور وہ گھٹیا تحریک جو بلقان کی دھرتی پر نمودار ہوئی' کے نتائج بیسویں صدی کے اختتام پر مسلمانوں کے لئے نہایت دردناک اور ہولناک ہیں۔ شہروں پر گولوں کی برسات اور تمام مسلم خاندانوں کو خصوصی نشانہ بنا کر ان فہرستوں کے مطابق ہزاروں مسلمان تعلیم یافتہ افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ ایسے افراد جنہوں نے اپنے ہاتھوں میں بندوق اٹھائی ان کے بچوں اور ان کی خواتین کو انتہائی تیزی کے ساتھ گلی کوچوں اور کھیتوں میں ذبح کیا جا رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(1) نسلی تطہیر

لڑنے کے قابل سرب افراد اور یوگو سلاوی عوای فوج کو استعمال کرتے ہوئے سرب دہشت کی حکمت عملی کے تحت دہشت گردوں کو بوسنیائی مسلمانوں کو بڑی آبادی والے شہروں کی طرف پھیلایا گیا تاکہ مسلمانوں کا اخراج عمل میں لایا جاسکے۔ یہ عمل سرحد پار بھی جاری ہے۔ سرب' یورپی برادری کی جانب سے مارچ 92ء میں جاری کردہ علاقائی نقشے کے تحت اپنا عمل جاری رکھے ہوئے ہیں۔ خصوصی سرب "ڈ-تھ ٹروپ" نے پوری جمہوریہ بوسنیا بالخصوص سرحدی علاقوں میں وسیع پیمانے پر نسل کشی کی۔ بین الاقوای برادری کی جانب سے اس سارے معاملے میں عدم توجہی اس مسئلے کا حل صرف جنگ کو ظاہر کرتی ہے۔ شہریوں کی قتل و غارت گری کو جنگی حصول بیان کیا جا رہا ہے۔ محصور شہروں کے مسئلوں کو محض انسانی مسائل پر محمول کیا جا رہا ہے اور شہریوں کے خلاف جنگ کو خانہ جنگی قرار دیا جا رہا ہے۔ اس طرز عمل سے واضح طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مغربی دنیا کی حمایت سربیا کو حاصل ہے۔ مغربی دنیا اس مسئلے کو اس طرح سے دیکھتی ہے کہ "سربوں کا یہ عمل تھوڑی سی زیادہ کارروائی پر مبنی ہے جبکہ بوسنیائی مسلمان اپنے دفاع کو مستحکم کر رہے ہیں۔"

(2) نسل کشی

فہرستوں میں جن کا نام ہے انہیں چن چن کر بالخصوص نوجوانوں اور لڑکیوں کو اور ساتھ ہی دیگر لوگوں کو بھی ڈ-تھ کیمپوں میں لے جایا جا رہا ہے۔ جہاں ان دانشوروں کو مسلسل قتل کیا جا رہا ہے۔ قتل کرنے کا طریقہ نہایت روح فرسا ہوتا ہے۔ اعضائے تناسل کاٹے جاتے ہیں۔ کلہاڑوں' چاقوؤں اور لوہے کے راڈ کے ذریعے قتل کیے جانے کے واقعات نمایاں ہیں۔ سرب لڑکیاں ان قیدیوں پر نشانہ بازی کی مشق کرتی ہیں۔

کنسنٹریشن کیمپ

www.KitaboSunnat.com

ان کیمپوں میں بچوں کو بھوک اور قتل و غارت کے علاوہ دیگر طریقوں سے موت کے گھاٹ اتارتے ہیں۔ بڑوں کو یہ سارا عمل دیکھنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ خواتین کی ان کے خاندانوں کے سامنے عصمت دری کی جاتی ہے مردوں کو وحشیانہ طریقے سے مار مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(3) عصمت دری

4 سے 9 سال تک کی بچیوں کو ان کے والدین کے سامنے اس وقت تک جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے جب تک وہ خون میں لت پت ہو کر ہلاک نہ ہو جائیں۔ 14 سے 30 سال تک کی بچیوں اور خواتین کو مختلف گروہوں کی شکل میں قائم کردہ قحبہ خانوں میں لے جایا جاتا ہے۔ جہاں ان کی انتہائی وحشیانہ انداز میں عصمت دری کی جاتی ہے۔ ان میں سے بہت سی حاملہ ہو چکی ہیں اور سرب بچوں کو جنم دینے کے لئے انہیں زندہ رکھا گیا ہے۔ جب ایک بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیم نے دورہ کیا تو وہ تمام خواتین موت کے گھاٹ اتار دی گئیں ایسی ہی ایک مثال وسگراد شہر کے نزدیک قائم ولینا ولاس کیمپ ہے۔

(4) تباہی و بربادی

اسلامی فن تعمیر کے شاہکار نمونوں کو برباد کیا جا رہا ہے۔ برچکو اور فوچا اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ 8 سو سے زائد مساجد کو شہید کر دیا گیا ہے۔

(5) نفسیاتی طریقہ جنگ

سربوں کے مذکورہ اقدامات میں نفسیاتی آپریشن بھی شامل ہے کیونکہ منظم و مربوط عصمت دری اور تشدد و نسل کشی ہی محض جسمانی تعذیب کے لئے مقصود نہیں ہے بلکہ نفسیاتی عوامل بھی نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

1- نسلی تطہیر

نسلی تطہیر ایک جدید اصطلاح ہے جو 1988ء سے سنائی دینے لگی ہے۔ اس لفظ کی اصل جڑیں تو روسی زبان میں ملتی ہیں اور وہ روسی لفظ ہے "Ethnicheskoye"۔ سوویت حکام یہ اصطلاح کسی ایک نسلی گروہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ دھکیلنے کے عمل کے لئے استعمال کرتے تھے چونکہ سرب اور اہل مونٹی نیگرو' روسیوں کی مانند سلافی النسل ہیں لہٰذا انہوں نے اس اصطلاح پر زیادہ بہتر طریقے سے عمل درآمد کیا ہے۔ موجودہ زمانے میں اس اصطلاح کا اطلاق اجتماعی قتل عام کے معنوں میں بھی ہوتا ہے۔

تاریخی طور پر یہ بات ثابت شدہ ہے کہ نسل کشی جیسے گھناؤنے جرم کو ہمیشہ سے ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت الفاظ کے پردے میں چھپا دیا جاتا ہے۔ نازی رہنما Reinhard Heydrich نے Endlosung کی اصطلاح بمعنی آخری حل (Final Solution) استعمال کی۔ اس اصطلاح سے مراد یورپ بھر کے یہودیوں کا مکمل انخلاء اور قلع قمع کرنا تھا۔ (1) جرمنوں کا مقصد جرمنی کو نسلی طور پر غیر یہودیوں سے پاک کرنا تھا۔ یہودیوں کے مذہبی عقائد نازی جرمن عیسائیوں کو ناپسند تھے۔ علاوہ ازیں جرمن خود کو ایک برتر قوم بھی سمجھتے تھے لیکن جب ہم یہ معاملہ بوسنیا' سربیا اور کروشیا کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ سرب اور کروٹ عیسائیوں سے جدا ہے لیکن نسلی طور پر کروٹ' سرب اور مسلمان ایک ہی اکائی یعنی سلاف نسل سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا ثابت ہوتا ہے کہ نسلی تطہیر کے نام پر حقیقتاً مسلمانوں کی نسل کشی مقصود ہے۔

یہاں بجا طور پر یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ سربوں نے کروٹوں کے خلاف بھی کارروائیاں کیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر سربوں نے کروٹوں کے خلاف کارروائیاں کی تھیں یا کی ہیں تو اس کا سبب بھی مذہب ہے۔ آرتھوڈوکس عیسائی' کروٹ عیسائیوں کو صحیح عیسائی تسلیم نہیں کرتے اور اسی بناء پر ان کے خلاف کارروائیاں کرتے چلے آئے ہیں لیکن فی زمانہ کروٹوں اور سربوں نے مسلمانوں کے خلاف اتحاد کرلیا ہے یہ بجائے خود اسلام دشمنی کی واضح مثال ہے۔ نسلی تطہیر کے لئے طریقہ واردات یہ ہے کہ فوجیں کسی مسلمان آبادی والے علاقے کو گھیر لیتی ہیں۔ لوگوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ہتھیار ڈال دیں ورنہ ہر شخص کو مار دیا جائے گا۔ لوگ ہتھیار ڈال دیتے ہیں تو تمام نوجوان مردوں کو برے طریقے سے قتل کر دیا جاتا ہے اور نوجوان عورتوں کو وسیع پیمانے پر کی جانے والی عصمت دری کے کیمپوں میں بھیج دیا جاتا ہے اور بوڑھوں سے مال و اسباب لے کر انہیں نکال دیا جاتا ہے۔ (2)

قوزاراق شہر کی کہانی

یہ 26 مئی 92ء کا دن تھا۔ سربوں کی جانب سے مسلمانوں کی نسل کشی اور نسلی تطہیر کی اس مہم میں قوزاراق کی 25 ہزار مسلمان آبادی اپنے انجام کو پہنچائی جا رہی تھی۔ اس شہر پر حملے کے تیسرے روز صبح کے وقت سرب جنگجو اس شہر میں داخل ہوئے اور شہر کے کنارے پر واقع جنگل میں لاؤڈ سپیکر لگا کر اعلان کرتے رہے کہ "مسلمانو! باہر نکل آؤ' باہر نکل آؤ۔ اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔"

سرب کمانڈر یہ اعلان بار بار دہراتا رہا۔ ہزاروں مسلمان شہری خوف و دہشت کے عالم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پس و پیش کی حالت میں قطار بنائے' سفید جھنڈے ہاتھوں میں اٹھائے سڑک پر آگئے۔ گذشتہ پینتیس گھنٹوں سے توزاراق پر مسلسل گولہ باری کی جا رہی تھی۔ جونہی یہ مسلمان شہری سڑک پر وارد ہوئے فوراً ہی مارٹر کے گولے ان شہریوں پر برسنے لگے۔ سڑک پر انسانی ہڈیاں' جسم کے اعضاء اور خون بکھرنے لگا۔ اس آپریشن کی نگرانی "بوروچ" کر رہا تھا۔ اس کی قیادت میں سرب فوجیں ایک پوشیدہ جگہ سے گولہ باری جاری رکھے ہوئے تھیں جبکہ بوروچ خود یہ کام سرانجام دے رہا تھا کہ شہر کے نمایاں افراد کی گرفتاری' نظر بندی اور عملاً" خاتمے کے لئے نشاندہی کرے۔ جن افراد کو وہ پہچان لیتا فوراً ہی چلا کر ان لوگوں کو نام لیکر پکارتا اور سرب فوجی یا سرب پولیس والے آگے بڑھ کر ان مسلمان زعماء کو گرفتار کر لیتے۔ اس روز جن لوگوں کو یہاں سے پکڑ کر لے جایا گیا ان میں جج' بوسنیا کی پارلیمنٹ کے نمائندے' مسلمان پولیس افسر' ہوٹلوں کے مالک' تاجر' فیکٹری منیجرز اور مقامی (بہترین) کھلاڑی شامل تھے۔ وہ ایسے تمام تاجروں اور تعلیم یافتہ لوگوں کو گھسیٹ کر لے جا رہے تھے جن کے بارے میں یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ وہ آئندہ کبھی بھی اس شہر کے مسلمانوں کو منظم کرنے کی اہلیت کے حامل ہو سکیں گے۔

شہر کے کچھ لوگوں کو موقع پر ہی قتل کر دیا گیا جبکہ کچھ لوگوں کو ایک قریبی بس سٹاپ پر لے جا کر ذبح کیا گیا۔ گھروں میں ہوا خون کی بو سے رچ گئی۔ ایک مسلمان جو اپنے گھر سے چھپ کر یہ منظر دیکھ رہا تھا اس نے اپنی آنکھوں سے دس افراد کو کٹتے دیکھا۔

یہ شمال مغربی بوسنیا کے درجن بھر مسلمان علاقوں میں سے ایک علاقے کی داستان ہے۔ توزاراق پر ہونے والے حملے کے نتیجے میں اندازاً ڈھائی سے تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ اس کے برعکس مقامی مسلمان زعمائے کرام کی نسل کشی (Elliticide) موقع پر کرنے سے گریز کیا گیا۔ انہیں کیمپوں میں لیجا کر ان پر تشدد کیا گیا اور پھر قتل کر دیا گیا۔ (۱)

سپوو Sipovo

سڑسٹھ سالہ زینا کا تعلق سپوو سے تھا۔ سپوو وسطی بوسنیا میں جنگل کے قریب ایک گاؤں تھا۔ زینا نے اس علاقے میں ہونے والے ظلم کے حوالے سے بتایا کہ نقاب پوش لڑاکے گاؤں میں داخل ہوئے اور بندوق کی نال پر بدقسمت لوگوں کو گرفتار کر لیا وہ رات کے آٹھ بجے کے قریب ہمارے گاؤں میں آن دھمکے اور مسلمانوں کو باہر نکلنے کے لئے چیخ چیخ کر پکارنے لگے۔ ہم میں سے تیس کو بندوق کی نال پر ہانکا گیا۔ جنگل کی طرف لے جاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمیں پوچھ گچھ کے لئے لے جایا جا رہا ہے۔ میں اپنے شوہر اور اپنے بیٹے کے ہمراہ تھی۔ ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب بہت خوفزدہ تھے کیونکہ اس جنگل میں پہلے ہی بہت سے خوفناک واقعات رونما ہو چکے تھے۔ ان سرب فوجیوں کے پاس رائفلیں تھیں لہٰذا اگر فتار شدگان کے لئے فرار ہونا ممکن ہی نہ تھا۔ یہ فوجی ان قیدیوں کو جنگل کے درمیان میں ایک کھلے میدان کی طرف لے گئے جہاں انہیں ایک کم گہری کھائی کے کنارے پر قطار بنا کر کھڑا کر دیا گیا پھر ان قاتل سرب فوجیوں نے خود کار رائفلوں کے ذریعے فائرنگ شروع کر دی۔ اس فائرنگ کے نتیجے میں وہ قیدی پشت کی جانب کھائی میں گرنے لگے۔ میں نے اپنے خاوند اور بیٹے کو گولیوں سے گھائل ہو کر اس کھائی میں گرتے دیکھا جو ان کی قبر بن چکی تھی۔ وہ سب جن سے مجھے پیار تھا' پلک جھپکتے ہی مجھ سے چھین لئے گئے۔ اسی لمحے میں نے بھی چھلانگ لگا دی۔ اس آس میں نہیں کہ بچ جاؤں گی بلکہ اس خواہش پر کہ میں بھی ان کے سنگ ہی مرجاؤں۔ کچھ دیر بعد جب مجھے ہوش آیا تو میں اپنے ایک پڑوسی کی لاش تلے دبی ہوئی تھی۔ مجھے اب بھی سرب فوجیوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ میں اس اجتماعی قبر سے گھسٹ کر باہر نکلی اور وہاں سے تراونک کے محفوظ مقام تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ ۱۰۱

بوسانسکی نووی

شمالی بوسنیا کے شہر بوسانسکی نووی میں اوائل مئی 92ء میں گیارہ مسلم دیہاتوں سے مسلمانوں کو گھیر کر لایا گیا اور بندوق کی نال پر ان مسلمان دیہاتیوں کو قید رکھا گیا پھر انہیں ایک ریل گاڑی میں ٹھونس دیا گیا جو پانچ روز تک چلتی رہی۔ ان پانچ دنوں کے دوران میں انہیں نہ تو کھانے کو روٹی دی گئی اور نہ ہی پینے کو پانی۔ ایک مقام پر اس ریل گاڑی سے نو عمر لڑکیوں کے ایک گروپ کو نکال کر لے جایا گیا۔ بعد میں ان لڑکیوں کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں لیجائی گئیں اور ان کے ساتھ کیا بیتی۔ پھر عورتوں کو واپس بوسانسکی نووی بھیج کر انہیں وہاں کے سٹیڈیم میں بند کر دیا گیا۔ 2 جون 92ء کو ٹینک سے گولہ باری کر کے بوسانسکی کی مسجد شہید کر دی گئی۔ ہر رات مسلمانوں کی دکانیں اور کیفے اڑا دیئے جاتے۔ لوگ غائب کر جاتے اور مسلمانوں کی لاشیں نیچے دریا میں تیرتی رہتیں۔ ایک مضافاتی مسلمان قصبے پر گولہ باری کی گئی جس کے بعد سرب فوج اس قصبے میں داخل ہو گئی اور مکانوں کو آگ لگا دی گئی۔ بیشتر مسلمان پانچ روز تک سٹیڈیم میں بند رہے۔ مقامی معززین' اساتذہ' ٹریڈ یونینسٹ اور دیگر اہم لوگوں کو پولیس پکڑ کر لے جاتی' تفتیش کرتی اور انہیں بری طرح زدوکوب کرتی پھر (سرب) انتظامیہ نے اعلان کیا کہ جو لوگ شہر چھوڑنا چاہتے ہیں وہ آ کر کاغذات پر دستخط کریں۔ چنانچہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان آئے۔ انہیں واپسی کے لئے بس کے ٹکٹ بھی خریدنا پڑے۔(۹)

بوسانسکی نووی میں دو ماہ تک دہشت گردی کا بازار گرم رہا جس کے بعد اس علاقہ کے سات ہزار مسلمان ملک چھوڑ گئے۔ باقی جو دو ہزار بچے تو انہوں نے اپنے مکانوں کے دروازوں پر سرب نام لکھوالئے۔ ملک چھوڑنے والوں میں سے بیشتر نے اپنی جائیداد سے دستبرداری کے کاغذات پر دستخط کر دیئے تھے تاکہ انہیں جانے کی آزادی مل سکے۔(۱۰)

بوسانسکی براد

ایک مغربی صحافی David H.Hackworth کو ایک معطل شدہ فوجی نے بتایا کہ "سرائیوو سے بھی زیادہ متاثرہ علاقے ہیں۔ ان میں سے ایک بوسانسکی براد بھی ہے۔" یہ شہر بوسنیا کا سرحدی شہر ہے جو دریائے ساوا کے کنارے واقع ہے۔ صحافی مذکور نے جب اس شہر کا دورہ کیا تو اس کے الفاظ تھے کہ "مجھے جہنم کا مزہ چکھنا پڑا"(۱۱) 8-اکتوبر 92ء کو یہ شہر مکمل طور پر سربوں کے قبضہ میں چلا گیا۔

فوچا

1992ء کے اوائل میں فوچا اور اس کے نواح میں چالیس ہزار پانچ سو نفوس آباد تھے۔ یہ علاقہ مونٹی نیگرو کی سرحد سے ملحق ہے۔ اس وقت یہاں کی آبادی میں 52% مسلمان اور 45% سرب تھے۔ یہاں کی بلدیہ کا میئر مسلمان تھا۔ جبکہ ڈپٹی میئر سرب تھا۔ یہ شہر ساڑھے پانچ سو برس پرانا تھا۔ فوچا' بوسنیا کی اسلامی ثقافت کا مینارہ تھا۔ یہاں بہت سی مساجد تھیں جن میں نمایاں طور پر جانم عالیجاہ اپنے وسیع و عریض صحن اور فوارے کی نسبت بہت مشہور تھی۔ اس مسجد کی تاریخ سولہویں صدی میں یہاں عثمانی دور حکمرانی کی یاد تازہ کرتی تھی لیکن اپریل 92ء میں بوسنیا کو تسلیم کئے جانے کے چند روز بعد ہی اس شہر پر سربوں نے قبضہ کرلیا اور مسلمانوں کا قلع قمع کردیا۔ یہاں سے ہجرت کر جانے والے مہاجرین کے مطابق سرب بندو قچیوں نے بندوق کی نال پر مسلمانوں کو ان کے گھروں سے باہر نکالا اور پیدل یا بسوں کے ذریعے علاقے سے دھکیل دیا۔ یہ شہر سرائیوو سے جنوب میں 120 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں کی مساجد کو ڈھایا گیا' مسلمانوں کے گھروں کو لوٹا گیا۔

8-اپریل 92ء کو اس شہر میں سربوں کی گولہ باری سے شدید نقصان ہو رہا تھا۔ اکتیس سالہ فیکٹری کارکن منورہ اور اس کے شوہر نے جو جیل کا محافظ تھا۔ یہ شہر چھوڑنے کا قصد کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا گھر تو مارٹر کے گولے کی وجہ سے تباہ ہوگیا تھا تاہم وہ ایک تہہ خانے میں اپنی پانچ سالہ چیختی چلاتی بچی کے ساتھ اپنے کانوں پر ہاتھ دھرے بیٹھے تھے کہ اچانک شب خون مارنے والوں نے حملہ کر دیا لیکن وہ تیزی سے پہاڑیوں کی طرف دوڑ نکلے۔ وہ اپنے دو بچوں کو ساتھ لیکر جنگلوں اور پہاڑی راستوں سے سفر کرتے ہوئے پینتالیس دن کے بعد کروشیا پہنچے۔ سڑکوں پر سفر کرنا بالخصوص مسلمانوں کے لئے نہایت خطرناک ہوتا ہے کیونکہ سرب لوگ شاذ و نادر ہی مسلمانوں پر ترس کھاتے ہیں۔ انہوں نے رات کو ایک خالی مسلم گاؤں میں دروازوں پر دستک دینے کے بجائے اپنا سفر جاری رکھا۔ منورہ کے بقول "اگر میں رک جاتی تو میری عصمت دری کی جاتی۔ میرے خاندان کو قتل کر دیا جاتا۔" منورہ کروشیا میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں جا کر ٹھہری اور علاقہ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے اپنے شہر میں فون کیا جواب ملا کہ "تمہارے دوست تو اب یہاں نہیں ہیں یہ تو اب سربوں کا گھر ہے۔"

ہرانکا

سرائیوو سے 80 کلومیٹر دور واقع ایک مسلم گاؤں ہرانکا میں 3 مئی 92ء کو کارروائی کی گئی۔ کارروائی کا آغاز پہلے نقاب پوش گوریلوں نے بے گناہ مسلمانوں پر فائرنگ کر کے کیا' بعد ازاں سربوں نے اس گاؤں پر حملہ کیا' مسلمانوں کے مکانات کو پیٹرول چھڑک کر اور دستی بم پھینک کر آگ لگانا شروع کر دی۔ (۸) ایک مغربی اخباری نمائندے نے جب یہاں کے لوگوں سے اس کارروائی کے بارے میں سوال کیا تو جواب میں ایک عورت چلا اٹھی۔ "کیوں' کیوں؟ تم پوچھتے ہو کہ کیوں؟ اس لئے کہ وہ (سرب) اس علاقے کو مسلمانوں سے خالی کرانا چاہتے ہیں۔" (۹) یہی مغربی نمائندہ اس علاقے کا جائزہ لینے کے بعد لکھتا ہے کہ "گائیوں کی لاشیں ابھی تک کوئلہ بنی وہیں موجود ہیں جہاں ان کو نذر آتش کیا گیا تھا ان کے اکثر گلہ بان فرار ہوگئے۔ ان میں سے دس کو باندھ کر حملہ آور زبردستی لے گئے۔" (۱۰)

تورانیکلی

بوسنیا کی سربیا اور مونٹی نیگرو کے ساتھ مشرقی سرحدوں پر سرب گوریلے مذہبی بنیادوں پر "نسلی تطہیر" کی مہم جاری رکھے ہوئے تھے۔ اوائل جون 92ء میں اس مہم کے تحت تورانیکلی کے قصبہ کی باری آئی۔ سرب گوریلوں نے اس علاقے کا گھیراؤ کرلیا اور اس کا مواصلاتی رابطہ منقطع کر دیا۔ پھر وہ گھر گھر گئے اور لوگوں کو نکال باہر کیا۔ اس سارے علاقے کو پیٹرول چھڑک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر آگ لگا دی درجنوں افراد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ (۱۱)

زونگ

زونگ نامی قصبے سے فرار ہونے والے 20 سالہ مسلمان عبدالرحمٰن کے بقول جب وہ فرار ہو رہے تھے تو سرب سپاہیوں نے انہیں پکڑ لیا اور رات بھر ان پر تشدد کیا۔ وہ انہیں دیوار کے ساتھ لگا کر اپنی مسلمان عورتوں کی پاک دامنی کے خلاف نظمیں گانے پر مجبور کرتے رہے اور تشدد کرتے رہے۔ (۱۲)

حسن محمد کی داستان

حسن محمد کا قصبہ شمالی بوسنیا میں واقع تھا۔ اس علاقے پر مئی 92ء میں جب سرب فوج نے قبضہ کر لیا تو حسن محمد پناہ لینے کے لئے قریبی شہر پریدور چلا گیا۔ وہاں اسے پناہ تو کیا ملتی الٹا اسے سرب فوج نے گرفتار کر کے ایک نظر بندی کیمپ میں بند کر دیا جہاں اور بھی کئی ہزار مسلمان مقید تھے۔ جو لوگ اس کیمپ سے فرار ہونے کی کوشش کرتے انہیں گولی مار دی جاتی۔ حسن محمد کو چھیالیس روز کے بعد رہا کر دیا گیا لیکن رہائی سے پہلے اس سے ایک دستاویز پر دستخط کرائے گئے جس کے تحت اس کی جائیداد اور دیگر سامان سرب فوج کو "عطیہ" میں دے دیا گیا تھا۔ ساتھ ہی اس سے وعدہ لیا گیا کہ وہ بھی اپنے آبائی قصبہ میں واپس نہیں آئے گا۔ اس کے بعد اسے اور آٹھ ہزار دوسرے مسلمانوں کو ٹرکوں میں بٹھا کر سرحد پار کروشیا میں دھکیل دیا گیا ہے۔ (۱۳) شمالی علاقوں سے ہزاروں مسلمانوں کو نکال کر وسطی بوسنیا کے ایک علاقے میں بھیج دیا گیا۔ ایک ایسے ہی قافلے کو جس میں چوالیس ہزار مسلمان تھے۔ ایک جگہ محصور کر دیا گیا اور کئی گھنٹے تک انہیں پانی نہیں دیا گیا جس کی وجہ سے اکثر لوگ نڈھال ہو گئے۔

زورنک

جب بوسنیا کی آزادی کے حق میں ریفرنڈم ہوا تو اس کے چند ہفتے بعد ہی سرب فوج نے زورنک شہر پر قبضہ کر لیا اور پانچ سو افراد کو ہلاک کر کے اسے خود ساختہ بوسنیائی سرب جمہوریہ کا حصہ قرار دے دیا۔ نیوزویک کے نمائندے نے جب یہاں کا دورہ کیا تو اس نے اپنے مشاہدات کو کچھ اس طرح سے قلمبند کیا کہ "اب یہ شہر بھوتوں کا مسکن لگتا ہے' گھر خالی پڑے ہیں'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دکانیں بند ہیں' بیشتر مسلمانوں کو شہر سے نکال دیا گیا اور وہ مقدونیہ ہنگری اور کوسووہ کی طرف فرار ہوگئے۔ ان کی واپسی کو روکنے کے لئے شہر سے باہر چیک پوسٹیں قائم کر دی گئیں۔ (۱۷)

خوش قسمت توپاکچ

توپاکچ کا تعلق کورنچ نامی گاؤں سے تھا۔ وہ اس گاؤں میں زندہ بچنے والا واحد خوش قسمت مسلمان ہے۔ 20 جون 92ء کو سرب ملیشیا والوں نے ستاون مسلمانوں کو جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے' ہانک کر ایک تہہ خانے میں بند کر دیا اور پھر تہہ خانے میں دستی بم پھینک دیئے۔ یہ سب لوگ ہلاک کر دیئے گئے۔ ان کی چیخوں کی آواز پر سرب ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ بالکل مسجد (سے اذان) جیسی آوازیں آ رہی ہیں۔

اولوو (Olovo)

اولوو (Olovo) وسطی بوسنیا کا ایک قصبہ ہے۔ یہ قصبہ سقوط سے پہلے اپنی جغرافیائی اہمیت کے اعتبار سے نہایت اہم تھا۔ یہ بوسنیائی مسلم علاقوں اور الگ تھلگ واقع مسلم شہر تزلا کو باہمی طور پر ملانے اور ان میں سپلائی کا ذریعہ تھا۔ سربوں نے اس علاقے پر قبضہ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ سرب اس علاقے پر وقفے وقفے سے ممنوعہ فضائی علاقے کے قیام کے بعد بھی اور پہلے بھی بمباری کرتے چلے آئے تھے۔ سرائیوو سے شمال مشرق میں 75 کلومیٹر دور اس علاقے میں وسط ستمبر (93ء) سے ہی امدادی سامان اور خوراک پہنچنا بند ہوگئی۔ جنگ سے قبل یہاں کی آبادی 5 ہزار تھی جو بار بار کی بمباری اور گولہ باری سے گھٹ کر (وسط نومبر 93ء) میں پانچ سو سے ایک ہزار کے درمیان رہ گئی۔ دو ماہ سے خوراک کی بندش نے علاقے کے حالات مخدوش کر دیئے جبکہ دوسری جانب سربوں نے اپنے حملوں میں شدت پیدا کر دی نتیجتاً" مذکورہ گاؤں کے شمالی اور جنوبی علاقوں پر سربوں نے قبضہ کرکے اپنی بہیمیت کا مظاہرہ کرنا شروع کر دیا۔ قتل و غارت کا بازار گرم ہوا' عصمت دری کی گئی' لوگوں کو قید کیا گیا' سخت سردی میں کہ جب علاقے کا درجہ حرارت نقطہ انجماد پر تھا' سربوں نے سردی اور بھوک کے ہاتھوں خستہ حال مسلمانوں کو اپنی سربریت کا نشانہ بنایا۔ تین سو خوش قسمت مسلمان یہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے انہوں نے جب UNHCR کے ترجمان کو حقائق بتائے تو ترجمان خود بھی حیران رہ گیا۔ ترجمان کے مطابق ان مہاجرین نے اجتماعی عصمت دری نسل کشی' لوٹ مار اور قتل و غارت گری کے واقعات بیان کئے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ (۱۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوسانسکا دوبیچا سے مسلمانوں کے سات سو سالہ وجود کا خاتمہ

بوسنیا کے جنوب مغرب میں کروشیا کی سرحد کے ساتھ ایک علاقہ ہے جس کا نام بوسانسکا دوبیچا ہے۔ دریا کے کنارے واقع اس شہر کی آبادی تیس ہزار تھی۔ اس آبادی میں سے چھ ہزار مسلمان تھے۔ مسلمان یہاں گذشتہ سات سو سالوں سے رہتے چلے آئے تھے۔ اگست 92ء تک تو یہاں مسلمانوں کے خلاف کوئی باضابطہ کارروائی نہ ہوئی۔ مگر اس کے بعد مسلح سربوں نے مسلمانوں کو قتل کرنے کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ اوائل مارچ 93ء میں سربوں نے گیارہ مسلمانوں کو جن میں سے تین بچے بھی تھے چاقوؤں کے ذریعے ہلاک کر دیا۔ مسلمانوں کے خلاف چلائی جانے والی مہم میں اس علاقے کے مسلمانوں کے خلاف پہلے یہ کارروائی کی گئی کہ انہیں ان کی ملازمتوں سے برطرف کر دیا گیا' ٹیلی فون اور بجلی کی سہولتوں سے محروم کر دیا گیا بعض اوقات پانی بھی بند کیا گیا۔ راتوں کو سرب دہشت گرد مسلمانوں کے گھروں پر حملے کرنے لگے۔ گرینیڈوں کے ذریعے ایک ایک کرکے مسلمانوں کے گھر اڑائے جانے لگے۔ سکندر پانچ وقت کا نمازی تھا اگست تک وہ باقاعدگی سے مسجد میں ہی نماز کی ادائیگی کے لئے جایا کرتا تھا لیکن ان سربوں نے اس گاؤں کی چاروں مساجد کو شہید کر دیا۔ یہ ایک بڑا سانحہ تھا۔ وہ مسلمان بھی جو کبھی نماز نہیں پڑھتے تھے اس سانحے پر دل گرفتہ ہو کر رہ گئے۔ حالات بگڑتے جا رہے تھے لہٰذا مسلمانوں نے اس علاقہ کو خالی کرکے اپنی جان بچانے کی ٹھانی۔ سرب بھی یہی چاہتے تھے کہ یا تو یہ ازخود اس علاقے کو چھوڑ جائیں یا پھر انہیں قتل کر دیا جائے۔ یہ مسلمان اپنی جائیدادوں کو سربوں کے نام منتقل کرنے پر مجبور کئے گئے اور اسی شرط پر انہیں یہاں سے جان بچا کر نکل جانے کی اجازت ملی۔ پانچ بسیں اور گیارہ کاریں یہاں کے مسلمانوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی حالت میں ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئیں ان کا یہ سفر بھی کوئی زیادہ محفوظ نہ تھا۔ چالیس میل کا یہ سفر کسی عذاب سے کم نہ تھا۔ راستے میں سرب ملیشیا کے افراد نے سکندر کی تلاش لی تاکہ کچھ پیسہ برآمد ہو سکے تلاشی کے اس عمل میں اسے اس کے گھر والوں کے سامنے برہنہ کر دیا گیا اور وہ اسی برہنہ حالت میں محفوظ مقام تک پہنچا۔ تلاشی کے سارے عمل میں جب رقم یا قیمتی چیز برآمد نہ ہو سکی تو سربوں نے اس کی تذلیل کی اور اس پر تشدد کیا۔ سکندر کی بیوی لاپتہ تھی اور اس کی بہو کی سربوں نے عصمت دری کی تھی۔ وہ سرب جو ان کے کل تک دوست تھے۔ آج ان کے جانی دشمن بن گئے۔ (۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محصور سرائیوو۔ کھنڈرات کا مرکز

ہجرت کا منظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"داؤد کا زرد ستارہ"

1941ء میں نازیوں نے اپنے مقبوضہ علاقے کے یہودیوں کو داؤد کا زرد ستارے والا بیج لگانے کا حکم دیا۔ یہ حکم 6 سال سے زائد عمر کے یہودیوں کے لئے تھا۔ (17) مقصد یہ تھا کہ یہودیوں کی شناخت میں آسانی ہو جائے۔ بوسنیا میں سربوں نے نازیوں سے ملتے جلتے طریقے اختیار کئے۔ غیر سرب افراد کو مخصوص لباس پہنائے گئے اور مختلف قسم کے نشانات بھی لگائے گئے بعد ازاں انہیں ریلوں اور گاڑیوں اور ٹرکوں میں بھر کر لیجایا گیا اور اکثر اوقات ان افراد کو دفاعی صنعتوں میں اسلحہ کی پیداوار کے لئے استعمال کیا گیا تاکہ ان کے ہاتھوں بنے ہوئے اسلحے سے ہی ان کے بھائیوں کو اذیت دیکر ہلاک کیا جائے۔ (18) نازیوں نے بھی یہودیوں کو بیگار کیمپوں اور کان کنی کے لئے مشقتی کیمپوں میں بھیجا تھا۔ (19)

کیسی ہے یہ زندگی؟

سیلا نامی قصبے میں جنگ سے قبل بارہ سو مسلمان اور پانچ سو سرب رہتے تھے۔ سربوں نے مذہبی بنیادوں پر نسلی تطہیر کی مہم کے دوران اسلحے کی تلاشی کے نام پر مسلمانوں کی بھیڑیں چرا لیں' پندرہ افراد کو تحقیقات کے لئے لیجایا گیا۔ سرب ملیشیا نے اس مسلم اکثریتی قصبے کی مسجد کو آگ لگا کر شہید کر دیا۔ ایک بوڑھی مسلمان عورت کو ہلاک کرکے کنویں میں پھینک دیا۔ اس شہر کی بلدیہ نے جو سربوں کے کنٹرول میں آگئی تھی' نے مسلمان آبادی کے بارے میں ایک حکم جاری کیا جس کے مطابق مسلمانوں کو ایک "خاص درجہ" دیا تھا۔ بالکل اسی طرح جس طرح نازیوں نے مقبوضہ یورپ میں یہودیوں کو "خاص درجہ" عطا کیا گیا۔ تمام مسلمانوں کو شام 4 بجے سے 6 بجے تک کرفیو کا سامنا کرنا پڑتا۔ گلیوں' ہوٹلوں اور دیگر پبلک مقامات پر ٹھہرنے کی اجازت نہ ملتی۔ دریاؤں میں نہانے کی ممانعت' مچھلی پکڑنے یا شکار کرنے کی اجازت کا خاتمہ' گاڑیاں چلانے اور استعمال کرنے پر بندش' تین سے زیادہ افراد کی صورت میں اکٹھے چلنے پر پابندی' مقامی ڈاک خانے سے فون کے علاوہ بقیہ ٹیلی مواصلات کے استعمال پر پابندی۔ حکام کی اجازت کے بغیر جائیداد کی خرید و فروخت کی ممانعت' چونتیس مسلمانوں پر اپنے ہمسائیوں سے گفتگو پر زبان بندی اور ان پر اپنے گھروں سے نکلنے کی ممانعت کر دی گئی۔ (20)

سانسکی موست

سانسکی موست میں 21 اگست 92ء کی رات کو سرب افواج کی طرف سے پندرہ ہزار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو نکلنے کا حکم دیا گیا۔ مسلمانوں سے زبردستی ان کی جائیداد کے کاغذات سربوں کے نام کروالئے گئے۔ ان کے مکانات کو بالعموم گرینیڈ کے ذریعے تباہ کیا گیا۔

تراونک

سرائیوو سے ایک سو کلومیٹر دور شمال مغرب میں واقع شہر تراونک میں 20 اگست ۹۲ء سے یومیہ پانچ سو افراد کی ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا۔ (۲۱)

بوسانسکی پیتروچ

یہاں سے ڈھائی ہزار مسلمانوں کو بسوں اور ٹرکوں میں لاد کر تراونک بھیج دیا گیا (تراونک کے کسی کیمپ میں) فون پر نزدیکی علاقے کے لوگوں نے بوسانسکی پیتروچ شہر کے بارے میں ذرائع ابلاغ کو یہ اطلاع دی کہ "شہر جل رہا ہے اور لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے" چند روز کے اندر اندر یہ شہر مسلمانوں سے خالی کرالیا گیا۔ اس نوعیت کی کارروائیاں یہاں اگست ۹۲ء میں شروع ہو چکی تھیں مثلاً جب مسلمان سو کر اٹھتے تو ان کے گھروں کے باہر نئے نام کی تختی لگی ہوتی جس کے مطابق اب یہ مکان کسی سرب کی ملکیت کو ظاہر کرتا۔ (۲۲)

بانیالوقا

بانیالوقا میں نصف سرب اور پچیس فیصد مسلمان آبادی تھی لیکن یہاں بھی نسلی تطہیر کی گئی۔ اس شہر میں بچ جانے والی تیس ہزار مسلم آبادی کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ راتوں کو شدید بمباری کی گئی۔ انہیں رات کو فون کرکے کہا جاتا کہ "تم ابھی تک یہاں ہو؟ کیا تم نے ابھی تک یہ جگہ نہیں چھوڑی؟" (۲۳)

ستمبر ۹۲ء کے اوائل میں مقامی سرب رہنما نے ٹی وی پر اعلان کیا کہ یہاں محض ایک ہزار مسلمانوں کو رہنے کی اجازت دی جائے گی۔ باقی سب کو یہاں سے جانا پڑے گا۔ یہاں کے مسلمانوں کو اس یقین دہانی کے بغیر کہ وہ (مسلمان) دوبارہ یہاں کبھی نہیں آئیں گے۔ علاقہ چھوڑنے کے لئے بس کا ٹکٹ نہیں دیا گیا۔ مظلوم مسلمان سرب پولیس کو بھاری (غیر ملکی) کرنسی کے عوض محفوظ سفر کی درخواست کرتے رہ گئے۔ (۲۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوہ ولاپچ

کوتور و ریس کے 36 سالہ مسلمان سکیا (فرضی نام) نے اپنے علاقے میں ہونے والی کارروائی' ایک امریکی صحافی کو سنائی۔ اس کے مطابق "سربوں نے لوگوں کو لوٹا' ان کا سونا' رقم' زیورات اور ہر قیمتی شے ہتھیالی۔ انہوں نے مردوں کا لباس اتار دیا اور مجھے بالکل برہنہ کردیا۔ سرب محافظوں نے دو افراد کو قتل کیا اور ان کی لاشوں کو گہری کھائی میں پھینک دیا۔" نزدیکی علاقے تراونک کے مقامی حکام کے مطابق چالیس مہاجرین کو اسی انداز سے قتل کیا گیا۔ تراونک کے ہسپتال میں ڈاکٹروں نے ایسے دو قتل کی خود تصدیق کی۔ اسی ہسپتال میں ایک ایسے شخص کو داخل کیا گیا جسے چھریوں کے شدید وار کرکے زخمی کیا گیا تھا۔ جب لوگ جان بچا کر بھاگنے لگے تو ان لوگوں کے قافلوں میں ایک خاتون ایسی بھی تھی جس نے سترہ اکتوبر 92ء کو ایک ایسے علاقے میں بچے کو جنم دیا جہاں کوئی انسانی بود و باش نہ تھی۔

3 نومبر 92ء کو شہریوں کا ایک قافلہ ہجرت کرکے جا رہا تھا۔ جب یہ قافلہ کوتورو ریس کے قریب پہنچا تو اس قافلے کو لوٹ لیا گیا۔ پہلے ان مسافروں کو بسوں سے نیچے اتارا گیا۔ پھر لوٹ مار شروع ہوگئی۔ اگر کسی کے پاس چمڑے کی بنی ہوئی جیکٹ نظر آتی تو وہ اس سے چھین لی جاتی۔ سربوں نے ان مسافروں کے ایک ایک سامان کی خوب اچھی طرح چیکنگ کی۔ 24 سالہ بیبا (فرضی نام) بے اولاد عورت تھی اور اس قافلے میں شامل تھی۔ اس نے کسی دوسری عورت سے اس کا ایک بچہ لے لیا تاکہ وہ یہ ثابت کرسکے کہ وہ کنواری نہیں ہے اور عصمت دری کے عذاب سے محفوظ رہ سکے۔

پہاڑی پگڈنڈی کے اوپر کھڑے ہوئے سرب کمانڈر نے قافلے والوں کو حکم دیا کہ "ساتھ ساتھ چلو تاکہ تمہیں تمہارے اپنے لوگ ختم کرسکیں۔" (دوسری جانب سے مسلمان اس علاقے پر حملہ کر رہے تھے) بعد ازاں اس کمانڈر نے ان ہجرت کرنے والے مسافروں کو اپنا تمام سامان سرب مانڈر کے حوالے کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ دھمکی بھی کہ ایسا نہ کرنے کی صورت میں وہ قتل ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔ چونکہ بیبا کے پاس کوئی رقم نہیں تھی اس لئے سربوں نے اسے اپنی شادی کی سونے کی انگوٹھی اتروانے پر مجبور کردیا۔ سربوں نے ان مسافروں کو خوفزدہ کرنے کے لئے اس قافلے کے سربراہ ایک پینتالیس سالہ شخص کو چٹان سے نیچے پھینک دیا تاہم وہ خوش قسمتی سے پچاس فٹ نیچے کی جانب اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب ہوگیا۔ کوہ ولاپچ انتہائی دشوار گزار ہے۔ سربوں کی کوشش تھی کہ ان مسافروں کو اس دشوار گزار راستے سے گزارنے کی اجازت دے دی جائے تاکہ وہ خود ہی اس راستے میں مرکھپ جائیں۔ (25)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1- برلن کے نواح Grossen Wannsee میں 20 جنوری 1942ء کو "یہودی مسئلے" کے حوالے سے "آخری حل" کی غرض سے ایڈولف ہٹلر کے ایماء پر ونسی (Wannsee) کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس میں این ہارڈ اور ایڈولف ایخ مین کی قیادت (جو رائخ سینٹرل سیکیورٹی کا یہودی معاملات کا سربراہ تھا) میں 15 نازی افسران نے شرکت کی۔ اس سے پہلے آخری حل کے لئے یہ نظریہ تھا کہ یورپ بھر کے یہودیوں کو جمع کرکے مڈغاسکر کے جزیرے میں پھینک دیا جائے مگر یہ نظریہ جنگ کے سبب ممکن العمل نہ رہا تھا لہٰذا اس نظریئے کو ترک کر دیا گیا۔ اس کے بجائے یہ طے پایا کہ یہودیوں کو یورپ بھر سے گرفتار کرکے مشرق میں لایا جائے گا اور انہیں بیگار دینے پر مجبور کیا جائے گا' کام اور معیار زندگی اس حد تک سخت رکھا جائے گا کہ ان کی ایک بڑی تعداد فطری طور پر مرکھپ جائے گی اور جو بچ رہیں گے ان کے ساتھ بھی یہی سلوک روا رکھا جائے گا۔ اس کانفرنس کی دستاویزات میں بالصراحت ایکسٹری نیشن کیمپوں کا کہیں ذکر نہیں ہے مگر اس میٹنگ کے چند ماہ بعد ہی پولینڈ میں زہریلی گیس کا پہلا چیمبر قائم کیا گیا جس کی وجہ سے یہ ایکسٹری نیشن کیمپ کہلایا۔ اس کی تمام ذمہ داری ہین رخ ہملر اور اس کے دستے SS اور گسٹاپو پر عائد کی گئی۔ (برٹانیکا جلد نمبر 12 صفحہ 489)

2- اسپیکٹ 12 مارچ تا 8- اپریل 93ء

3- واشنگٹن پوسٹ بحوالہ ڈان 3 نومبر 92ء

4- دی ٹائمز لندن بحوالہ دی نیشن 17 مارچ 93ء

5- اکانومسٹ یکم تا 6 اکتوبر 92ء

6- یہ اعداد و شمار اکتوبر 92ء کے اواخر تک کے ہیں۔

7- ٹائم 14 ستمبر 92ء

8- اکانومسٹ 9 تا 15 مئی 92ء

9- اکانومسٹ 9 تا 15 مئی 92ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10- اکانومسٹ 9 تا 15 مئی 92ء

11- ٹائم 13 جون 92ء

12- ٹائم 13 جون 92ء

13- نیوز ویک 3- اگست 92ء

14- نیوز ویک 10- اگست 92ء

15- دی نیوز 14 نومبر 93ء

16- واشنگٹن پوسٹ بحوالہ ڈان 21 مارچ 93ء

17- برٹانیکا جلد نمبر 6 صفحہ 13' 14

18- ای آئی آر 7- اگست 92ء

19- تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو برٹانیکا جلد نمبر 6 صفحہ 13' 14 نیز برٹانیکا جلد نمبر 4 صفحہ 875

20- ٹائم 14 ستمبر 92ء (یہ واقعات ستمبر 92ء کے اوائل تک کے ہیں)

21- ٹائم نیوز 23- اگست 93ء

22- کارڈین 4- اگست 92ء

23- کارڈین 4- اگست 92ء

24- کارڈین 4- اگست 92ء

25- نیوز ڈے بحوالہ ڈان 30 دسمبر 92ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2- نسل کشی

کسی نسلی، مذہبی یا سیاسی گروہ کو منظم طریقے سے اور جان بوجھ کر تباہ کرنے کے عمل کو نسل کشی سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لفظ Genocide یونانی اور لاطینی الفاظ کا مجموعہ ہے۔ یونانی زبان کے لفظ "Genos" کا مطلب نسل، قوم یا قبیلہ ہوتا ہے جبکہ لاطینی لفظ "Cide" کا مطلب قتل وغارت ہوتا ہے۔ یہ لفظ (Genocide) پہلی مرتبہ 45-1933ء کے عرصے میں یورپ میں وسیع پیمانے پر نازیوں کے ہاتھوں قتل عام کے لئے استعمال کیا گیا۔ اگرچہ دیگر مختلف اصطلاحات بھی استعمال کی گئیں جن میں "ہالوکاسٹ" معروف اصطلاح ہے تاہم Genocide کی اصطلاح بھی پہلی بار دوسری جنگ عظیم کے جنگی جرائم خصوصاً قتل عام کے حوالے سے وضع کی گئی۔ 1946ء میں نورمبرگ (جرمنی) ٹرائل کے بعد اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اس امر کی تصدیق کی کہ بین الاقوامی قانون کے تحت نسل کشی ایک جرم ہے اور اس جرم کی مہذب دنیا مذمت کرتی ہے اور ساتھ ہی اس جرم کو قابل سزا بھی قرار دیا گیا ہے۔ نورمبرگ ٹرائل نے یہ بھی اعلان کیا جسے بعد ازاں قانونی حیثیت حاصل ہوئی کہ نسل کشی خواہ زمانہ امن میں کی جائے یا حالت جنگ میں ہر دو صورتوں میں انسانیت کے خلاف جرم ہے۔

نورمبرگ ٹرائل نے یہ بھی طے کیا تھا کہ کسی قومی، نسلی یا مذہبی گروہ کے خلاف مندرجہ ذیل میں سے کسی بھی جرم کو نسل کشی قرار دیا جائے گا۔

1) مندرجہ بالا گروہوں کے ارکان کا قتل۔
2) مذکورہ گروہ کے ارکان کو جسمانی یا ذہنی اذیت کا نشانہ بنانا۔
3) کلی یا جزوی طور پر کسی گروہ کے ارکان کو جان بوجھ کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوئی کوشش کرنا۔
4) مذکورہ گروہ میں سے کسی گروہ میں عمل پیدائش کو روکنے کی کوشش۔
5) ایک گروہ کے بچوں کو جبراً دوسرے گروہ تک منتقل کرنا۔

علاوہ ازیں نسل کشی کیلئے سازش، اشتعال، کوشش یا سازباز بھی قابل سزا ہوگی۔ (۱)

سرب اور کروٹ کسی بھی صورت مسلمانوں کو برداشت کرنے کو تیار نہیں اور اس کا عملی مظاہرہ سربوں اور کروٹوں کی جانب سے ان کے گھناؤنے جرائم کی صورت میں دنیا کے سامنے آگیا ہے۔ اس کی کچھ تفصیل نسلی تطہیر کے ضمن میں اس سے پہلے بیان کی جاچکی ہے۔ اب یہاں پر ان دہشت گرد تنظیموں کے بارے میں کچھ معلومات اور ان کے تحت چلائے جانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرائیوو کے مردہ خانہ میں نامعلوم مسلمانوں کی لاشیں

مسلمانوں کی نسل کشی کا ایک بھیانک منظر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے مختلف کیمپوں میں بیتنے والے واقعات کا جائزہ لیا جائے گا۔ اس جائزے سے قبل ان کیمپوں کے حوالے سے ماضی کا جائزہ لینا مناسب رہے گا۔

Death Camps کی اصطلاح "Extermination Camps" کے بعد استعمال کی گئی۔ رہخ سوم اور جرمن مقبوضہ علاقوں سے یہودیوں کے خاتمے کے لئے نازیوں نے Extermination Camps قائم کئے تھے۔ بڑے بڑے کیمپ پولینڈ سمیت

Sobibor, Majdanek, Chelmno, Belezc, Auschwitz, Ravensbruk, Treblinka, Stuthoe, Gross-Rosen, Natzwwiler – Struthof, Mauthausen, Sachsenhausen,

Plaszow وغیرہ میں قائم کئے گئے تھے۔ ان تمام کیمپوں میں سے Auschwitz سب سے زیادہ بدنام تھا اس میں ایک لاکھ قیدی رکھے گئے تھے۔ ان کیمپوں کے زہریلی گیسوں کے چیمبرز میں بیک وقت دو ہزار افراد کو ہلاک کرنے کی گنجائش تھی اس طرح 12 ہزار افراد کو روزانہ گیس کی مدد سے جلا کر خاکستر کیا جاسکتا تھا۔ ✯ بوسنیا ہرسیگووینا میں سربوں نے زہریلی گیس کے استعمال کے ذریعے لاتعداد مسلمانوں کو ہلاک کیا ہے۔ ایک عرب صحافی نے المجلہ نامی عربی جریدے کی 22 تا 28 اگست 93ء کی اشاعت میں لکھا کہ "جب غزہ میں میری ملاقات بوسنیا کے نائب صدر کے قریبی ساتھی ڈاکٹر ایوب سے ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ زہریلی گیسوں کے ذریعے جولائی (92ء) کے آخری ہفتے میں مسلمانوں کے علاقے جودش کو تباہ کیا گیا--- یہ کوئی پہلا موقع نہیں کہ مسلمانوں کے خلاف زہریلی گیس استعمال کی گئی ہو۔ ہم نے ایک مرتبہ دلیل کے طور پر ایک ایسا بم (حفاظتی عالمی افواج کو) پیش کیا جو ابھی پھٹا نہیں تھا۔ یہ ایک واضح ثبوت تھا کہ سرب اس قسم کا اسلحہ استعمال کر رہے ہیں جو بین الاقوامی سطح پر ممنوع ہے۔ اس کے باوجود کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

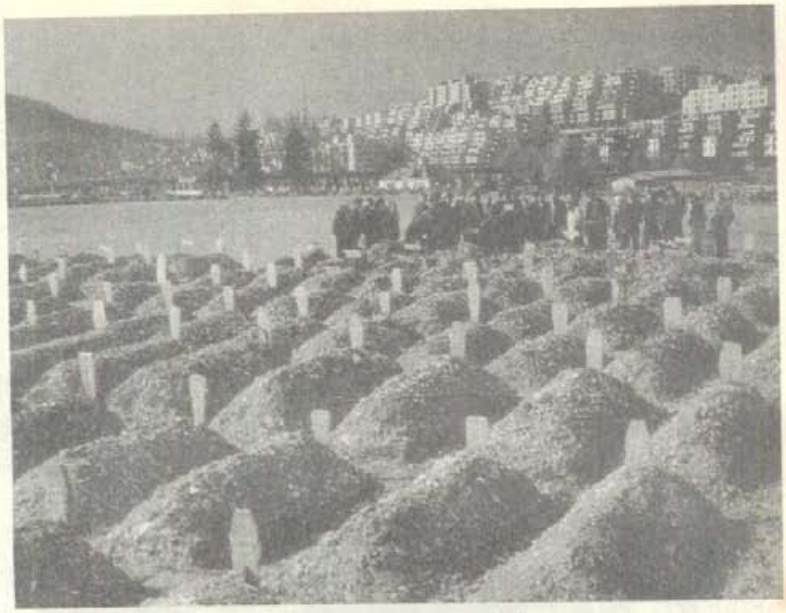

سرائیوو کا اولمپک سٹیڈیم۔ آج کا قبرستان

چیتنک سرب فوجی مذہبی جوش و جذبے کے ساتھ، مسلمانوں کے شدید جانی نقصان پر شاداں و فرحاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہشت گرد تنظیمیں

دوسری جنگ عظیم میں جرمن فوجوں نے 1941ء میں یوگو سلاویہ پر حملہ کیا۔ جرمن نازی' یہودیوں اور سلافوں کے بہت مخالف تھے۔ اسی لئے انہوں نے اس علاقے پر حملہ کرنے کے بعد سلافوں کا بھی قتل عام کیا۔ سلافوں (سربوں) سے اختلاف میں ایک عنصر سربوں کا آرتھوڈوکس ہونا بھی تھا کیونکہ ایڈولف ہٹلر رومن کیتھولک عیسائی تھا۔

محوری طاقتوں کے حملوں کی تاب نہ لاتے ہوئے یوگو سلاویہ کی شاہی فوج تیزی سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر رہ گئی تھی مگر اس کے فوجیوں کے چھوٹے چھوٹے گروہوں نے ہتھیار ڈالنے کے بجائے ان ہتھیاروں کو چھپانا شروع کر دیا۔ ان دستوں نے اپنا نام چت نک رکھ لیا۔ چت نک کا مطلب ہے کسی فوجی دستے یا فوجی کمپنی کا ایک رکن (اس اصطلاح کی جڑیں انیسویں صدی میں ترکوں کو ہراساں کرنے والے باقاعدہ مسلح دستوں سے جاملتی ہیں) یہ تنظیم 1940ء تک رضاکارانہ تنظیم کی حیثیت سے موجود رہی۔ 1940ء میں ہی ان فوجیوں کو گوریلا تربیت دیکر اس کی تنظیم نو کی گئی۔ مئی 1941ء میں ان دستوں کو کرنل میخائیلووچ کی قیادت میں منظم کیا گیا۔ یہ شخص 1912ء' 1913ء کی بلقانی جنگوں اور پہلی جنگ عظیم میں ایک تجربہ کار افسر کی حیثیت سے لڑ چکا تھا۔

چت نک تحریک کے مقاصد

سربوں میں قوم پرستی اپنی نظیر آپ ہے۔ جہاں جرمنوں میں احساس برتری کا زعم تھا بالکل اسی طرح سرب بھی سلافی النسل اقوام میں اپنے آپ کو برتر خیال کرتے تھے۔ ان سربوں کے ذہنوں میں شروع سے ہی اپنے مذہب آرتھوڈوکس عیسائیت کے سبب اپنے آپ کو اعلیٰ اور صحیح عیسائی سمجھے جانے کا خبط سوار تھا۔

وہ سربوں کے لئے ایک علیحدہ مملکت کے خواہاں تھے۔ ایک ایسی سرب ریاست جس میں سربوں کے علاوہ کسی کا وجود نہ ہو۔ چت نک تحریک کو نظریاتی معاونت اور حمایت ستیوان مولی وچ (Stevan Moljevic) کی جانب سے ملی۔ دراصل یہی شخص اس تحریک کا فلسفی تھا۔ اسی شخص نے سربوں کو عظیم تر سربیا کے قیام کے حصول کے لئے کوشاں رہنے کی خاطر نظریاتی بنیادیں فراہم کیں۔ ستیون مولی وچ نے سب سے پہلے 1941ء میں یہ کہا تھا کہ "

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

___ آج سربوں پر اولین اور اہم ترین فریضہ یہ عائد ہوتا ہے کہ صرف اور صرف سربوں کی نسل کے لئے ایک سربیا بنایا جائے اور اس کی تنظیم کی جائے۔ یہ سربیا اس تمام خطے پر محیط ہو جہاں جہاں سرب بستے ہوں۔" (۲)

اس تحریک کو وقتی طور پر مقبولیت بھی حاصل ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کروٹ دہشت گرد تنظیم استاشے نے سربوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ کروٹوں کی سربوں کے خلاف یہ کارروائیاں مذہبی بنیادوں پر تھیں۔ کروٹ کیتھولک تھے اور ایڈولف ہٹلر بھی کیتھولک تھا۔ کروٹوں کی اس دہشت گرد تنظیم کو نازیوں کا مکمل تعاون حاصل تھا۔

ستمبر 1941ء تک نازیوں اور کروٹوں کی ان کارروائیوں کے خلاف سرب منظم ہو چکے تھے۔ انہوں نے سربیا اور مونٹی نیگرو کا بیشتر حصہ جرمنوں سے آزاد کرالیا۔ یہ پارٹیزن دستوں اور چت نکوں کے سبب ممکن ہو سکا۔

چت نک کو پہلے بوسنیا میں منظم کیا گیا' دیگر دستوں کو مونٹی نیگرو' ہرسیگووینا اور دالماتیا میں منظم کیا گیا۔ مگر سب سے اہم مرکز سربیا میں تھا۔ جس کی قیادت کرنل میخائلووچ کر رہا تھا۔ اس نے بعد ازاں اپنی افواج کو محوری طاقتوں کے قبضے کے خلاف وسیع پیمانے پر نہ لڑنے کی ہدایت کرتے ہوئے اتحادی فوجوں کا انتظار کرنے کو کہا تاکہ یوگو سلاویہ کو آزاد کرایا جا سکے۔ اس نے یکم نومبر 1941ء کو پارٹیزن کے خلاف جنگ چھیڑ دی جن کے ساتھ مل کر وہ محوری قوتوں کے خلاف لڑ چکا تھا۔ پارٹیزن کے خلاف جنگ چھیڑنا کرنل میخائلووچ کے لئے اس لئے ضروری ہو گیا تھا کہ پارٹیزن میں یوگو سلاویہ کے سبھی قومیتی گروہ موجود تھے مگر چت نک تحریک میں صرف سرب موجود تھے۔ پارٹیزن کی اس مقبولیت سے گھبرا کر چت نکوں کی جانب سے چھیڑی جانے والی جنگ الٹا چت نکوں کی تباہی اور زوال کا سبب بن گئی۔ چت نکوں نے محوری طاقتوں کے خلاف جنگ لڑنے کے بجائے ان سے تعاون کیا یوں عوام میں ان کی دہشت گردانہ کارروائیوں اور محوری طاقتوں یعنی نازیوں کے جرائم سے تنگ آئے لوگوں نے پارٹیزن کی حمایت میں اضافہ کر کے چت نک تحریک کو بے اثر کر کے رکھ دیا۔ 1944ء میں اتحادی طاقتیں چت نک تحریک سے مایوس ہو گئیں۔ اتحادی طاقتیں پہلے چت نکوں کو امداد دیا کرتی تھیں۔ اب انہوں نے اپنی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ جنگ کے اختتام تک چت نک تعداد کے اعتبار سے گھٹ گئے اور کرنل میخائلووچ اور اس کے بقیہ ساتھیوں کو مارچ 1945ء میں اس کے ہیڈ کوارٹرز راونا گورا (Ravna Gora) سے ٹیٹو کے پارٹیزن' پکڑ کر بلغراد لے گئے جہاں اس پر مقدمہ چلانے کے بعد اسے پھانسی دے دی گئی۔ (۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیت نک تحریک کی ہولناک مسلم دشمنی

سربوں کی وحشت محض کروٹوں کے وحشیانہ مظالم کے جواب کی صورت تک ہی محدود نہ تھی بلکہ مسلمان بالخصوص نشانہ تھے۔ 1941ء میں جب چیت نکوں کو کھلی چھٹی تھی اس وقت فوچا نامی شہر میں مسلمانوں کا ایک بڑی تعداد میں قتل عام کیا گیا۔ بچ جانے والے مسلمان بوسنیا کے دوسرے علاقوں میں ہجرت کر جانے پر مجبور ہوگئے۔ ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو جن کی غالب اکثریت کسانوں پر مشتمل تھی، قتل کر دیا گیا۔ اس منظم قتل عام سے بچ جانے والے افراد جب اپنا آنکھوں دیکھا حال سناتے تو کلیجہ منہ کو آتا، مثلاً ان صلیب پرست سربوں نے اپنی وحشت و سربریت کے جنون میں مشرقی بوسنیا کے جنوبی علاقوں میں اجتماعی طور پر مسلمانوں کو مسجدوں اور گھروں میں بند کر کے قتل کیا اور آگ لگا دی پھر قتل کر کے بری طرح سے ان کا مثلہ کیا۔ عورتوں کو گھروں سے اٹھا کر لے گئے، ان کے پستانوں کو کاٹ ڈالا۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ چیر کر بچوں کا بھی مثلہ کیا، زندہ مردوں کے اعضاء کاٹ ڈالے اور انہیں کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیا اور کبھی انہیں ذبح کر کے کباب کی طرح بھون ڈالا اور مسلمانوں کے ان بھنے ہوئے سروں کو مسلمان امراء اور لیڈروں کے پاس "تحفتہً" بھیجا گیا۔ (۸)

ایک بھیانک رسم کے طور پر چیت نک تحریک کے کارندے مسلم خواتین کے چہروں اور سروں سے کھال اتار لیتے۔ جو اس امر کی غمازی کرتا کہ حجاب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں۔ بچوں کی کھوپڑیاں، چٹانوں پر پٹخ کر پھوڑ دی جاتیں۔ سیکڑوں مسلمان زخمیوں کو گڑھوں میں زندہ درگور کر دیا گیا۔ ہاجرہ کی داستان سے سربوں کی سربریت کا زندہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس کو ایک گہرے کھڈ میں آٹھ سو دیگر مسلمانوں کے ہمراہ پھینک دیا گیا۔ وہ معجزانہ طور پر اکیاسی دن تک اسی کھڈ میں زندہ پڑی رہی تا آنکہ دسمبر 1941ء میں ایک گڈریئے نے جو کہ وہاں سے گزر رہا تھا اسے نکال لیا۔ فوچا میں مفتی نامی ایک گھڑی ساز مسلمان کو ابلتے ہوئے پانی میں ڈال دیا گیا۔ جب اس کا گوشت جسم سے جدا ہو گیا تو اس کے ڈھانچے کو مسجد کے دروازے پر لٹکا دیا گیا تاکہ مسلمانوں کو دہشت زدہ کیا جاسکے۔ (۹)

1942ء کی عیدالاضحیٰ کا واقعہ ہے کہ عین عید کے دن ان سربیوں کا ایک دستہ "نعتاً" شہر میں داخل ہوا اور دستے کے قائد نے اس شہر کے مفتی کو پکڑ لیا اور ان کے پیروں میں کیلوں کے ذریعے گھوڑے کے نعل ٹھونکے، پھر ان کی پیٹھ پر بیٹھ کر مسجد تک آیا اور مسجد کے دروازے پر آکر یہ کہہ کر مفتی شہر کو ذبح کیا کہ اس عید کی یہ پہلی قربانی ہے۔ (۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنل میخائلووچ نے ایک حکم جاری کیا جس میں اس نے کہا کہ "یورپ میں مقامی مسلمانوں کا خاتمہ کرکے مسیحی یورپ کو اسلامی کینسر سے پاک کر دیا جائے۔" (۷)

دوسری جنگ عظیم کے عرصہ میں بوسنیا کے مسلمانوں کی زندگی کو عذاب بنا دیا گیا۔ مسلمانوں کے گاؤں میں بمشکل کوئی گھر ان چت نک صلیب پرستوں کے حملوں سے محفوظ رہا ہوگا۔ ماؤں بیٹیوں کی ان کے اہل خانہ کے سامنے بار بار عصمت دری کی گئی بعد ازاں ان کی کھوپڑیاں پھوڑ کر، بعض اوقات زندہ ہی، گہری کھائیوں میں پھینک دیا گیا۔ اس مہم میں تین لاکھ مسلمان غارت گری کا شکار ہوئے۔ (۸) اگرچہ دشمنوں سے گھرے کچھ مسلم علاقوں میں مزاحمت ضرور ہوئی تھی۔ کچھ گروہ مثلاً پانیار ڈویژن نے مقابلہ کیا لیکن تعداد میں تھوڑے ہونے اور بکھرے ہوئے ہونے کے سبب وہ تشدد کی اس لہر کو روکنے کے قابل نہ تھے۔ بوسنیا میں ہونے والا یہ قتل عام پولینڈ میں یہودیوں کے قتل عام کے بعد یورپ میں سب سے بڑا قتل عام تھا۔

عصر حاضر میں چت نک تحریک ایک نئے روپ میں

تاریخ آج پھر اپنے آپ کو دہرا رہی ہے اور سرب بار بار اس حقیقت کا اعلان کر رہے ہیں کہ وہ اب بھی مسلمانوں کے خلاف مقدس صلیبی جنگوں کے دور سے گزر رہے ہیں۔ دوسری عالمی جنگ سے لیکر آج تک مسلسل ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں جن میں برابر ساری دنیا کی آنکھوں کے سامنے ان سربوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور اس وحشیانہ خونریزی اور آبروریزی سے مسلمانوں میں عقیدہ کی روح بیدار ہو رہی ہے۔ ان صلیب پرست عیسائیوں نے مسلمانوں کے خلاف مقدس جنگ لڑنے کے لئے چالیس سال تک تیاریاں کی ہیں۔ آج ان کی اولاد کی باری آئی ہے جو ٹھیک اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چل رہی ہے (جیسا کہ ان کا اپنا کہنا ہے) لہٰذا شہر بنے لینا سے جو بوسنیا کے مشرقی سرحدی علاقوں میں شمال میں واقع ہے، ان ظالموں کے ہاتھوں سے حزب اسلامی کی مجلس تنفیذی کے صرف تین رکن بچ پائے ہیں اور باقی ارکان کو ان وحشی ظالموں نے ذبح کر دیا اور چھری سے ان کے جسم پر صلیب کے نشان بنا دیئے گئے۔ (۹) یہ قتل عام ان سرب فوجوں کے حملوں کے بعد ہوا جن میں اکثر وہ مجرمین شامل تھے جنہوں نے مقبوضہ فلسطین میں (صلیبی جنگوں کے دوران) تربیت پائی تھی لہٰذا فوج کا سہارا لیکر ان مجرمین نے پہلے مسلمانوں کی اکثریت والے علاقوں پر حملہ کیا اور حملے سے پہلے اتحادی فوج سے مل کر بھاری توپوں سے خون خرابہ کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایرکن

زلیکو رزنیاتووچ (Zeljko Raznjatovic) کا عرف عام میں نام ایرکن (Arkan) ہے۔ یہ شخص اپنے جرائم اور کرتوتوں کے باعث اس جنگ سے قبل پورے یورپ میں بدنام تھا۔ انٹرپول کا کہنا ہے کہ یہ شخص سویڈن میں ایک بینک ڈکیتی میں مطلوب ہے جہاں سے یہ جیل سے بھاگ نکلا تھا۔ مغربی سفارتکاروں کے پاس اس چیز کا ثبوت موجود ہے کہ وہ مشرقی یورپ کے دیگر ممالک میں بعض جرائم میں ملوث رہا ہے اور سربیائی خفیہ پولیس کی جانب سے یورپ میں کروٹ رہنماؤں کے خاتمے کے لئے قائم ہٹ سکواڈ (Hit Squad) میں شامل تھا۔

جونہی یہ جنگ شروع ہوئی تو ایرکن نے ایک ہزار افراد پر مشتمل نیم فوجی دستہ قائم کرکے ان کی تربیت کا اہتمام شروع کیا۔ یہ دستہ ٹائیگر کہلانے لگا اور دہشت میں اپنی مثال آپ بن گیا۔ بوسنیا پر جب حملہ ہوا تو سربیا سے سرحد پار کرکے اس کے ساتھی جو اپنے آپ کو (ٹائیگر کے علاوہ) ایرکن بھی کہلواتے تھے' بوسنیا میں داخل ہوئے۔ اس گروہ نے مسلم اکثریتی شہر زورنک پر قبضہ کرنے کی کوشش میں مصروف سرب فوج کو مدد دی۔ (10)

امریکی وزارت خارجہ کے مطابق اپریل 92ء میں زورنک پر قبضے کے وقت ٹائیگرز نے گھر گھر تلاشی کے دوران میں مسلمانوں کے سر قلم کئے' ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالے۔ (11)

امریکی محکمہ خارجہ ہی کے مطابق مئی 92ء میں اس گروہ نے ووئے سلاف کے معاونین کے تعاون سے شمال مشرقی بوسنیا کے علاقے برچکو میں دو سے تین ہزار مسلمان مردوں' عورتوں اور بچوں کو قتل کیا۔ (12)

جون 92ء میں ایرکن کے پچاس لوگوں نے بریزوہ پولئے کی چالیس مسلم نوجوان خواتین کی عصمت دری کے عمل میں شرکت کی۔ (13) کہا جاتا ہے کہ ملاسوچ نے بذات خود تو کسی کو قتل نہیں کیا مگر ایرکن نے تو لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو بذات خود ہلاک کیا۔ (14)

ووئے سلاف سسلیے

سربیا کی ریڈیکل پارٹی کے سربراہ کا نام ووئے سلاف سسلیے ہے۔ اکتوبر 93ء میں تحلیل کی جانے والی سربیائی پارلیمنٹ میں اس کی پارٹی کو ایک تہائی نشستیں حاصل تھیں۔ اس کے بارے میں یہ خیال ہے کہ اس کے پاس 8 ہزار مسلح افراد ہیں۔ (15) ان مسلح افراد یا نیم فوجیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بوسنیا میں مسلمانوں کی نسل کشی' عصمت دری' لوٹ مار اور قتل و غارت گری میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

سفید عقاب

سربیا سے نکل کر اس "مقدس جنگ" میں شریک ہونے والے دہشت گرد عسکری دستوں میں سے ایک کا نام "سفید عقاب" تھا۔ اس نے وشگراد نامی شہر پر حملے میں حصہ لیا۔ (۱۵) سربیا سے آنے والے اس ظالم اور سفاک مسیحی دستے نے اپنے چہروں پر مختلف قسم کے رنگ و رغن کئے ہوئے تھے۔ ان کی گاڑیوں پر ایسے بینرز آویزاں تھے جن پر تحریر تھا۔ "ہم خدا' بادشاہ اور وطن پر ایمان رکھتے ہیں۔"

دوگا (DUGA) کی گواہی

بلغراد کے سہ روزہ جریدے Duga کے جنگی جرائم کی رپورٹنگ کے نمائندے وینابلواچ (Vanja Bluic) کے بقول ملاسوچ کی حکومت نے نسلی تطہیر کی جاری پالیسی سے عالمی توجہ ہٹانے کے لئے جان بوجھ کر ایسے گروہوں کی حمایت کی۔ یہ مجرموں کی ریاست (سربیا) ہے۔ یہاں ایسے تین ہزار افراد موجود ہیں جنہوں نے ایرکن جیسے لوگ پیدا کئے ہیں۔ یہ تین ہزار افراد اپنے گھناؤنے افعال پر پردہ ڈالنے کی غرض سے ایسے گروہوں کو استعمال کر رہے ہیں۔ (۱۶)

نسلی تطہیر کی مہم میں ان تنظیموں کا بہت بڑا کردار ہے۔ ان تنظیموں نے اور سرب اور کروٹ افواج نے نسلی تطہیر کی مہم کے بعد جس طرح سے مختلف کیمپ قائم کئے اور ان میں جو انسانیت سوز مظالم مسلمانوں پر ڈھائے انہیں ہم قدرے تفصیل سے یہاں بیان کریں گے۔ یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ میں اس نوعیت کے کیمپوں کے لئے زیادہ تر Internment, Concentration اور Detention کے لفظ استعمال کئے گئے ہیں جبکہ شاذ و نادر ہی Death Camp کا لفظ استعمال کیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ سربوں اور کروٹوں نے قیدیوں کے تبادلے کی غرض سے بعض اوقات Concetration یا Detention کیمپ ضرور استعمال کئے مگر بیشتر کیمپ Death Camps ہی تھے لہٰذا Death Camps کی اصطلاح سے مغربی عیسائی دنیا نے دیدہ و دانستہ پہلو تہی برتی ہے۔

پہلے سرب کیمپوں کا تذکرہ کیا جائے گا۔ بعد ازاں کروٹوں کی بربریت کے واقعات اور ان کے کیمپوں میں مسلمانوں کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کا ذکر ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1- برٹانیکا جلد نمبر 5 صفحہ 183

☆ برٹانیکا جلد نمبر 4 صفحہ 637

2- کرسینٹ ٹیم تا 15 مارچ 92ء صفحہ 4

3- مزید تفصیلات کیلئے دیکھئے برٹانیکا جلد نمبر 3 صفحہ 182' جلد نمبر 9 صفحہ 175' جلد نمبر 29 صفحہ 1111

4- بوسنیا کے مظلوم مسلمان--- ایک رپورٹ صفحہ 15

5- کرسینٹ ٹیم تا 15 مارچ 92ء صفحہ 4

6- بوسنیا کے مظلوم مسلمان--- ایک رپورٹ صفحہ 15

7- ماہنامہ الاسلام کینیا ستمبر 1991ء

8- مضمون نگار سفت عابد جو خود بوسنیائی مسلمان ہیں اور امریکہ میں مقیم ہیں کا اپنا خاندان اس سربریت کا نشانہ بنا' ان کے وسیع خاندان کے ڈھائی سو افراد میں سے ایک سو چوالیس افراد شہید کئے گئے ان کے باقی بچ جانے والے خاندان میں سے ان کے والد اور چچا ابھی تک زندہ ہیں اور ان کا موجودہ خاندان 10 افراد پر مشتمل ہے۔ ان کے خاندان کی لڑکیوں کی لاشیں جو محض 12 سال تک کی عمر کی تھیں ان گہری کھائیوں سے ملیں جو بوسنیا کے دیہاتوں میں واقع ہیں۔

9- بوسنیا کے مظلوم مسلمان--- ایک رپورٹ صفحہ 15' 16

10- لاس اینجلس ٹائمز بحوالہ ڈان 26- اپریل 92ء

11- لاس اینجلس ٹائمز' واشنگٹن پوسٹ بحوالہ گلف نیوز 2 جنوری 93ء

12- ایضاً"

13- نیوز ڈے بحوالہ گلف نیوز 2 جنوری 93ء

14- لاس اینجلس ٹائمز / واشنگٹن پوسٹ بحوالہ گلف نیوز 2 جنوری 93ء

15- گلف نیوز 6 نومبر 93ء

16- لاس اینجلس ٹائمز بحوالہ ڈان 26- اپریل 92ء

17- لاس اینجلس ٹائمز' واشنگٹن پوسٹ 2 جنوری 93ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرب کیمپ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانیلا کے ذبیحہ کیمپ میں مسلمان قیدیوں کے بال کاٹے جا رہے ہیں

ایک ڈینینشن کیمپ میں قید مسلمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانیا قا کیمپ

سربوں نے نسلی تطہیر کی مہم کے تحت جہاں لوگوں کا قتل عام کیا اور مسلمانوں کو بوسنیا سے باہر یا سرب مقبوضہ علاقوں سے باہر دھکیلا وہیں اس کے ساتھ ساتھ بوسنیائی معاشرے کے اہم مسلمان رہنماؤں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کو ایسے کیمپوں میں لے جایا گیا جنہیں بلاتردد مرگ گھر (Death Camps) کہا جاسکتا ہے۔ اپریل 92ء کے پہلے ہفتے سے ہی یہ کام شروع ہوچکا تھا۔ سربوں کی جانب سے چلائے جانے والے کیمپوں کا پہلی بار انکشاف اگست 92ء میں ہوا۔ ایک امریکی روزنامے نیوزڈے کا صحافی رائے گٹ مین پہلا شخص تھا جس نے بوسنیا میں ایسے کیمپوں تک رسائی حاصل کرکے دنیا کو ان مظالم سے آگاہ کیا۔

بوسنیا کے دوسرے بڑے شہر بانیالوقا سے پندرہ میل جنوب میں مانیا قا کیمپ قائم کیا گیا تھا۔ اس کیمپ کے مقام کے بالکل نیچے ٹینک' راکٹ وغیرہ نگرانی کے لئے موجود تھے اور ہاتھ سے لکھا ہوا ایک پوسٹر بھی چسپاں تھا جس پر تحریر تھا۔

"Do Not Enter, Panelty of Death"

یہاں تین ہزار مسلمان قیدیوں کی نگرانی کے لئے سیکڑوں فوجی اور جرمن نسل کے شیفرڈ کتے رکھے گئے۔ اس کیمپ کے گرد باڑھ لگائی گئی' بارودی سرنگیں بچھائی گئیں تاکہ کوئی قیدی یہاں سے بھاگ کر نہ جاسکے۔ رائے گٹ مین نے اس کیمپ کے حوالے سے لکھا کہ "یہاں اس کیمپ میں ایسے بہت سے لوگوں کو پکڑ کر لایا گیا جن کا اپنے گاؤں کے دفاع میں کوئی ہاتھ تک نہ تھا اور جن کی فوج سے کوئی جھڑپ تک نہ ہوئی تھی۔ یہ کیمپ ایک کھلا گڑھا ہے یہاں قیدیوں کو گارے' کیچڑ میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ اس کیمپ کی حالت یہ ہے کہ یہاں یومیہ چھ سے دس افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ لاشوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ یہاں نہ غذا ہے نہ سانس لینے کو ہوا اور نہ ہی طبی سہولیات۔ حتیٰ کہ یہاں سے گھاس تک نوچ لی گئی ہے۔ یہاں قیدیوں کو پتھریلے فرش پر گھاس پھونس کے بستر پر سونا پڑتا ہے۔ چار افراد کے لئے ایک کمبل ہوتا ہے۔ جتنی جگہ پر ایک گھوڑے کو کھڑا کیا جاسکتا ہے اتنی ہی جگہ پر آٹھ افراد رہنے پر مجبور ہیں۔ (۱۱)

نیوزویک کے نمائندے کو بھی اس کیمپ تک رسائی حاصل ہوگئی اس نے لکھا کہ "وہ لوگ زندہ لاشیں تھیں۔ خاموش' ہڈیوں کے ڈھانچے' سہمی ہوئی نگاہیں۔ 230 فٹ لمبے اور 30 فٹ چوڑے اصطبل میں 600 افراد کو بند کر دیا گیا تھا۔"

نیوزویک کا نمائندہ چشم دید رپورٹ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "جب مانیا قا نظربندی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیمپ کا کمانڈر ایک رپورٹ لیکر اندر آیا تو کیمپ کے افسر کے "بھونکنے" پر سارے قیدی ایک ہی بار اچھل پڑے۔ یہ فاقہ کشی' اذیت اور موت کے کیمپ تھے۔ مانیاقا کے کیمپ میں بہت کم قیدی بات کرنے پر تیار ہوئے ایک اور قیدی جو بات کرنے پر آمادہ ہوا' کینیڈا کا رہنے والا ڈھانچہ بنا ہوا آدمی تھا۔ جو کروٹوں کے ساتھ مل کر لڑتا ہوا پکڑا گیا تھا۔ وہ زمین پر لیٹا ہوا تھا اور اس کی حالت یہ تھی کہ اسے اپنا نام تک یاد نہیں تھا۔ اس کا ایک کان کاٹ ڈالا گیا تھا۔ کمانڈر نے اسے فوراً ہی خاموش کرا دیا۔" پھر اس نمائندے نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ "ان کیمپوں میں اگر ہزاروں کے حساب سے نہیں تو سینکڑوں کے حساب سے ضرور ہلاک ہو رہے ہونگے۔ کچھ لوگ مارپیٹ اور اذیت رسانی سے مر رہے ہیں اور اکثر (سربوں کی) غفلت' فاقہ کشی' بیماری اور بالخصوص پانی کی کمی سے ہلاک ہو رہے ہیں۔" (22)

K - کے

ایک سترہ سالہ قیدی نے اپنی شناخت بطور "K" کروائی۔ اسے 29 مئی (92ء) کو اس وقت گرفتار کیا گیا جب سرب افواج نے سانیکا گورانیا پر حملہ کیا مسلمانوں نے ایک گولی بھی نہیں چلائی تھی مگر سربوں نے فائرنگ کرکے لوگوں کو ہلاک کیا اس کے چچا کو اس کے گھر کے سامنے ہی ہلاک کر دیا گیا انہیں ایک ہفتے تک ستانکے میں رکھنے کے بعد بیس میل دور مانیاقا تک پیدل چلنے پر مجبور کیا گیا۔ دو دنوں تک انہیں کھانے کو کچھ نہ ملا۔ انہیں پینے کو صرف ایک گلاس پانی دیا گیا۔ جو فرد چل نہ سکتا تھا' زدوکوب کا نشانہ بنا۔ وہ کیمپ میں 7 جون (92ء) کو تھکے ماندے پہنچے۔ یہاں پر دوسرے دن محض لب تر کرنے کے لئے چند اونس پانی بمشکل ملتا۔ کچھ ایام کھانے کے بغیر گزرے۔

جب قیدی اپنے بستروں پر دراز ہوتے تو ہر دوسرے دن شام کو کیمپ کے محافظ انہیں مارتے۔ محافظ قریب سے گزر کر دس نام پکارتے' پھر ان قیدیوں کو اس کیمپ کے باورچی خانے کے قریب ایک کمرے میں لیجا کر بیس منٹ سے آدھ گھنٹہ تک تشدد کا نشانہ بناتے۔

لاشوں کی کیفیت

ایک کیمپ کا محافظ لوگوں کو اذیت دیکر قہقہہ لگاتا۔ یہاں چالیس روز کے دوران میں تیس قیدی تشدد اور بھوک سے ہلاک ہوئے۔ مرنے والوں کی لاشیں توڑ مروڑ کر دفن کر دی جاتیں تاکہ بڑی بڑی قبریں کھودنی نہ پڑیں۔ کیمپ کے انچارج نے کہا کہ "میں تم لوگوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے مٹی ضائع نہیں کرنا چاہتا۔" (۲۵)

عومارسکا کیمپ

بوسنیا میں قائم کئے جانے والے کیمپوں میں سب سے زیادہ شہرت عومارسکا اور برچکو کے کیمپوں نے پائی۔ یہاں کان کنی کا ایک کمپلیکس ظالمانہ اور وحشیانہ مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا رہا۔ ایک امریکی روزنامے نیوز ڈے 2-اگست 92ء کو یہاں ڈھائے جانے والے مظالم پر ایک رپورٹ شائع کی تھی جس کے بعد اس کیمپ کو بند کرکے قیدیوں کو مختلف مقامات پر منتشر کر دیا گیا۔ یہاں کے بارے میں زیادہ تر تفصیلات ان لوگوں کے ذریعے حاصل ہوئیں جو اس کیمپ سے منتشر کئے جانے والے قیدیوں میں سے جان بچا کر نکل جانے والوں میں شامل تھے۔ نازی کیمپوں کے برعکس یہاں قیدیوں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا گیا تھا جس کی وجہ سے مقتولین کی صحیح تعداد کا اندازہ لگانا خاصا مشکل ہے۔ تاہم عالمی ریڈ کراس کے مطابق یہاں سے دو ہزار لاپتہ ہوئے۔ نیوز ڈے کی رپورٹ کے مطابق ایک ہزار افراد کو قتل کیا گیا جبکہ اس کیمپ میں گرفتار کرکے لیجائے جانے والے صحافیوں کے بقول 1200 افراد قتل کئے گئے۔ اس کے علاوہ ہزاروں کی تعداد ان مقتولین کی بھی ہے جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ زدوکوب کئے جانے' بیماریوں اور بھوک کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔ اس کے علاوہ اس کیمپ کو بند کئے جانے کے بعد ایک ہزار مزید قیدی غائب کر دیئے گئے۔

اس علاقے کے مسلمانوں نے سربوں کی جارحیت کے خلاف شدید مزاحمت کی تھی اسی لئے یہاں کے لوگوں کو شدید اذیت اور تعذیب کا نشانہ بنایا گیا۔ اس شدید مزاحمت کے سبب اس علاقے کے تین ہزار مسلمانوں کو مختلف کیمپوں میں لے جایا گیا۔ نیوزڈے نے اس ضمن میں عومارسکا کے حوالے سے قید کئے جانے والوں کی تعداد ڈھائی سے تین ہزار بتائی ہے جبکہ عالمی ریڈ کراس کا تخمینہ پانچ ہزار ہے۔

عومارسکا میں کھلے آسمان تلے پانچ سو سے ایک ہزار قیدی پختہ فرش پر صبح سے شام تک پیٹ کے بل لیٹے رہنے پر مجبور کئے جاتے۔ دیگر ہزاروں قیدیوں کو مختلف دفاتر' ورکشاپوں اور سٹور روم میں بند کیا گیا۔ یہاں دیگر کیمپوں کی نسبت زیادہ افراد لائے گئے تھے۔ یہاں قید کئے جانے والے بیشتر قیدی بھوکے رہتے۔ اس علاقے میں اس کمپلیکس سے تھوڑے سے فاصلے پر ایک عمارت تھی جسے سرخ گھر (Red House) کا نام دیا گیا تھا یہاں بھیجے جانے والے قیدیوں میں سے کوئی زندہ سلامت واپس نہیں لوٹا۔ دوسری عمارت کو سفید گھر (White House)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نام سے پکارا جاتا تھا جو کہ عقوبت خانہ تھا۔ یہاں محافظ' قیدیوں کو اتنا زدو کوب کرتے کہ وہ زخموں کی تاب نہ لا کر چل بستے۔ اس کیمپ میں رونما ہونے والے بہت سے واقعات کے چشم دید گواہوں کی رپورٹیں مین الاقوامی پریس میں شائع ہوئیں ان میں سے چند کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

میہو (Meho)

میہو کا تعلق قوزاراق سے تھا۔ (24) سرب فوج نے 27 مئی 92ء کو اسے اس کے گاؤں سے گرفتار کرلیا۔ کچھ سربوں نے چالاکی سے اپنی آستینوں پر ریڈ کراس کی پٹیاں باندھ لیں اور ٹینکوں پر چڑھ کر چلائے کہ انہیں (میہو وغیرہ کو) چھوڑ دیا جائے۔ ان کا ریڈ کراس انتظار کر رہی ہے۔ میہو سے کہا گیا کہ تمہیں تحفظ فراہم کیا جائے گا لیکن جونہی وہ دیگر افراد کے ہمراہ بسوں کی جانب روانہ ہوا تو فوجی' بس کے داخل ہونے والے دروازے پر ڈنڈے تھام کر کھڑے ہوگئے۔ ہر بس میں تین مسلح محافظ موجود تھے۔ انہوں نے قیدیوں کو دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ اگر تم میں سے کسی نے سر کو اوپر اٹھانے کی کوشش کی تو سر کو گولی سے اڑا دیا جائے گا۔

میہو کو سب سے پہلے کیرا ترم میں لے جایا گیا یہ پریدور نامی شہر میں ایک سرامکس کا پلانٹ تھا۔ اسے عمارسکا لے جانے سے قبل کھتا نامی علاقے میں اینٹوں کے بھٹے پر لے جایا گیا۔ میہو کے بارے میں سربوں کا خیال تھا کہ اس کے دونوں بیٹے سربوں کے خلاف لڑ رہے تھے۔ لہٰذا اسی شبہ میں اسے گرفتار کرکے لے جایا جا رہا تھا۔

میہو نے یہاں ایک طریقہ واردات دیکھا وہ یہ کہ سرب گرفتار شدگان کو اس شرط پر رہا کرنے کی بات کرتے کہ وہ دیگر افراد کے بارے میں کچھ معلومات بہم پہنچائیں۔ یہ گرفتار شدگان اپنی رہائی کے عوض مجبوراً دوسروں کے بارے میں مختلف الزامات عائد کرتے لیکن اس کے باوجود ان گرفتار شدگان کو رہا نہ کیا جاتا۔ یہاں لوگوں کو کچھ اس انداز سے قید کیا گیا کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ کھڑے کھڑے یہ قیدی اونگھتے اور اسی عالم میں دوسرے قیدی پر دھم سے جا گرتے۔ ان قیدیوں کو ہر تیسرے دن روٹی کھانے کو دی جاتی۔ اس روٹی کا وزن محض دو پونڈ ہوتا اور ایک روٹی تین افراد کے لئے ہوتی۔ دن میں ایک بار بالکل پتلے شوربے کا ایک چھوٹا سا کپ ملتا۔ تنگ کمروں میں صفائی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ان قیدیوں کی درجہ بندی کی جاتی۔ میہو کا 15 سالہ بھائی ایکس رے ٹیکنیشن تھا۔ اسے درجہ بی ملا جبکہ میہو کو سی درجے میں رکھا گیا۔ (میہو کی رہائی کے بعد اس کا بھائی ہلاک ہوگیا تھا)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میجو کو پوچھ گچھ کے لئے محافظ ہر دوسری رات لیجا کر تشدد کا نشانہ بناتے اس سے پوچھ گچھ کرنے والے بوسانکی نووی سے تعلق رکھتے تھے اور میجو انہیں جانتا تھا۔ ان میں سے ایک استاد تھا اور دو مسلح محافظوں میں سے ایک ریستوران میں بیرا تھا لیکن ان لوگوں نے میجو کو جاننے سے صاف صاف انکار کر دیا۔

پوچھ گچھ کے دوران میں میجو نے یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ اس کے دو بیٹے اور ایک بھائی بھی ہے۔

یہاں کے کمانڈر نے تو براہ راست اس پر تشدد نہ کیا تاہم دیگر فوجی اس پر تشدد کرتے رہے اور یہ جملہ دہراتے رہے کہ "میدان جنگ میں ہلاک ہونے والے ایک سرب کے بدلے میں ہم تمہارے تین سو افراد لیں گے۔"

یہاں میجو شاید پہلا آدمی تھا جسے سی درجے سے نکالا گیا یہ شاید اس کی عمر کی وجہ سے تھا۔ تقریباً پینتالیس قیدی جو سب کے سب ساٹھ برس سے زائد عمر کے تھے۔ انہیں بی درجے سے باہر نکال دیا گیا۔ جبکہ توانا جسموں کے ایسے افراد جن کی عمریں اٹھارہ سے ساٹھ برس تک تھیں انہیں اسی کیمپ میں ہی رکھا گیا۔ اسے بعد ازاں عمارسکا اور پریدور کے درمیان واقع ایک گاؤں ترنوپولئے لے جایا گیا۔ اس گاؤں کو ایک بہت بڑے نظربندی کیمپ میں تبدیل کیا گیا تھا۔ میجو کی حالت بہت خراب ہو چکی تھی۔ جب وہ اس کیمپ میں پہنچا تو اس کی حالت دیکھ کر بقیہ قیدی بھونچکا گئے اور مارے خوف کے پرے ہٹ گئے۔

عمارسکا کے کیمپ میں پریدور کی اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین مثلاً ڈینٹسٹ، گائناکالوجسٹ وغیرہ تک قید کیا گیا تھا۔

ایلقاز

26 سالہ مسلمان عدین ایلقاز (Edin Elkaz) کو عمارسکا کے کیمپ میں۔ رات بھر نیند نہ آئی ساتھ والے کمرے سے "سفید" تشدد کا نشانہ بننے والوں کی دلدوز چیخوں سے اس کا سر پھٹنے لگتا۔ (25)

اسے مئی اور اگست 92ء کے دوران میں پریدور پر سربوں کے قابض ہو جانے کے بعد گرفتار کر لیا گیا۔ ایلقاز ایک بوسنیائی فوجی تھا۔ یہ ان چند قیدیوں میں سے ایک تھا جو فی الواقع سربوں سے مزاحم ہوئے تھے۔

30 مئی 92ء کو وہ مزید 130 افراد کے ہمراہ ایک کار گیراج میں ٹھنسا ہوا تھا کہ سرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محافظ نے اس کے ایک دوست کو پکڑ کر باہر نکالا اور بہت کم فاصلے سے اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اسی دوران میں ایک گولی دروازے کو چیرتی ہوئی ایلقاز کے بھائی کے معدے سے پار ہو کر اس کی ٹانگ میں آ لگی۔ ہسپتال میں اس نے 6 ہفتے نہایت عذاب میں گزارے۔ کیونکہ سربوں کو چھڑی کی مدد سے اس کے زخم کو کچوکے لگانے کے لئے کوئی "شے" میسر آ گئی تھی۔ وہ بار بار چھڑی سے اس زخم کو دوبارہ تازہ کر دیتے۔ ایلقاز کے بقول "میرے بہت اچھے" ایک سرب ہمسائے نے ایک دن آ کر اس سارے معاملے پر مجھ سے اظہار تاسف کیا اور 15 منٹنڈے لا کر اگلے چھ ہفتوں تک مجھے تشدد کا نشانہ بنواتا رہا۔" ہسپتال میں کئی ہفتوں کے قیام کے سبب اس کا عوامرسکا میں وقت کم گزرا جس کے باعث وہ عوامرسکا میں اتنا کچھ نہ دیکھ سکا جتنا دیگر افراد نے دیکھا۔

اسے ہسپتال سے پھر دوبارہ عوامرسکا ڈیتھ کیمپ لیجایا گیا۔ اب کی بار اس کے ساتھ بہت سے دوسرے بوسنیائی فوجی بھی تھے۔ انہیں "سفید گھر" کے ایک کمرے میں لے جایا گیا۔ جہاں تشدد کیا جاتا تھا۔ وہ شیشے والے دروازے کے ذریعے تمام تشدد دیکھ سکتے تھا۔ یہاں پر محافظ قیدیوں کو لکڑی کے ڈنڈوں اور لوہے کی سلاخوں سے نشانہ بناتے عام طور پر وہ سر' اعضائے مخصوصہ' ریڑھ کی ہڈی اور گردوں کو نشانہ بناتے بعض اوقات وہ قیدیوں کے سر کو ٹریکٹر کے ریڈی ایٹر کے ذریعے پاش پاش کر دیتے۔ جس کی وجہ سے اگلے روز وہاں پر گوشت اور دماغ کے ٹکڑے پڑے ہوتے۔ سب سے بدترین تشدد قیدی کو دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے تار کے ساتھ مارنا ہوتا تھا۔ ایلقاز کے بقول سربوں نے اس طرح تشدد کر کے کم از کم پچاس قیدی ہلاک کئے۔ ہر صبح یہاں کے قیدیوں کو "سفید گھر" کے سامنے ان لاشوں کی تدفین کرنا ہوتی تھی۔ بصورت دیگر ان لاشوں کو ایک چھوٹے پیلے بڑے ٹرک میں ڈال کر لیجایا جاتا۔ اس سے پہلے یہ ٹرک اس کیمپ کے لئے خوراک لانے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اس ٹرک میں ان لاشوں کے ساتھ چار افراد جاتے تھے لیکن ان میں سے صرف ایک زندہ بچ کر واپس آتا۔ ایلقاز نے اپنے دو ماہ کے قیام میں خود اس ٹرک میں یومیہ پانچ سے دس لاشیں ڈالیں یہ ٹرک ان لاشوں کو نامعلوم مقام پر ٹھکانے لگا کر آجاتا۔

این جے

23 سالہ مسلمان جس نے اپنا پورا نام بتانے کے بجائے این جے بتایا' کے مطابق اس نے بیس راتوں تک دیکھا کہ قیدیوں کو "سرخ گھر" تک لے جایا جاتا۔ کئی دنوں تک سترہ قیدی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بعدازاں کئی دنوں تک بیالیس قیدی اس جانب لے جائے گئے لیکن ان میں سے کوئی بھی آج تک واپس نہیں پلٹا۔ (26)

طاہر

42 سالہ طاہر رشتراپ کا تعلق قوزاراق کے قریبی گاؤں سے تھا۔ 26 مئی کو اس کے گاؤں پر سربوں نے قبضہ کرلیا بعد میں گاؤں تباہ کر ڈالا۔ محافظوں نے پانچ روز تک روزانہ ایک درجن بھر افراد کی گردنیں ایک بڑی کھائی کے قریب جسم سے علیحدہ کیں۔ عومارسکا کے قیدیوں کو یہ قتل عام دیکھنے پر مجبور کیا گیا۔ (27)

قمر

31 سالہ قمر نے بتایا کہ عومارسکا میں کم از کم ایک شخص کو زندہ جلایا گیا۔ (28) اس واقعہ کی تصدیق ایک 23 سالہ نوجوان نزیاد حاجچ نے بھی کی۔ وہ اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ جولائی 92ء کے اواخر میں اس وقت پیش آیا جب قیدی دوپہر کا کھانا حاصل کرنے کے لئے قطار میں کھڑے تھے۔ جلائے جانے والا شخص ایک کمرے سے باہر نکلا محافظ نے اسے کہا کہ وہ آگے کی طرف دوڑے تاکہ اسے گولی سے ہلاک کرنے سے قبل وہ نشانہ لے سکے۔ اس پر وہ شخص چلایا اور کہا کہ تم (سرب) بزدل ہو تم ظلم کے علاوہ کچھ نہیں جانتے اس شخص نے محافظ کو ڈانٹتے ہوئے یہ جملہ ادا کیا تھا۔ محافظ اسے دھکے دے رہے تھے۔ اس شخص نے ان محافظوں میں سے ایک سے بندوق چھین لی لیکن بعد میں اس بندوق کو چھوڑ دیا محافظ اسے دھکیلتے ہوئے "سفید گھر" کی طرف لے گئے اور اس پر پٹرول چھڑک کر آگ لگادی۔

آدم خوری

عثمان ہمورچ اس کیمپ میں آدم خوری پر مجبور کئے جانے کے واقعات کا گواہ ہے مثلاً ایک موقع پر ایک محافظ نے ایک قیدی کا کان ڈالا اور دوسرے شخص کو اس کٹے ہوئے کان کو کھانے پر مجبور کیا دوسرے موقع پر ایک محافظ نے ایک زخمی قیدی کا گوشت کاٹ کر اسے کھانے پر مجبور کیا۔ اس قیدی نے انکار کیا تو اسے کہا گیا کہ کیوں نہیں کھاتے ہو؟ یہ تو پکا ہوا گوشت ہے۔ اس شخص نے اپنا گوشت کھایا یا نہیں البتہ اس کے بعد وہ شخص نظر نہیں آیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھپ کر حملہ کرنے والے بزدل سربوں کا نشانہ۔ یہ بے گناہ مسلمان خاتون۔

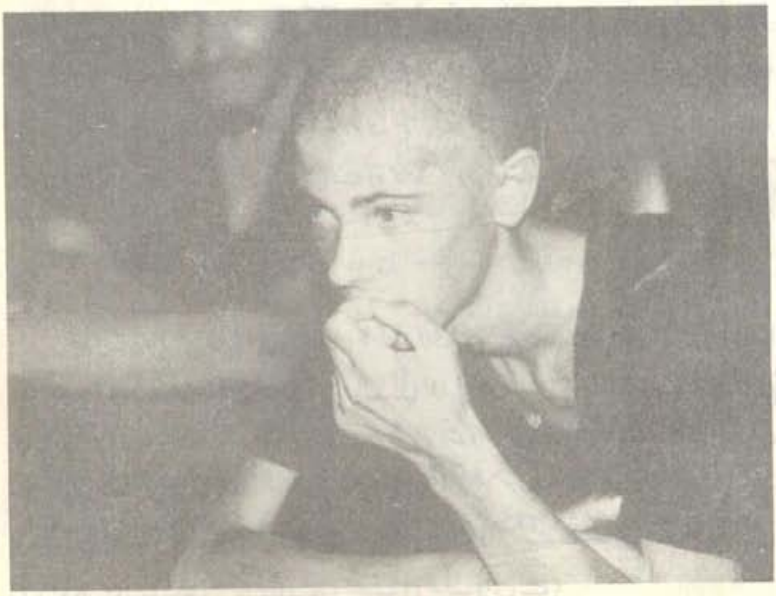

سرب ڈیٹینشن کیمپ میں قید ایک مسلمان قیدی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکی سفارت خانے کی تصدیق

امریکی سفارت خانے کو ایسی شہادت ملی ہے جس کے مطابق ایک سانحے میں ایک شخص کے اعضائے تناسل کو ایک تار کے ساتھ پچھلی جانب ایک موٹر سائیکل سے باندھ دیا گیا اور پھر تیز رفتاری سے موٹر سائیکل دوڑایا گیا اعضائے تناسل کٹ کر علیحدہ ہوگئے اور خون کے زیادہ بہہ جانے کے سبب وہ شخص ہلاک ہوگیا۔

وحشیانہ حرکت

اس کیمپ میں صفائی ستھرائی کی حالت نہایت خستہ تھی اسی وجہ سے قیدیوں میں دس مختلف قسم کی جوئیں اور کیڑے مکوڑے جسم پر پیدا ہو چکے تھے۔ قیدیوں کی آنکھوں تک میں جوئیں گرتیں۔ داڑھی سے جوئیں جھڑتیں' پورے موسم گرما میں ان قیدیوں کو صرف دو مرتبہ نہانے دیا گیا۔

عومارسکا میں لائے جانے والے قیدیوں کو ابتدائی پانچ دنوں تک کھانا نہ دیا جاتا بعد ازاں ان قیدیوں کو تیس تیس کے گروہوں میں کیفے ٹیریا لئے جایا جاتا جہاں دن میں ایک بار کھانے کو دیا جاتا۔ محافظ قیدیوں کو حکم دیتے کہ وہ اپنے کپڑے اتار دیں اور پھر پچاس برہنہ قیدیوں کے گروہ میں ان کے اعضائے مخصوصہ پر آگ پھینکی جاتی اور یوں تکلیف کی شدت سے وہ قیدی ایک دوسرے پر گرتے جس سے وہ محافظ محظوظ ہوتے۔

لیپا

قیدی لیپا (فرضی نام) اپنی مصیبتوں کا آغاز 30 مئی سے بتاتا ہے۔ اس کا تعلق عومارسکا سے ہے۔ اس دن سرب فوج اور پولیس وہاں آئی اور انہوں نے ایک 59 سالہ مسلمان' اس کی بیوی اور اس کے 16 سالہ بیٹے کو بندوق کی نال پر تشدد کا نشانہ بنایا۔ شہر کے مسلمانوں کو ان کے سروں کے پیچھے ہاتھ باندھ کر مارچ کرایا گیا اور انہیں سرب گیت گانے پر مجبور کیا گیا۔ راستے میں سرب باشندے انہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور قہقہے لگاتے (یہ واقعہ پریدور میں پیش آیا جو عومارسکا سے 21 میل دور شمال مغرب کی طرف واقع ہے)

اس کے بعد ان کے شہر میں لوٹ مار شروع ہوئی اور گھروں کو نذر آتش کیا جانے لگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخصوص گھروں پر ٹینکوں سے گولے برسائے گئے انہیں پتہ تھا کہ کون سے گھر مسلمانوں کے ہیں۔ عورتوں اور مردوں کو الگ الگ کر دیا۔ مردوں کو بسوں میں بٹھا کر عوامرسکا لے جایا گیا۔ وہاں 20 قیدیوں کو الگ کر کے گولی مار دی گئی بقیہ پر تفتیش شروع کر دی۔

ہیاق

نیوزڈے کو انٹرویو دینے والے ایک مفرور قیدی نے اپنے آپ کو ہیاق کے نام سے متعارف کرایا۔ (۲۰) اس نے وہاں کیا کچھ دیکھا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

محافظ رات کی تاریکی میں ایک گودام میں قید چھ سے سات سو افراد پر روشنی ڈال کر ہر رات بے سوچے سمجھے سات یا آٹھ قیدی منتخب کرتے اور اگلی صبح وہ قیدی غائب ہوتے۔ اگلے دن محافظ' نوجوانوں کی ایک ٹیم چننے کے لئے پلٹتے تاکہ ان مقتول قیدیوں کو دفنایا جاسکے۔ ان مقتولین میں سے بعض کو منہ میں گولی مار کر جبکہ دوسروں کے نرخرے کاٹ کر قتل کیا گیا تھا۔ اگرچہ اس نے قتل کا یہ عمل اپنی آنکھوں سے تو نہ دیکھا تھا' تاہم ایک موقع پر اس نے آٹھ لاشوں کو دیکھا جو کمبل سے ڈھانپ دی گئی تھیں۔ اگلے دنوں میں تدفین کرنے والے گروہوں نے اسے وہ سب کچھ بتا دیا جو انہوں نے دیکھا تھا۔ ہیاق کو بارہ دن تک ماہ مئی 1992ء میں ایک گودام میں محبوس کر دیا گیا اور وہاں لوگ کچھ اس طرح ٹھونسے گئے کہ لیٹنے کو جگہ تک نہ تھی۔ ہیاق بوسنیا کا ایک حریت پسند فوجی تھا۔ مئی 1992ء میں جب قوزاراق پر سربوں نے قبضہ کیا تو دیگر شہریوں کی طرح اسے بھی عوامرسکا کے مرگ گھر (Death Camp) میں بھیج دیا گیا۔ جہاں اس کیمپ میں ہیاق نے دیکھا کہ ایک قیدی نے کھڑکی سے چھلانگ لگائی تو محافظ نے اس پر فائرنگ کر دی لیکن وہ قیدی بھاگ نکلا۔ اسی دوران میں اس نے یہ بھی دیکھا کہ محافظوں نے ایک شخص کو ڈنڈے مار مار کر ہلاک کر دیا۔

فخرالدین

تیس سالہ فخرالدین گانچ مسلم بوسنیائی دفاعی فوج کا سپاہی تھا۔ اس نے بھی عوامرسکا کے مرگ گھر میں قید کاٹی۔ اس کا کہنا ہے کہ قیدیوں کو سو فٹ گہری خندق میں پھینک دیا گیا وہ قیدی پھر کبھی نہ لوٹے۔ (۲۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مچھلیوں کی خوراک اور جلانے کا عمل

عالیہ لویانووچ ایک ترپن سالہ مسلمان ہے۔ یہ ڈیڑھ ہزار افراد میں سے زندہ بچنے والے انسانوں میں سے ایک خوش قسمت انسان ہے۔ یہ فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا اور نیوزڈے کو دو گھنٹے طویل ایک انٹرویو دیا۔ عالیہ ایک ٹریفک انجینئر تھا۔ یہ واقعہ مئی کے اوائل میں برچکو میں اس وقت پیش آیا جب سرب فوج نے براہ راست سربیا کی جانب سے شمال مشرقی بوسنیا میں راہداری کے حصول کے لئے یہاں قبضہ کیا۔ (۱۹) سربوں نے اس کے دیگر بوسنیائی قیدیوں کو پستول سے فائر کرکے ہلاک کیا لیکن ان قاتلوں نے گلا چیرنے کو زیادہ ترجیح دی پھر ان برہنہ لاشوں کو لے جا کر بڑی بے توجہی سے دریائے ساوا میں پھینک دیا گیا۔ سربوں کا کہنا تھا کہ وہ مچھلیوں کو ان کی خوراک کھلا رہے ہیں۔ کچھ مقتولین کی لاشوں کے بارے میں عالیہ کا کہنا تھا کہ سرب، بقیہ قیدیوں کے ذریعے ان لاشوں کو جانوروں کی خوراک بنانے والے پلانٹ پر لے گئے۔ جہاں لاشوں کو اگرچہ تنوروں میں تو نہیں ڈالا گیا تاہم گمان یہ ہے کہ ان لاشوں کو جانوروں کی خوراک بنانے کے لئے ضرور جلا دیا گیا ہوگا۔ اس دن برچکو کی فضا میں اتنی بدبو پھیلی ہوئی تھی کہ کھڑکی کھولنا محال تھا سربوں نے قیدیوں پر مظالم ڈھائے۔ مقامی مسجد کی بے حرمتی کی۔ مسلمان مرد قیدیوں کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے گئے اور مسلمان عورتوں کی اجتماعی آبروریزی کی گئی۔ بعض اوقات قیدیوں کو دریائے ساوا میں پھینکنے سے قبل ان کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے جاتے۔ عالیہ نے اپنی آنکھوں سے جو بدترین واقعہ دیکھا وہ یہ تھا کہ دس نوجوانوں کو ایک قطار میں لٹا دیا گیا۔ ان کے گلے چیرے گئے۔ ان کی ناک کاٹ دی گئی اور پھر ان کے اعضائے تناسل کاٹ کر علیحدہ کر دیئے گئے۔ ایک اور واقعے کا انکشاف کرتے ہوئے اس نے بتایا کہ ایک سرب محافظ ان قیدیوں کے پاس آیا جنہیں قتل کا یہ سب منظر دکھایا گیا تھا۔ اس محافظ کے پاس دستی ساخت کا ایک ایسا آلہ تھا جس میں تین تاروں کو ایک مخصوص کانٹے سے جوڑا گیا تھا۔ اس آلے کے حوالے سے اس نے ہمیں دھمکی دی اور کہا کہ وہ ہمیں ہماری مخصوص مردانہ صلاحیتوں سے محروم کر دے گا۔ جس شخص کو سب سے پہلے پھانسی دی گئی وہ مسلمانوں کی سیاسی جماعت کا رکن تھا اور بوسنیائی دفاعی فوج میں سپاہی بھی تھا۔ سرب محافظوں نے نام پکارنا شروع کئے۔ قیدی باہر نکالے گئے اور قتل و غارت گری کا کھیل شروع ہوگیا۔ ہم نے تین فائر سنے وہ قیدی پھر واپس آئے لیکن ہم نے دیکھا کہ سربوں نے اپنے روائتی طریقے کو آزماتے ہوئے قیدیوں کو ذبح کرنا شروع کیا۔

انہوں نے قیدیوں سے کہا کہ وہ لیٹ جائیں اور اپنے سروں کو پختہ سلوں پر رکھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوام متحدہ کی جانب سے جنگی مجرم

(بائیں سے دائیں)

سلوبودان ملاسوچ، رادووان کراچچ،

ایرکن، ہراک، سلیفے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محافظ پھر ان کے نرخرے کاٹتے' جسموں کو اس حالت میں رکھا جاتا کہ خون سیدھا بہہ کر دریائے ساوا میں چلا جائے۔ بالآخر ایک مہینے تک قتل کے اس عمل کے بعد ان محافظوں نے گاؤں کے لوگوں کو ذبح کرنا شروع کر دیا۔

چیاسٹھ سالہ فانسیلچ نے کروشیا میں انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ اسے کیمپ میں رکھنے کے بعد کروشیا دھکیل دیا گیا۔ اس کی کہانی یوں ہے کہ سرب افواج کے قوزاراق شہر میں داخل ہونے کے بعد فانسیلچ دیگر معمر افراد' خواتین اور بچوں کو قریبی گاؤں ترنو پولئے لیجایا گیا۔ یہاں کھیلوں کے ایک ہال کے اندر قائم شدہ ایک نظر بندی کیمپ میں لے جایا گیا جہاں انہوں نے دو ہفتے گزارے۔ قوزاراق شہر کے توانا جسم کے حامل آدمیوں اور نوجوانوں کو عمارسکا لیجایا گیا ان میں فانسیلچ کا ایک بیٹا بھی شامل تھا جو ابھی تک واپس نہیں پلٹے۔

اس کیمپ میں اس نے دیکھا کہ اس کے برابر والے گھر کے افراد کو قتل کر دیا گیا۔ ان میں حاجی الیاس اور اس کی اہلیہ عصمت شامل تھی۔ حاجی الیاس مسلمانوں کی پارٹی SDA کا مقامی چیئرمین تھا۔ اس نے سربوں کی جارحیت کے خلاف اپنے گاؤں کے لوگوں کو منظم کیا تھا۔ الیاس کو قتل کرنے سے پہلے سربوں نے اس سے مسلمان گوریلوں کے ناموں کی فہرست طلب کی تھی۔ جسے دینے سے الیاس نے انکار کیا۔ ان سربوں نے ڈرل مشین کی مدد سے قیدیوں کے سینوں کو چھید ڈالا۔ تین بچوں کے جسم پر جن کی عمریں محض ایک تین اور پانچ برس تھیں' میخیں ٹھونکی گئیں۔ (32)

سرب درندہ بورسلاو

بورس نے جون 92ء میں اپنے دو دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ ایک دس رکنی مسلم خاندان کی ایک دس سالہ بچی کو اس وقت گولی مار کر ہلاک کر دیا جب وہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنی دادی اماں کے پیچھے چھپنا چاہ رہی تھی۔ یہ فائر محض بیس قدم کے فاصلے سے تینوں قوم پرست سرب فوجیوں نے کیا۔

ایک اور واردات میں اس نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ "آھاتو وچی" نامی مسلم گاؤں کے ایک تہہ خانے میں چھپے ہوئے ایک خاندان پر گولیوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے اپنا تیس گولیوں کا میگزین خالی کر کے دم لیا۔

(غالباً) نومبر 92ء کے اوائل میں بورسلاو حراک اور ایک شادی شدہ سرب جوڑا جو اب جنگی جرائم کے سبب زیر حراست ہے' سرائیوو کے مضافات میں واقع سرب مقبوضہ علاقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوگوسکا سے الیرضا کی طرف کار میں جاتے ہوئے غلط راستے پر جا نکلے۔ سڑک پر موجود رکاوٹ پر یہ تینوں افراد سرائیوو کی محافظ بوسنیائی (مسلم) فوج کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔

بورسلا وحراک نے تفتیش کرنے والوں کو بطور سرب لڑاکا اپنے دہشتناک تجربات کی تفصیل بتائی۔ ان واقعات میں سے ایک واقعہ کے حوالے سے اس نے بتایا کہ اس نے تین مسلمان بوسنیائی فوجی قیدیوں کے نرخرے کاٹنے کے لئے چھ انچ کا ایک چاقو استعمال کیا۔ (۱۱)

بورسلاوحراک کا تعلق سرائیوو سے ہے' اس نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ سربوں کی جانب سے سرائیوو کے محاصرے کے وقت وہ سرائیوو کی ایک ٹیکسٹائل کمپنی میں چھکڑا چلا جاتا تھا لیکن مئی میں وہ سرب رضا کار کے طور پر ان سرب فوجوں سے جا ملا۔ جو سرائیوو کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں۔

اب اس پر یوگوسلاویہ کے پرانے ضابطہ دیوانی کے آرٹیکل 41 کے تحت نسل کشی' وسیع قتل عام' عصمت دری اور لوٹ مار کے جرائم کے تحت فائرنگ سکواڈ کے ہاتھوں سزائے موت کا فیصلہ دیا جائے گا اس پر جو فرد جرم عائد کی گئی ہے اس میں اس پر انفرادی طور پر 29 افراد کو جون اور اکتوبر (92ء) کے دوران میں قتل کرنے کا جرم بھی شامل ہے۔ سرائیوو سے سات میل شمال میں واقع دوگوسکا نامی گاؤں کے باہر قائم ایک ہوٹل اور کیفے میں جہاں سربوں نے عورتوں کا قید خانہ قائم کیا ہوا ہے۔ وہاں سات مسلم خواتین کی عصمت دری اور اس کے بعد ان مسلم خواتین کا قتل بھی فرد جرم میں شامل ہے۔ بورسلاو کے مطابق سرب لڑاکوں کو مسلم خواتین کی عصمت دری کرنے کی ترغیب دی جاتی اور بعد ازاں انہیں ان خواتین کو پہاڑیوں یا سنسان مقامات پر لے جا کر قتل کرنے کے لئے کہا جاتا۔

بورسلاو پر عائد فرد جرم میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ کم از کم 220 دوسرے مسلم شہریوں کے قتل عام میں شریک رہا ہے یا گواہ رہا ہے اور اس واقعہ کو بورسلاو نے تسلیم بھی کیا ہے۔ اس قتل عام میں بہت سی خواتین اور بچے شامل تھے۔

بورسلاو کا معاملہ تو سرائیوو کے شمال کے دس میل کے علاقے سے متعلق ہے۔ جس کے ذریعے سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس جنگ میں لاکھوں افراد کی ہلاکت کن حالات میں واقع ہوئی ہے لیکن کتنے ہی ایسے شہر اور گاؤں بھی ہیں جہاں ایسے واقعات کا کوئی گواہ تک باقی نہیں بچا ہے۔

بورسلاو نے بتایا کہ "اھاتو دیچی" کے سانحہ میں بارہ سال سے کم عمر کے چار بچے دو معمر خواتین اور چار مرد قتل کیے گئے۔ بورسلاو نے اجتماعی قتل عام کے دو واقعات کے حوالے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی بتایا کہ یہ قتل عام سرائیوو کے علاقے میں سرب فوجیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل عام سے متعلق ہے۔ پہلے قتل عام میں جو اوائل جون 92ء میں کیا گیا اس میں بورسلاو اس قتل عام کا نظارہ کرنے والوں میں سے تھا اس کے بقول ودگوسکا کے باہر ایک میدان میں سرب فوجوں کے ایک یونٹ "خصوصی تحقیقاتی گروپ" نے مشین گنوں کے ذریعے فائرنگ کرکے 120 مرد' خواتین اور بچوں کو خون میں نہلا دیا۔

سرائیوو کے قریب ویلوواک کے ریلوے یارڈ کے نزدیک جھاڑ جھنکار والے علاقے کی ایک چوڑی کھڈ میں ان لاشوں کو ٹرکوں میں بھر کر ڈال دیا گیا۔ تیل چھڑک کر ان لاشوں کو نذر آتش کر دیا۔

ایک دوسرے سانحے میں جو جولائی 1992ء میں رونما ہوا' اس کے حوالے سے بورسلاو نے بتایا کہ اس نے دیکھا کہ ودگوسکا کے شمال مغرب میں تین میل کے فاصلے پر واقع ایک مسلم گاؤں "ودنیا بائیوکا" سے 30 آدمیوں کو لایا گیا اور گولی مار کر ہلاک کیا گیا اور بعد ازاں ودگوسکا کے شمالی گاؤں میں واقع "الیاس سٹیل پلانٹ" کی بھٹی میں ڈال کر جلا دیا گیا۔ بورسلاو کے مطابق بھٹی میں پھینکے جانے والوں میں سے چند اس وقت تک زندہ تھے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ جب اگست 1992ء میں ودگوسکا کے باہر واقع تین ہزار فٹ بلند پہاڑیوں سے سرب افواج کو دھکیلنے کے لئے بوسنیائی فوجیں کوشش کر رہی تھیں تو اس وقت سرب فوجیں ساٹھ مسلمانوں کی لاشوں کو "انسانی ڈھال" کے طور پر استعمال کر رہی تھیں۔

بورسلاو کو ودگوسکا کے باہر واقع ایک چھوٹے سے زرعی فارم پر لے جایا گیا۔ جہاں ایک پینسٹھ سالہ سرب رضاکار "رستوپستیوک" دیگر تین نوجوان سربوں کے ہمراہ بورسلاو کو اپنی معیت میں ایک سبزہ زار میں لے گیا۔ یہ اوائل جون کی ایک صبح تھی رستوپستیوک نے سور کو زمین پر ڈھانے کا طریقہ ان تینوں نوجوانوں کو دکھایا۔ سوروں کی گردنوں کو پیچھے کانوں کے ساتھ ملا کر باندھ دیا گیا اور پھر ان کے نرخرے کاٹ دیئے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد اس مہارت کو بورسلاو نے ودگوسکا گاؤں کے نواحی علاقے ودنیابائیوکا سے پکڑے جانے والے تین مسلمان بوسنیائی فوجی قیدیوں کے نرخرے کاٹ کر آزمایا۔

بورسلاو نے انکشاف کیا کہ وہ سرب لڑاکوں کی جانب سے جاری مہم *Ciscenja* (بمعنی تطہیر) میں اپنا کردار ادا کرکے ماہانہ ساڑھے چھ ڈالر کے مساوی رقم حاصل کرتا تھا جو اسے سرب حکام کی جانب سے دی جاتی تھی۔

"اھاتو وچی" کے قتل عام کے حوالے سے جس میں ایک پورے مسلم خاندان کو قتل کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا گیا تھا کے بارے میں بتایا کہ اس گاؤں میں سرب آپریشن کو سرب کمانڈروں نے "Ciscenje Prostora" (علاقے میں نسلی تطہیر) کا نام دیا۔ اس آپریشن کے دوران میں سرب لڑاکوں کو بتا دیا گیا تھا کہ اھاتو وپچی کو (مسلمانوں سے) پاکیزہ سرب علاقہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ الیرضا اور ویلوواک کے درمیان ایک انتہائی اہم علاقہ ہے اور یہ کہ یہاں سے تمام مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے کوئی بچنے نہ پائے تمام گھروں کو آگ لگائی جائے تاکہ اگر کوئی بچ بھی جائے تو وہ یہاں رہنے کے قابل ہی نہ رہے چونکہ یہ ایک حکم تھا لہٰذا بلاچون و چرا اس پر عمل کیا۔ ایک لمحہ ایسا بھی آیا کہ میں نے یہ سوچا کہ اگر کوئی خدا ہوتا تو وہ مجھے اس قتل عام سے روک دیتا۔ مجھے معلوم ہے کہ مجرم ہوں اور اگر میں معافی بھی مانگوں تب بھی سزائے موت میرا مقدر ہے۔ مجھے پھانسی دے دی جائے گی یا پھر وہ (مسلمان) مجھے ایک دیوار کے ساتھ کھڑا کر کے گولی مار کر ہلاک کر دیں گے تاہم اس کی خواہش ہے کہ سرب فوجوں کی قید میں موجود مسلمان قیدیوں کے تبادلے میں اس کا تبادلہ کر دیا جائے مجھے رہا کر دیا گیا تو میں پھر بوسنیائی فوجوں کی جانب سے لڑوں گا اگرچہ یہ ناممکن ہے پھر بھی ایسا ہونے کی صورت میں بوسنیائی فوجوں کی جانب سے لڑوں گا۔

بورسلاو کو راتوں کو اس کی بربریت کا شکار ہونے والے خواب میں نظر آتے ہیں۔ خاص طور پر تین مسلمان جن کے نرخرے اس نے اپنے ہاتھوں سے کاٹے تھے۔ "میں نے جو کچھ کیا وہ بار بار مجھے نظر آتا رہتا ہے اور یہ عمل ہر رات ہوتا ہے۔ میں سوتا ہوں مگر خوف کے مارے پھر جاگ اٹھتا ہوں اور سگریٹ سلگا کر وقت گزارنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن عثمان ہمیشہ میرے سامنے ہوتا ہے۔ میں نے عثمان کو کم از کم دس بار خواب میں یہ کہتے دیکھا ہے کہ خدارا مجھے قتل نہ کرو، میری ایک بیوی اور دو چھوٹے بچے ہیں۔"

بورسلاو نے اپنے ہاتھوں قتل کئے جانے والے اور عصمت دری کا شکار خواتین کے نام بھی بتائے ہیں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ (اس کے ہاتھوں کے شکار) مسلمانوں کو کہاں قتل کیا گیا۔ انہوں نے کون سا لباس پہنا ہوا تھا اور ہلاک ہونے سے محض چند لمحے قبل کیا کہا تھا۔

گھنٹوں کی اس طویل گفتگو میں اس نے تفصیلات میں بالکل تبدیلی نہیں کی۔ جب اس سے یہ پوچھا گیا کہ جس لڑکی کی عصمت اس نے تار تار کی تھی وہ اس کی ماں کے سامنے کیا جواب دے گا؟ اس نے کہا "کچھ نہیں۔"

جب اس سے یہ پوچھا گیا کہ کیا یہ سارے بیان لینے کے لئے اس پر تشدد کیا گیا تو اس نے جواباً کہا بالکل نہیں۔ جب ایک صحافی نے اس کے جسم کے اوپر کے حصے کو دکھانے کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا تو اس نے اپنی قمیض اوپر کرلی جہاں کسی قسم کے تشدد کا نشان نہیں تھا۔

لوقا کیمپ

ترنو پولئے کے کیمپ میں 200 مرد اور عورتیں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ رات کو محافظ اپنی ٹارچوں کے ساتھ داخل ہوتے اپنی پسند کی خاتون تلاش کرکے عصمت دری کے لئے لے جاتے۔ جو خاتون مزاحمت کرتی قتل کر دی جاتی۔ چند خواتین نے ایسی ہی مزاحمت کے نتیجے میں موت کو گلے لگالیا۔

عصمت دری کا کھیل رات بھر جاری رہتا۔ بعد ازاں ان قیدیوں کو نسلی تطہیر کے سبب بوسنیا سے نکال کر کروشیا کی جانب روانہ کر دیا گیا۔ شہر کے لوگوں کو بند مال گاڑیوں میں بھر دیا گیا۔ ریڈ کراس کے مطابق زاغریب (کروشیا) روانہ کرنے سے قبل ان مال گاڑیوں کو بھرا گیا۔ دو مختلف مال گاڑیاں بالترتیب 2200 اور 1600 افراد کو لے کر جا رہی تھیں۔ ان ملک بدر کئے جانے والوں کو جنس کے مطابق علیحدہ علیحدہ کیا گیا البتہ شیر خوار بچوں کو اپنی ماؤں کے ساتھ رہنے دیا گیا۔ وہ بچے بہت خوش قسمت تھے جو اپنی ماؤں کے ساتھ تھے لیکن بڑے بچے سب سے زیادہ بد قسمت تھے۔ مرنے والوں میں بیشتر بچے ہی تھے۔ فوجی مردہ جسموں کو دروازہ کھول کر باہر نکال کر سڑک کے ساتھ ڈھیر لگا دیتے' ان مردوں کو دفنانے کی اجازت تک نہ دی گئی جس ڈبے میں فاضلچ تھا وہ تکلیف دہ حد تک گرم تھا اس میں پانی پینے کو نہ تھا اور ہوا بھی بہت محدود' لوگوں نے قریب قریب اپنے تمام کپڑے اتار دیئے۔ یہ مال گاڑی لمبی داڑھیوں والے مسلح محافظوں کی نگرانی میں چلائی جا رہی تھی ان محافظوں نے مشین گنیں اپنے ہاتھوں میں تھامی ہوئی تھیں اور چت تک تحریک کے ارکان لگتے تھے جب چند گھنٹوں کے بعد یہ گاڑی بانیالوقا پہنچی تو ملیشیا کے دستے نے فوج سے اس کا کنٹرول سنبھالنے کو کہا جس پر فوج نے انکار کر دیا تین چار گھنٹے تک مذاکرات جاری رہنے کے بعد بالآخر ملیشیا نے مردوں کے ڈبے کا دروازہ کھول دیا فوج نے اگلے سفر کے لئے ایک محافظ دستہ روانہ کر دیا۔ محافظوں نے مال گاڑی کا چارج سنبھال لیا ان محافظوں نے دروازے کھول دیئے۔ ہمیں زد و کوب کیا۔ رقم کا مطالبہ کیا۔ خواتین کے کانوں کی بالیاں نوچ لیں۔ انہوں نے ہر وہ چیز ہتھیالی جس پر وہ قبضہ کرسکتے تھے پوری ایک رات یہ مال گاڑی ٹھہرائی گئی پھر اس گاڑی کو ماگلائے کی طرف روانہ کر دیا گیا۔

پچاس سالہ یونیورسٹی پروفیسر مرساد نے Luka کنسٹریشن کیمپ کے بارے میں بتایا کہ وہاں اٹھارہ سالہ سرب فاحشہ کا یہ محبوب مشغلہ تھا کہ وہ برچکو میں Luka کے کیمپ میں ٹوٹی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکول کے وقفہ میں یہ سرب بچے اپنے مصنوعی ہتھیاروں کے ذریعے مسلم دشمنی کا کھیل کھیل رہے ہیں

سربوں کی سفاکی کا نشانہ بننے والے مظلوموں کی لاشیں لے جائی جا رہی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی بوتل کی مدد سے قیدیوں کی آنکھیں نکال کر قہقہے لگاتی۔ وہ نوجوانوں پر مظالم ڈھانے میں سب سے زیادہ تیز تھی۔ وہ شیشہ توڑ کر لوگوں کے معدے میں گھونپ دیتی اور یہ سب ظالمانہ کارروائی اس کے لئے مسرت کا سبب بنتی۔ (۳۷)

سرب فوجوں نے 50 ہزار آبادی والے قصبے برچکو پر جب مئی (۱۹۹۲ء) کے اوائل میں چڑھائی کی اور فی الفور کل آبادی میں سے 40 ہزار افراد جن میں مسلمان اور کروٹ دونوں شامل تھے، گرفتار کرلیا۔ مرساد بھی ان میں شامل تھے انہیں برچکو کے ساحلی علاقے میں قائم لوکا کنسنٹریشن کیمپ میں رکھا گیا یہ کیمپ پہلے خوراک کا ایک سٹور تھا۔ ان پر تشدد کیا گیا لیکن جسمانی اذیتیں زیادہ تر بیس برس کی عمر تک کے لوگوں کو دی جاتیں۔ سرب کہتے کہ ہم تمہیں مار دیں گے کیونکہ ہم نے تمہارا خاتمہ کرکے اس علاقے کو نسلی طور پر پاک کرنا ہے۔ انہوں نے بھوکے السیشن کتے چند نوجوانوں پر چھوڑ دیئے وہ نوجوان خوف سے چیخ رہے تھے اور رو رہے تھے۔ کتوں نے انہیں چیر پھاڑ دیا اور وہ ہلاک ہوگئے۔ کچھ لوگوں کی لاشیں دریا میں ڈال دی گئیں۔ سوروں کے باڑے میں قید رکھے جانے والے چند قیدیوں نے بتایا کہ ان میں سے کچھ لوگوں کو لیجایا گیا اور اجتماعی قبروں میں دفن کر دیا گیا بہت سے لوگوں کے جسموں سے خون نکال لیا گیا اور اس تشدد کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا۔

پروفیسر نے یہ قتل اپنی آنکھوں سے دیکھے لیکن ہر روز وہاں تقریباً 50 افراد کی ہلاکتیں واقع ہوتی رہیں۔ حملے کے دوران گاؤں کا دفاع کرنے اور لڑائی کے دوران اور بعد میں 5 ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ پروفیسر اور اس کے دیگر دس ساتھیوں نے اس کیمپ میں بیس دن کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ وہ دریائے ساوا کو عبور کرکے اپنی جان بچائیں۔ یہ دریا کیمپ سے محض چند گز کے فاصلے پر واقع تھا۔ "ہم ایک جنگلے میں تھے لیکن دروازہ اس روز کھلا ہوا تھا اور محافظ دو تھے۔ ہم نے یہاں سے نکل کر تیرنا شروع کر دیا۔ ان محافظوں نے ہم پر گولی چلائی کچھ زخمی ہوئے اور کچھ نے دریا عبور کرلیا اور یوں جان بچانے میں کامیاب ہوئے۔"

ٹائم کی رپورٹ کے مطابق دو سو سے زیادہ مسلمانوں کو بسوں میں بھر کر شہر سے باہر لے جایا گیا اور ایک ایک کرکے سٹین گنوں سے بھون ڈالا گیا۔ ان کی لاشیں دریا میں پھینک دی گئیں۔ (۳۸) اس خوفناک قتل عام کے دوران زندہ بچ جانے والے ایک مسلمان چوبیس سالہ سمیر نے بتایا کہ وہ اپنے تین بھائیوں اور ایک بھتیجے کے ساتھ جھاڑیوں میں چھپا رہا جب بھوک نے تنگ کیا تو انہوں نے خود کو سربوں کے حوالے کرنے کا سخت فیصلہ کرلیا وہ انہیں کیراترم میں اینٹوں کے بھٹے پر لے گئے اور مار مار کر لہولہان کر دیا۔ 21 اگست کی صبح آٹھ بجے سرب فوجی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

250 مردوں کو یہ کہہ کر بسوں میں سوار کرا کے لے گئے کہ انہیں کروشیا کی سرحد پر جنگی قیدیوں کے تبادلے میں رہا کیا جا رہا ہے۔ سمیر کے مطابق بہت سے افراد ڈر رہے تھے لیکن اس یقین دہانی پر میں نے ان کے ساتھ جانے کا فیصلہ کرلیا کہ ہمیں اقوام متحدہ کی زیر نگرانی لے جایا جائے گا۔ میرے بھائی بھی میرے ساتھ تھے۔ صرف ایک بھائی پیچھے رہ گیا تھا۔ سکندر وقوف کے علاقے میں ہمیں حکم دیا گیا کہ اپنے سر گھٹنوں میں دے لیں اور باہر نہ دیکھیں۔ ہم دریائے پوگ کے کنارے پہنچ کر رک گئے۔ ایک سرب فوجی اندر داخل ہوا اور اس نے ایک قیدی کو نیچے اتارا۔ مشین گن چلنے کی آواز آئی اور ہم سمجھ گئے کہ ہمارا آخری وقت آگیا ہے۔ اس کے بعد وہ تین تین کے گروپوں میں لوگوں کو نیچے اتارتے اور مشین گن سے بھون ڈالتے۔ سمیر کا کہنا ہے کہ میں بس کے درمیان موجود تھا۔ انہوں نے بس کا پچھلا دروازہ کھولا اور میرے بھائی اور بھتیجے کو لے گئے۔ ایک فوجی نے مجھے کہا اپنے ساتھ دو اور مردوں کو لے کر اتر جاؤ۔ اس دوران میں گولی چلنے سے میرا بھائی اور بھتیجا زمین پر تڑپ رہے تھے۔ میں نے دوڑنے کا فیصلہ کرلیا ایک فوجی کو دھکا دے کر باہر نکلا اور دریا میں چھلانگ لگا دی انہوں نے مجھ پر تین فائر کئے میں زخمی ہوگیا میرے اردگرد لاشیں تھیں خوف نے میرا سانس روک دیا تھا۔ ان میں سے ایک نے کہا "میں نے اسے ختم کر دیا ہے" میں سب کچھ دیکھ رہا تھا اندازے کے مطابق دریا میں تیرتا ہوا میں ایک قصبے میں پہنچا جہاں سے میں مسلم علاقے تراونک جانا چاہتا تھا تین مسلمان لڑکیوں نے میری مدد کی اور آبادی میں لے گئیں۔ مجھے بعد میں تراونک پہنچا دیا گیا۔ جہاں مجھے میری ماں اور سالی سے ملوایا گیا۔ وہ میرے بھائی اور بھتیجے کے بارے میں سوال کر رہی تھیں لیکن میں انہیں کیا بتاتا کہ انہیں میں کہاں چھوڑ آیا ہوں؟

بوسانسکی ساماق کیمپ

بوسانسکی ساماق کے مرکز نظربندی سے سرب قیدیوں کے بدلے میں ایک مسلمان قیدی رہا ہوا۔ جب نیوزڈے کے نمائندوں نے اس سے انٹرویو لیا تو اس نے اپنا نام بتانے سے گریز کیا کیونکہ اس کے کئی عزیز اس وقت تک اسی نوعیت کے دیگر کیمپوں میں محبوس تھے۔ اس نے اصرار کیا کہ اسے "Survivor" کے نام سے جانا جائے۔ اس نے اپنی بپتا کچھ یوں بیان کی کہ :-

میں ان 800 قیدیوں میں سے ایک تھا جنہیں بوسانسکی ساماق کے Death Camps میں رکھا گیا تھا۔ اس علاقے میں ایسے ہی دیگر پانچ سینٹر قائم تھے۔ (30)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان قیدیوں میں مسلمان اور البانوی (نسلم) افراد شامل تھے جو سب کے سب غیر سربی النسل تھے۔ قیدیوں میں خواتین اور ضعیف العمر افراد بھی شامل تھے۔ ان میں سے ایسے افراد بھی تھے جن کی عمریں 60 برس سے زیادہ تھیں اور ان میں سے ایک صاحب کی عمر تو 73 برس تھی۔ ان قیدیوں کو کسی میدان جنگ سے پکڑ کر نہیں بلکہ ان کے گھروں سے گرفتار کرکے لایا گیا تھا۔

عملاً" ان سب قیدیوں کو مختلف نوعیت کی تشدد انہ کارروائیوں سے گذرنا پڑا۔ زدوکوب کیا جانا' ایسی عمارتوں میں رکھا جانا جہاں دم گھٹے' پانی پلانے سے انکار' طہارت خانے میں جانے سے منع کیا جانا اور نہایت کم خوراک دینا یہاں کا معمول تھا۔

زدوکوب کئے جانے کے عمل کا آغاز سربیا سے آنے والی افواج کے زریعے شروع کیا جاتا بعد ازاں قیدیوں کو پولیس کی تحویل میں دیا جاتا جہاں ان کی نگرانی کی جاتی۔ یہ پولیس والے مقامی سرب تھے اور اپنے فرائض کی تکمیل میں خصوصی یونٹ کے افراد سے بھی زیادہ تشدد انہ کارروائی کرتے۔

Survivor نے بتایا کہ وہ ہمیں لوہے کی سلاخوں اور لکڑی کے ڈنڈوں اور پولیس والے ڈنڈوں سے مارتے۔ ان ڈنڈوں پر لوہے اور ربڑ کے خول چڑھے ہوتے تھے اپنے پاؤں سے ہم پر تشدد کرتے۔ انہوں نے پاؤں میں فوجی بوٹ پہنے ہوتے تھے۔ تشدد ہاتھوں اور مکوں کے ذریعے بھی کیا جاتا ہے۔ تشدد کا نشانہ بننے والے کے سر' گردن' کندھوں' پشت' سینے' کولھے' ہاتھوں' پاؤں حتی کہ پورے جسم کو اذیت دی جاتی۔

بعض اوقات مجھے ایک شخص زدوکوب کرتا اور کبھی تین افراد حتی کہ بعض اوقات دس آدمی مجھ پر پل پڑتے۔ وہ ہمیں عموماً" دن کے اوقات میں جن کمروں میں ہم رہتے تھے' وہاں یا بعض اوقات اس عمارت کے صحن میں تشدد کا نشانہ بناتے۔ اس نوعیت کے تشدد کے بعد نشانہ بننے والا لہولہان ہو جاتا۔ سر سے پاؤں تک خون ہی خون ہوتا۔ اس کی کمر کے لگنے کے باعث نیلی اور سرخ پڑ جاتی۔ خصوصی فوج ہمیں صحن میں تشدد کا نشانہ بناتی۔ پولیس جو ہماری نگرانی پر مامور تھی عموماً رات کو بھی مارپیٹ کا نشانہ بناتی۔

اندھیرے میں قیدیوں کو باری باری ایک ایک کرکے لے جایا جاتا اور تین سے چار افراد کو ایک دوسرے پر پھینک دیا جاتا۔ بعض اوقات 10 پولیس اہلکار ہوتے۔ پولیس والے اپنے شکار کو ہر چیز سے اور ہر طرح سے مارتے تاکہ اس شخص کی دلدوز چیخوں کو ہمارے لئے ایک سبق بنا دیا جائے۔ ہر شخص کو یہی دھڑکا لگا رہتا کہ اگلی باری اس کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی ایسا شخص جو ابھی تک چلنے کے قابل ہوتا اسے اٹھا کر کمرے میں اس طرح پھینکا جاتا جیسے کسی جانور کو پھینکا جاتا ہے۔ وہ شخص مکمل طور پر لہولہان ہو جاتا اور رگڑوں کے سبب اس کا جسم نیلا پڑ جاتا۔

بعض اوقات اتنا تشدد کیا جاتا کہ وہ چلنے کے قابل نہ رہتے۔ ان کی گردن بے ہوشی کے سبب لٹکی ہوئی ہوتی۔ دو دوسرے قیدی انہیں اٹھا کر اندر لاتے۔ سربوں نے ایک قیدی کو اس طرح ڈنڈے سے ماتھے پر شدید ضرب لگائی کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ یہ واقعہ رات کو پیش آیا اگلی صبح دوسرے قیدی اسے اٹھا کر لائے اس مضروب قیدی کو اس سے اگلی صبح دس بجے ہوش آیا۔ جب ہمیں سرب قیدیوں کی رہائی کے بدلے میں رہا کرنے سے قبل کپڑے اتار کر میڈیکل معائنہ کیا گیا تو ہم میں سے بیشتر قیدیوں کی پسلیاں ٹوٹی ہوئی پائی گئیں۔

اپنے ظلم و تشدد میں وہ اس حد تک آگے بڑھ جاتے کہ ایک قیدی کو ریت کھانے پر مجبور کیا۔ انہوں نے ایک' دوسرے قیدی کو اپنا فضلہ نگلنے پر مجبور کیا۔ اسی طرح ایک اور قیدی کو اپنے دوسرے قیدی ساتھی کے ساتھ غیر فطری عمل کرنے پر مجبور کیا۔

جب خصوصی فوجی کے ایک آدمی نے جو سربیا سے تعلق رکھتا تھا۔ ہمیں چت لٹوں کا انداز قتل دکھانے کا فیصلہ کیا تو یہ ہمارے لئے ایک خوفناک منظر تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں میں چاقو لے کر اپنے شکار کا انتخاب کیا۔ اس شکار کے منتخب کئے جانے کے عمل کے دوران میں ہم میں سے ہر ایک کو یہی دھڑکا لگا رہا کہ شاید وہی نشانہ بننے والا ہے۔ ہم وہاں سہمے ہوئے کھڑے رہے تاہم اس نے اپنا شکار تلاش کرلیا۔ اس نے اپنے شکار کے طور پر دو البانوی النسل (مسلم) بھائیوں میں سے ایک کو چنا۔ اس نے اس البانوی کو حکم دیا کہ وہ چاروں شانے چت لیٹ جائے اور اپنے جسم کو جس قدر پھیلا سکتا ہو پھیلائے۔ وہ اس گھیرے میں پڑا ہوا تھا۔ جس کو ہم نے بنایا تھا وہ سرب اپنے ہاتھ میں چاقو تھامے اپنے شکار کی گردن کے چاروں طرف گھما رہا تھا جس سے ہمیں شدید اذیت ہو رہی تھی پھر اس نے اپنے شکار پر لاتوں اور گھونسوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے اس کے سر اور جسم کے تمام دوسرے حصوں کو نشانہ بنایا۔

میرے خیال میں 7 اور 8 مئی 92ء کی درمیانی شب میرے لئے سب سے زیادہ ہولناک تھی۔ جب سربین خصوصی فورس کا سکواڈ بوسانسکی ساماق سے تین میل پرے اور دیگر پانچ (Death) کیمپوں میں سے ایک کیمپ Crkvini کے کسانوں کے مشترکہ سٹور رومز میں آن دھمکا اور وہاں 45 میں سے 15 افراد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ جب اس سٹور روم کا دروزاہ جبراً کھولا گیا تو ہمیں روشنی کے بغیر باہر آ کر کمرے کے ساتھ ساتھ قطار بنانے کا حکم دیا گیا جس پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم نے فوری عمل کیا۔ خصوصی فورس کے ایک اور اہلکار نے ہم پر باری باری روشنی ڈالی اور پہلی خصوصی فورس کے اہلکار نے اپنا شکار ڈھونڈا اپنی بندوق سے اس کے سر پر ضربیں لگائیں اور پھر گولی مار کر ہلاک کرتا گیا۔ دوسرے مرحلے میں اہلکار نے ہر شخص سے اس کا نام دریافت کیا اور اس کا پیشہ بھی اور پھر انہی بنیادوں پر اپنے شکار کو منتخب کرنے کے بعد ہلاک کر ڈالا۔ اب کمرے میں پندرہ لاشے پڑے تھے ان لاشوں کے گرد پختہ فرش پر خون جمع ہو چکا تھا اب وہ اس کمرے کی تیسری جانب ہماری طرف مڑا اور نوجوانوں کو حکم دیا کہ وہ ان لاشوں کو اٹھا کر ٹرک میں ڈالیں۔ پھر اس نے خون صاف کرنے کا حکم دیا جس پر فوری عمل کیا گیا۔ ہمیں اس کمرے میں وہ رات کاٹنا پڑی۔ ہم نے اس خوفناک واقعہ کو بالکل خفیہ رکھا ہم اس قدر خوفزدہ تھے کہ باہمی طور پر بھی اس بارے میں بات تک نہ کی۔

اوراسئے کیمپ

اوراسئے' دریائے ساوا کے کنارے واقع ایک قصبہ ہے یہاں سربوں نے ایک نظربندی کیمپ قائم کیا۔ 16 اور 17 اپریل 92ء کو اس کیمپ میں مقید قیدیوں کو ہولناک طریقے سے قتل کیا گیا۔ 28 ستمبر 92ء کو امریکہ کے محکمہ خارجہ نے تصدیق کی کہ اس کیمپ میں قتل عام کیا گیا۔ اس لرزہ خیز واقعہ کا انکشاف دو سرب نوجوانوں نے کیا۔ 18 مئی 92ء کو کروٹ فوجوں نے یہاں حملہ کیا تو یہ افراد گرفتار ہوئے۔

22 سالہ سلوبودان جینچ اور 21 سالہ میکسی مووچ نے بتایا کہ اس کیمپ میں بوسنیائی مسلمانوں کو قید رکھا گیا تھا۔ وہ دونوں اس کی نگرانی پر مامور تھے۔ 16 مئی کو ایک سرب کمانڈر نے انہیں طلب کیا اور کہا کہ یہ کمانڈر چار پانچ سو کلومیٹر دور سربیا سے تم بوسنیائی سربوں کی آزادی کے لئے آئے ہیں۔ ہم سب کچھ کر رہے ہیں تمہیں بھی کچھ کرنا ہوگا' لہٰذا مجھے ایک قطار کے پاس لایا گیا اس قطار میں 80 مسلمان کھڑے تھے۔ میکسی مووچ نے سرب کمانڈر کے حکم پر قتل عام شروع کیا پہلے تین مسلمانوں کو چھری سے ذبح کیا گیا بعد ازاں مشین گن کے ذریعے باقی مسلمانوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ (37)

بانیالوقا

بانیالوقا میں سربوں کے زیر تسلط علاقوں کے ایک اعلیٰ افسر نے تسلیم کیا کہ 21 اگست 92ء کو ترنوپولئے سے تراونک تک محفوظ سفر کے بہانے لے جائے جانے والے درجنوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوسنیا کے مسلمان فوجی اپنے زخمی ساتھی کو لے کر جا رہے ہیں

زخمیوں کو طبی امداد کے لئے لے جایا جا رہا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔

اس پولیس افسر نے جس کا نام Zupljanin ہے اور اس علاقے کے 6 ہزار مربع کلومیٹر کا کمانڈر ہے' نے کہا کہ اس علاقے کی ڈھلوانی کھائیوں میں ابھی تک 50 لاشیں پڑی ہیں لیکن حکام کا کہنا ہے کہ یہاں سے 40 میل کے فاصلے پر ایلوسکا کے علاقے میں 188 لاشوں کی تصدیق ہو چکی ہے۔ واشنگٹن پوسٹ نے وسط اکتوبر 92ء میں زندہ بچ جانے والوں کی داستان شائع کرتے ہوئے لکھا تھا کہ یہاں 200 سے زائد مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ بچ جانے والوں کے مطابق دس پولیس والوں نے ان مسلمانوں کو لے جانے والی بسوں سے اتار کر ایک کھڈ کے کنارے پر کھڑا کر کے قریب سے گولی مار کر ہلاک کیا۔ (38)

کیراترم کیمپ

محمد سے ان فوجیوں نے پلاسٹک کا بنا ہوا بٹوہ چھین لیا جس میں آسٹریائی 5 شلنگ کی معمولی سی رقم تھی۔ یہ محمد کے پاس رہ جانے والی آخری پونجی تھی جسے سربوں نے ہتھیالیا۔ اس نے کیراترم میں جو کچھ دیکھا ان میں سب سے خوفناک واقعہ 125 افراد کا قتل تھا۔ ان کی لاشوں کو 25 جولائی کو قتل کرنے کے بعد ایک بڑی بس میں بھر کر لے جایا گیا۔ ایک رات اس کیمپ کا محافظ چلایا۔ "کمرہ نمبر ایک دو اور چار" فکر نہ کریں آج کمرہ نمبر تین کی باری ہے۔ اس کمرے میں ایک ہی گاؤں کے لوگ رکھے گئے تھے۔ اگلی صبح اس کمرہ نمبر 3 میں انسانوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ جن کی تعداد 125 تھی دوپہر کو 12 بجے ایک بڑی بس آئی اور ان لاشوں کو اٹھا کر لے گئی۔ محمد نے بتایا کہ یہ واقعہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے ایک کھڑکی سے دیکھا عمر نے بتایا کہ دس سے بیس کی تعداد میں قیدیوں کو بیک وقت کیرترام میں گولی مار کر ہلاک کیا تھا۔

فکرت کا تعلق قوزاراق سے تھا اس کی گود میں 5 ماہ کا بچہ تھا وہ اسے اپنا دودھ نہیں پلا سکتی تھی لیکن گاؤں میں ان جنگ زدہ ایام میں دودھ میسر نہ تھا لہٰذا وہ اسے محض پانی پلانے پر مجبور تھی اسی اثناء میں جب سربوں نے اس کے گھر پر ہلہ بولا تو وہ اپنا بچہ چھوڑ کر جان بچانے کے لئے بھاگ نکلی۔

لڑائی کی شدت میں وہ دوبارہ اپنے گھر کی طرف اپنا بچہ اٹھانے کے لئے دوڑی اسے گارے میں کئی کلومیٹر چلنا پڑا لیکن سربوں نے اسے اور دیگر بہت سے مسلمانوں کو بندوق کی نال پر روک لیا انہوں نے مردوں کو عورتوں اور بچوں سے علیحدہ کیا مردوں کو عومارسکا اور کیراترم کے کیمپوں میں لیجایا گیا۔ فکرت کے ساتھ اس کی بہن فاطمہ بھی تھی جو اس کے ساتھ کھڑی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باری باری ان ہمسائیوں کے نام گن رہی تھی جنہیں قتل کیا گیا جب نمبر 14 پر پہنچی تو وہ پھوٹ پڑی۔ (39)

پریدور کیمپ

پریدور کیمپ میں تیس سالہ مسلمان سیرچ نے بتایا کہ کیمپ سے 50'50 کے گروپ میں لوگوں کو باہر لے جایا جاتا انہیں گھٹنوں کے بل جھکایا جاتا اور پھر بندوق کی نالی اور سکے کے پائپوں سے مارا جاتا۔ زیادہ مار ان لوگوں کو پڑی جو ان قصبوں سے آئے ہوتے جہاں سربی فوج کو زیادہ مزاحمت کرنا پڑی تھی۔ کچھ قیدیوں کو گولیاں نگلنے پر مجبور کیا گیا۔ 4 افراد کو مارپیٹ سے ہلاک ہوتے ہوئے خود سیرچ نے دیکھا جس نے اس کیمپ کے حالات بتائے۔ اس نے بتایا کہ ہم سمجھتے تھے کہ ہمیں کسی بھی وقت ہلاک کیا جاسکتا ہے۔

زکریا

زکریا یا سروچ ایک امام مسجد تھے۔ جون 93ء میں بوسنیا کے مہاجرین کے ہمراہ پاکستان پہنچے۔ انہوں نے غیر ملکی صحافیوں کو بتایا کہ ایک اندھیری شب میں 270 بوسنیائیوں کو نہایت بے رحمانہ طریقے سے قتل کر دیا۔ یہ سب افراد ایک کنسٹریشن کیمپ میں قید تھے۔ ان کیمپوں میں قانون نام کی کوئی چیز نہیں۔ ڈیوٹی پر موجود فوجیوں کو تمام حقوق حاصل تھے جن کے تحت وہ خواتین سے دست درازی کرتے' کھانا پینا بند کروا دیتے۔ قیدیوں کے جسم پر مختلف نشانات (جلا کر' چھید کر) بناتے اور محض لطف اندوز ہونے کی غرض سے قیدیوں کو قتل کر دیتے۔ یہ فوجی آتے اور کسی بھی خاندان کو باہمی طور پر جنسی افعال پر مجبور کرتے اور انکار کی صورت میں قتل کرنے کی دھمکی دیتے۔

8 قیدیوں کو 700 گرام وزنی روٹی دی جاتی لیکن اس کا حصول بھی کوئی آسان کام نہ تھا۔ روٹی حاصل کرنے کے خواہشمند کو ایک راہداری سے گزرنا ہوتا تھا جس کے دونوں اطراف میں بیٹھے ہوئے فوجی دونوں جانب سے لاتیں مارتے' پیٹتے' تذلیل کرتے اور اسی دوران میں کچھ کو قتل بھی کر دیتے۔ یہ سفاک فوجی نازک اعضاء کاٹ کر ایک بوتل میں بند کر لیتے۔ تشدد اور غارت گری کی اس مہم میں چاقوؤں کا کثرت سے استعمال کیا جاتا۔ جب کبھی ریڈ کراس یا اقوام متحدہ کے اداروں کے حکام ان کیمپوں کا دورہ کرتے تو وہ ان نہتے مردوں' عورتوں اور بچوں کے خلاف استعمال ہونے والے اسلحے پر اور اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے۔ (40)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کیمپوں میں کس قدر ظلم ہو رہا ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ برانونچ میں کیرازچ کے ایک سکول میں قائم عقوبتی کیمپ کے 500 مسلمان قیدیوں کو اس لیے قتل کر دیا گیا تاکہ زخمی سرب فوجیوں کو خون دیا جا سکے۔ جاون ترنتر کی قیادت میں سربی فوج کے ایک دستے نے قیدیوں کو الٹا لٹکا دیا اور ان کی آنکھیں خصوصی ہکوں کے ذریعے نکال دی گئیں۔ (۱۱)

ایک بوسنیائی مسلمان ماں اپنے شہید بیٹے کی قبر پر فاتحہ خوانی کرتے ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

21- نیوز ڈے 2- اگست 92ء

22- نیوزویک 17- اگست 92ء

23- نیوزویک 17- اگست 92ء

24- نیوزڈے 2- اگست 92ء

25- لاس اینجلس ٹائمز بحوالہ گلف نیوز 20- اکتوبر 92ء

26- لاس اینجلس ٹائمز بحوالہ گلف نیوز 20- اکتوبر 92ء

27- ایضاً"

28- ایضاً"

29- نیوز ڈے 5- اگست 92ء

30- ایضاً"

31- نیوز ڈے 21- اگست 92ء

32- نیوز ڈے 21 جولائی 92ء

33- نیویارک ٹائمز بحوالہ گلف نیوز 25 دسمبر 92ء
یہی مضمون 3 دسمبر 92ء کو دی مسلم میں بھی شائع ہوا۔

34- گارڈین 16- اگست 92ء

35- ٹائم 5- اکتوبر 92ء

36- نیوز ڈے 3- اگست 92ء

37- خلیج ٹائمز 10 اکتوبر 92ء گلف نیوز 10- اکتوبر 92ء

38- لاس اینجلس ٹائمز بحوالہ ڈان 10- اکتوبر 92ء

39- گارڈین بحوالہ ڈان 4- اکتوبر 92ء

40- ڈان 24 جون 93ء

41- ٹائم 17- اگست 92ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سربوں اور کروٹوں کے ہاتھوں عصمت دری کا شکار 70 ہزار مسلم خواتین میں سے ایک خاتون

سربوں کی اسلام دشمنی نے ان بے عمل مسلمانوں کو عملی مسلمان بنا دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ عصمت دری

قتل اور عصمت دری کو شیطانی افعال قرار دیا جاسکتا ہے۔ دور تاریکی میں بادشاہ اپنا یہ حق محفوظ رکھتے تھے کہ جس کو چاہیں قتل کریں اور جس کی چاہیں عصمت دری کریں۔ جنگ کے دنوں میں ایک معمولی سپاہی بھی عصمت دری کرنے میں آزاد ہوتا اور اس معاملے میں وہ بذات خود بادشاہ بن جاتا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ فوجیوں کو تربیت ہی قتل کی دی جاتی ہے۔ انہیں تو یہ کام سونپا جاتا ہے کہ دشمن کی فوجوں کو تہس نہس کردیں۔ تاریخ میں ایسے واقعات بھی رونما ہوئے ہیں کہ دشمنوں کو قتل نہ کرنے پر فوجیوں کا کورٹ مارشل کیا گیا۔ سنگینی کے اعتبار سے عصمت دری بھی قتل کے برابر ہی ہے۔ تاریخ میں ایسے سینکڑوں واقعات ملتے ہیں کہ جنگ جیتنے کے بعد کھلے عام عصمت دری کی گئی۔ بوسنیا ہرسیگووینا میں آبروریزی اور عصمت دری کے جو واقعات رونما ہوئے ہیں۔ ان کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے کئی پہلوؤں پر غور کیا جانا ضروری ہے۔ یوگوسلاویہ کے زوال کے بعد اب تک کتنی آبروریزیاں کی گئیں اس کے مکمل اعداد وشمار تو شاید آئندہ کئی برسوں تک بھی معلوم نہ ہوسکیں مگر حکومت بوسنیا کی وزارت داخلہ کے مطابق یہ تعداد پچاس ہزار ہے (۱) جبکہ یورپی برادری کی ایک ٹیم نے اندازہ لگایا ہے کہ بیس ہزار مسلمان لڑکیوں اور خواتین کی سربوں کے ہاتھوں عصمت لٹ چکی ہے۔ دیگر اندازے اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ سربوں نے زمین پر قبضہ جمایا اور عصمت دری کے منظم واقعات بھی اسی تسلسل کا حصہ ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ تو یہ ہے کہ "سرب زمین پر قبضے کے ہی نہیں بلکہ وسیع پیمانے پر عصمت دری کے بھی مرتکب ہوئے ہیں۔" اس جنگ نے دہشت و خوف کا ایک باب کھول دیا ہے۔ شہروں کے محاصرے جاری ہیں۔ ڈیتھ کیمپس اسی طرح موجود ہیں اور مذہبی بنیادوں پر نسلی تطہیر کے لئے ظالمانہ حربے جاری ہیں۔ بوسنیا کی مسلمان خواتین کی عصمت دری اسی طرح سنگین جرم ہے جس طرح جنگ کے دوران۔ مگر پریشان کن بات یہ ہے کہ اس جنگ میں آبروریزی کو ایک جزوی تدبیر کے طور پر نہیں بلکہ لازمی جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ دیہات اور قصبے ہی نہیں بلکہ عورتوں کے جسم بھی میدان جنگ بنے ہوئے ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی بوسنیا ہرسیگووینا کے بارے میں رپورٹ "مسلح افواج کے ہاتھوں جنسی درندگی اور زنا" میں مذکور ہے کہ "ہمیں جو شہادتیں ملی ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں کی عصمت دری ایک منظم اور واضح طریقے پر کی گئی اور اس میں جان بوجھ کر عورتوں کو محصور کیا گیا تاکہ ان کی عصمت دری کی جائے اور ان پر جنسی تشدد کیا جائے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سچی بات تو یہ ہے کہ عصمت دری کا ہتھیار قتل و غارت گری سے زیادہ اثرات کا حامل ہوتا ہے۔ اگر کسی مسلمان کو قتل کیا جائے تو مقتول شہید کہلاتا ہے اور اس سے پوری قوم کی روح' جذبے اور اتحاد میں اضافہ ہوگا مگر اس کے برعکس عصمت دری سے نہ صرف یہ کہ خواتین انفرادی طور پر ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں بلکہ اخلاق اور شناخت پر ناقابل تلافی نشانات باقی رہ جاتے ہیں اور یہ چیز روایتی معاشروں میں بہت عام ہے۔ عصمت دری نہ صرف اس قوم اور فرد کے افتخار کو خاک میں ملا دیتی ہے بلکہ اس کے اثرات مستقبل پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔

طرفہ تماشہ یہ ہے کہ سرب' شدت کے ساتھ انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسے واقعات سرے سے ہوئے ہی نہیں۔ یورپی برادری کا دسمبر 92ء میں ایڈن برگ میں اجلاس ہوا اور اس میں ناقابل بیان "بہیمیت" کے واقعات پر بظاہر برہمی کا اظہار کیا گیا۔ ایسا ہی اظہار اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے کیا۔ یورپی برادری نے اپنے سربراہ اجلاس میں ایک بارہ رکنی ٹیم تشکیل دینے کا اعلان کیا تھا۔ اس ٹیم نے تحقیقات کرکے تحریر کیا تھا کہ اجتماعی آبروریزی کے واقعات وقوع پذیر ہوئے اور یہ کام "وسعت پذیر حکمت عملی" کے تحت کیا گیا اور یہ کام نسلی تطہیر ہے۔ اس کمیشن کا ایک ممبر ڈیوڈ اینڈریو تھا۔ اس وقت وہ آئرلینڈ کا وزیر خارجہ تھا۔ اس نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ عصمت دری کو بطور ہتھیار استعمال کیا گیا۔ اس کو جنگ کا اتفاقی حادثہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اسی ٹیم کے سربراہ ڈیم ایتھ وار برٹن نے کہا کہ "مسلم برادری کی تذلیل کے لئے عصمت دری کی گئی۔" (۵)

عصمت دری کے کیمپ

1۔ موٹل ولینا ولاسن' وسگراد (Vilina Vlas)

یہ کیمپ اپریل 92ء کے اواخر میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کیمپ میں اسیر خواتین کی تعداد کے بارے میں معلومات نہیں۔ (۵) تاہم شبہ ہے کہ یہاں قیدی خواتین کی تعداد بہت زیادہ ہے کیونکہ اس کیمپ کے اطراف کے تمام علاقے کو نسلی تطہیر کی مہم کے تحت تقریباً صاف کر دیا گیا ہے۔

2۔ ہوٹل غالب برچکو کاؤنٹی (Galeb)

3۔ ریسٹورنٹ وستیالیا' برچکو کاؤنٹی (Vestialia)

4۔ بریزوہ پولے' برچکو کاؤنٹی (Brezovo Polje)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ ہوٹل ایلوس' برچکو کاؤنٹی (Elvis)

یہ چاروں کنسنٹریشن کیمپ برچکو پر سربوں کے قبضے کے فوراً بعد قائم کئے گئے ان کیمپوں میں قیدی زیادہ تر مشرقی اور مغربی بوسنیا سے پکڑ کر لائے گئے۔ بریزو پولئے کا ریپ / ڈیتھ کیمپ بئے لیانا (Bije Ljina) کاؤنٹی کے ایک سکول میں منتقل کر دیا گیا۔

۶۔ ترنو پولئے نزد پریدور (Trnopolje Near Prujedor)

یہاں سے بچ نکلنے والے خوش نصیبوں نے اس امر کا ثبوت پیش کیا ہے کہ اس علاقے کے کیمپوں کے گھوں و جنسی تشدد کے لئے استعمال کیا گیا۔

۷۔ سیکنڈری سکول سنٹر بئے لیانا کاؤنٹی (Bijeljina)

۸۔ پی کوویچی کاؤں' بئے لیانا کاؤنٹی (Peikovici)

۹۔ کوہ مراکوو یچا (Mrakovica)

یہ علاقہ پریدو سے بوسانسکا دوبیچا جاتے ہوئے آتا ہے۔ کوہ کوزارا کی ڈھلوانوں پر واقع مسلم دیہاتوں کی خواتین اس ریپ / ڈیتھ کیمپ میں قید ہیں۔ یہ کیمپ 1992ء کے اوائل میں قائم کیا گیا تھا۔ قیدیوں کی تعداد کے بارے میں علم نہیں ہے۔

۱۰۔ لکتاسی بانیالوقا کاؤنٹی (Laktasi Banja Luka)

یہاں لڑکیوں اور 23 سال سے زائد عمر کی خواتین کے لئے ریپ / ڈیتھ کیمپ ہے۔

۱۱۔ تسلچ نزد پریدور (Teslic)

مغربی بوسنیا سے انتہا پسند فاشسٹ سرب فوجیوں کا یہ مرکز ہے اس کیمپ میں ایک ہزار سے زائد خواتین اور بچے قید ہیں۔ یہ کیمپ تسلچ سے 20 کلومیٹر دور ایک جنگل میں واقع ہے۔ بچ نکلنے والوں نے گواہی دی ہے کہ اس کیمپ میں 10 سال تک کی بچیوں کی بھی عصمت دری کی گئی ہے۔ وہ خواتین جو یہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئیں وہ اب زاغرب کے ہسپتالوں میں بچوں کو جنم دینے والی ہیں۔

13593

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12 - ریپاچ نزد بہاچ (Ripac Near Bihac)

مئی 1992ء کے آغاز میں سرب افواج نے اس علاقے کی مسلم اور کروٹ آبادی کا قتل عام کیا۔ کچھ لوگ بہاچ اور چازن کی طرف نکل گئے کچھ کو پکڑ کر اس کیمپ کے دیگر قیدیوں کے ساتھ قید کر دیا گیا۔

13 - لومنیچا نزد سیکوویچی تزلا کاؤنٹی (Lomnica Near Sekovic)

یہ ریپ / ڈیتھ کیمپ ہے جہاں 200 سے زائد 15 سال تک کی لڑکیاں کئی مہینوں سے جنسی تشدد جھیل رہی ہیں۔

14 - لیے سینیچا نزد بوسانسکا کروپا (Jesenica Near Bosanska Krupa)

یہ ریپ / ڈیتھ کیمپ مئی 1992ء میں قائم کیا گیا اس میں قید افراد کا تعلق بوسانسکا' کروپا' چازن اور ملحقہ علاقوں سے ہے۔

15 - کامن گراد' سانسکی موست کاؤنٹی (Kamen-Grad)

16 - دبوکی پوتوک (Duboki Potok)

یہ علاقہ کوہ کوزارا پر موستانچے خانقاہ کے پاس واقع ہے۔ اس کیمپ کو کب قائم کیا گیا؟ اس کے بارے میں معلومات نہیں ہیں لیکن یہاں پر بانیالوقا اور اس کے ملحقہ علاقوں سے خواتین کو پکڑ کر لایا گیا ہے اور انہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ یہاں پر قید خواتین کسی خاص عمر سے تعلق نہیں رکھتیں تاہم قیدی خواتین کی بڑی تعداد ایسی ہے جو بچوں کو جنم دینے کی عمر میں ہے۔

1- بوسانسکی گراوسکا
2- دپ -یلا آرا مشین نزد قوزاراق
3- آرا مشین۔ کوتور دروس
4- ولاگچی میں نجی گھر
5- کیفے پرچو' دوبوئے
6- دستالیا میں ہوٹل غالب اور کیفے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7- فرنیچر شو روم قاپاراد
8- بولئے کوو۔ پچا گاؤں کے مکانات
9- دوگو سچا میں کیفے سونیا
10- دراچا (سرائیوو) طلبہ کا ہاسٹل
11- سولاچ (نزد سرائیوو) کے مکانات
12- روگا تپچا کے آرتھوڈوکس پادری کا گھر
13- سیکنڈری سکول روگا تپچا
14- سپا ہوٹل ولینا ولاس
15- ملنے وینا کا ہوٹل
16- پرائمری سکول فوچا
17- پرائمری سکول کالنو وچ

(پریدور کے قریب واقع ترنوپولئے اور عومارسکا کے ریپ کیمپوں کو ریڈ کراس کے دورے کے موقع پر ختم کر دیا گیا تھا۔) (۴)

درندے اور مائیں بیٹیاں

سکول میں بجلی بند کر دی گئی تھی۔ لڑکیاں' عورتیں اور بچے ہال میں جمع تھے' رات کے اس اندھیرے میں سرب فوجی آئے' انہوں نے لڑکیوں کے چہروں پر ٹارچوں سے روشنیاں ڈالیں اور پھر اپنی پسند کی لڑکیاں منتخب کر کے انہیں ہجوم سے کھینچ کر باہر لے گئے۔ بعض ماؤں نے یہ "چالاکی" کی تھی کہ اپنی بیٹیوں کی لمبی گھنی زلفیں کاٹ ڈالی تھیں اور انہیں ڈھیلے ڈھالے' بے رنگ یا بدرنگ کپڑے پہنائے تھے' مقصد یہ تھا کہ یہ نوجوان لڑکیاں' لڑکے نظر آئیں مگر ان ماؤں کی ساری "چالاکیاں" دھری رہ گئیں۔ انہوں نے نوجوان خوبرو لڑکیاں چھانٹ لیں اور انہیں ساتھ لے گئے۔ منروا کی ساس نے ان فوجیوں سے التجا کی کہ وہ اس کی بہو کو نہ لیجائیں۔ اس نے ہاتھ جوڑے تو ان فوجیوں نے ایک قہقہہ لگایا اور منروا کی بجائے اس کی ساس کو ساتھ لے گئے۔ (۵)

کالینووک ریپ کیمپ

زیبا کی زندگی کا بدترین لمحہ وہ تھا جب شراب سے مدہوش ایک درجن سپاہی اس سکول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں گھس آئے جہاں ایک سو سے زیادہ نوجوان مسلم دوشیزائیں اور عورتیں (بچوں سمیت) پکڑ کر رکھی گئی تھیں۔ وہ سپاہی گنوں، گرینیڈوں اور دستی بموں سے مسلح تھے۔ زیبا کی سہیلی عمیرہ کے مطابق عورتوں کو دیکھ کر وہ چلائے۔ دیکھو تمہارے کتنے بچے ہو سکتے ہیں؟ اب تم ہمارے بچے جنو گی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ انہیں ان عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں جن کے بچے ہونے والے ہیں اور وہ انہیں حاملہ نہیں کر سکتے۔ دو بچوں کی ماں چھبیس سالہ زیبا اور گیارہ دوسری عورتیں اور لڑکیاں ان سرب فوجیوں نے کالینووک کیمپ سے سب سے پہلے چھانٹیں۔ وہ انہیں "کتیائیں" کہتے تھے۔ زیبا کے مطابق ایک شخص نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے مجھے چلنے کو کہا۔ میرے دونوں بچے مجھ سے چمٹے ہوئے تھے۔ میں انہیں چھوڑنے پر مجبور تھی اور وہ سمجھے کہ مجھے قتل کرنے کے لئے لیجایا جا رہا ہے۔ زیبا اور دوسری گیارہ عورتیں اور لڑکیاں جن میں سب سے کم عمر سولہ سالہ منیبہ تھی، کالینووک کے واحد ہوٹل میں لے جائی گئیں۔ ان میں پانچ عورتیں جن میں زیبا بھی شامل تھی، مشرقی بوسنیا کے قصبہ "گوگا" سے اور باقی اسی قصبہ کالینووک کی لڑکیاں تھیں۔

ان خواتین اور بچیوں پر کیا بیتی، اس کی داستان زیبا نے کچھ یوں بیان کی کہ "انہوں نے ہمیں ہوٹل کے کمرے صاف کرنے کو کہا، فرش دھونے کا حکم دیا پھر انہوں نے ہمیں کچھ کھانے کو دیا۔ یہ سب کچھ ایک منصوبہ بندی کے تحت ہو رہا تھا۔ اب کوئی شخص چلا نہیں رہا تھا۔ انہوں نے ہمیں روٹی، گوشت اور پانی دیا۔ کھانے کے بعد انہوں نے ہمیں اپنے ساتھ مختلف کمروں میں چلنے کے لئے کہا۔ دو سپاہی مجھے اٹھا کر اوپر لے گئے۔ دونوں شراب پئے ہوئے اور بہت غلیظ تھے۔ ان کی لمبی لمبی داڑھیاں تھیں اور وہ بھی غلاظت سے بھری ہوئی ان کی سانس سے شراب کی بدبو آ رہی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا میں اپنے دونوں معصوم بچوں یاسمین اور مرین کو دوبارہ دیکھ سکوں گی؟ ان میں سے ایک نے کہا دیکھ سکوں گی۔ میں سخت دہشت زدہ تھی کیونکہ ہمیں ہوٹل لے جاتے ہوئے وہ بچوں کو ہلاک کر دینے کی باتیں کر رہے تھے۔ پھر ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ اپنے کپڑے اتار دو۔ یہ حکم اس انداز میں دیا گیا کہ اگر اس کی تعمیل نہ ہوتی تو وہ میرا گلا کاٹ دیتے۔ پھر ان دونوں نے باری باری میری آبروریزی کی۔ اس کے بعد وہ مجھے باہر لے کر دوسری عورتوں کے پاس چھوڑ گئے۔ انہیں بھی میری طرح عورتیں لوٹ کر کمروں سے باہر لایا گیا تھا۔ ہم سبھی کو دوبارہ ہوٹل کی صفائی کا حکم دیا گیا۔ اس کے بعد وہ ہمیں سکول واپس لے گئے لیکن آبروریزی کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو سکا۔ پورے ایک مہینے تک دن رات انہوں نے یہ عمل جاری رکھا۔ دو اگست 92ء سے یہ سلسلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلا اور چھبیس دن تک ان عورتوں کی اجتماعی آبروریزی ہوتی رہی' بعض اوقات ایک عورت کو سات سات فوجیوں نے نشانہ بنایا۔ اگست اور ستمبر 92ء میں ہزاروں مسلمان خواتین اس جہنم سے گزریں ڈاکٹر سیند سیرچ نے فوجیوں کا شکار ہونے والی ان عورتوں کی مکمل فہرست اور ان کی عمریں لکھی تھیں۔ اس نے بچنے والی عورتوں میں سے سات کے حمل بھی گرائے۔ پانچ لڑکیوں کو یہ سرب فوجی اپنے ساتھ لے گئے۔ بظاہر وہ ان سے عصمت فروشی کرانا چاہتے تھے۔ یہ لڑکیاں دوبارہ اس علاقے میں نظر نہیں آئیں۔ ان عورتوں نے ان نوجوان مردوں کے نام بھی بتائے جنہیں بڑی بے دردی سے ذبح کیا گیا۔ ایک پڑوسی گاؤں میں اکثر عورتیں بھی بھون ڈالی گئیں۔ ان ستم زدہ عورتوں میں سے ایک نے ڈائری بنائی تھی جس میں وہ مسلمان عورتوں پر روزانہ ہونے والے مظالم کا اندراج کرتی رہی تھی۔ وہ ان میں سے بعض سرب سپاہیوں کو جانتی تھی۔ وہ "سفید عقاب" سے تعلق رکھتے تھے۔ (ایک امریکی ٹیم نے بھی جنگی مجرموں کی حیثیت سے ان کے ناموں کا اندراج کیا ہے۔)

کالینووک میں قید رہنے والے بہت سے بچے آج بھی خوف و دہشت سے لرزتے ہیں۔ ان کی ماؤں سے زیورات اور نقدی چھیننے کے لئے ان میں سے بہت سے بچوں کے گلوں پر چھرے رکھ دیئے گئے تھے۔

عصمت دری کا شکار خواتین اور بچیوں کے جو انٹرویوز دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ میں شائع ہوئے وہ رہتی دنیا تک انسانیت کو شرماتے رہیں گے۔

نیویارک ٹائمز کی رپورٹ

"ایک مسلمان خاتون جو سینکڑوں دوسری مسلمان خواتین کے ساتھ ایک سکول میں قید ہے' نے بتایا کہ ہمارے سرب پڑوسیوں نے ہمیں اس کیمپ میں بند کر رکھا ہے۔ وہ اس کیمپ سے اپنی پسند کی نوجوان لڑکیوں کو ایک ہال میں دھکیل دیتے ہیں اور بدقماش سربوں کو ان پر چھوڑ دیتے ہیں کہ ان کے ساتھ جو بھی کرنا ہے کرلو۔ یہ بدکردار اور بدقماش درندے سینکڑوں قیدیوں کے سامنے انہیں اپنی درندگی کا نشانہ بناتے ہیں۔ اس درندگی کا نشانہ بننے والی مسلمان لڑکیوں میں بیشتر کی عمریں بارہ تیرہ برس سے زیادہ نہیں ہوتیں۔ جو بچی چیخنے چلانے کی کوشش کرتی ہے اسے قتل کر دیا جاتا ہے اور ان کی لاشوں پر دوسری لڑکیوں کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔

اسی ریپ کیمپ میں ایک خاتون جنسی تشدد کا نشانہ بنائی جا رہی تھی کہ اس کی بچی بھوک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بلبلانے لگی۔ اس نے سربوں سے بچی کو دودھ پلانے کی اجازت مانگی تو انہوں نے بچی کا سر تن سے جدا کر دیا۔ خاتون کی چیخ نکل گئی۔ جو اس کی زندگی کی آخری چیخ تھی کیونکہ اس چیخ کے دوران ہی اس کے گلے پر بھی چھری پھیر دی گئی۔ (۵)

اس سرب تشدد کے نتیجے میں جو خواتین حاملہ ہو جاتی ہیں انہیں سرب بچے جننے کے لئے علیحدہ کیمپوں میں رکھا جاتا ہے۔ دو وقت کا کھانا کھلایا جاتا ہے اور نگرانی کی جاتی ہے کہ وہ سربوں کی محنت ضائع نہ کر سکیں۔

بریزوہ پولئے دریائے ساوا کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ سربوں نے جب اس گاؤں پر چڑھائی کی تو تمام شہریوں کو قید کر لیا اور انہیں عمر اور جنس کے مطابق چھانٹا گیا اور پھر انہیں وہاں منتقل کر دیا جہاں جس کے نصیب میں طے تھا۔ اس گاؤں میں نوجوان لڑکیاں بھی تھیں ان پر کیا بیتی وہ تفصیل درج ذیل ہے۔

حافظہ

23 سالہ حافظہ اس فوجی سے گلوخلاصی چاہتی تھی جو اس کی عصمت کو تار تار کرنے پر تلا ہوا تھا۔ حافظہ نے چلانا اور چیخنا شروع کر دیا اس نے اس فوجی کو واسطے دیئے اور کہا کہ تمہاری بھی کوئی ماں بہن ہوگی یا گھر میں کوئی خاتون ہوگی۔ فوجی چلایا میرا کوئی نہیں۔ اس فوجی نے جبراً حافظہ کی عصمت دری کر ڈالی۔ زورنک کے قریب واقع گاؤں لپ لئے (Liplje) سے تعلق رکھنے والی چار نوجوان لڑکیوں کو سربوں نے گرفتار کر کے ایک کیمپ میں قید کیا جہاں دس دنوں تک ان لڑکیوں کی عصمت تین یا تین سے زائد سرب' تار تار کرتے رہے۔

وسیع پیمانے پر عصمت دری کے لئے 17 جون 92ء کو ہی تمام تر انتظامات اس وقت کر لئے گئے تھے جب سربوں نے "بریزوہ" پر قبضہ کیا تھا۔ انہوں نے 18 برس سے ساٹھ برس کے مردوں کو بسوں میں بھر کر برچکو کے قریب واقع بدنام زمانہ لوکا کے کیمپ میں تفتیش کے لئے بھیج دیا جہاں ہر دس میں سے نو قیدی ذبح کر دیئے گئے۔ بعد ازاں انہوں نے ایک ہزار خواتین' بچوں اور بوڑھے لوگوں کو آٹھ بسوں میں ٹھونس کر مسلح افراد کی کڑی نگرانی میں "بان بردو" نامی علاقے کی جانب دھکیل دیا۔ ان و حشتناک راتوں کے دوران میں ان قیدیوں کو مکمل بھوکا پیاسا رکھا گیا۔ محاذ جنگ سے واپس آنے والے سرب فوجی ان بسوں سے خواتین اور لڑکیوں کو چھری دکھا کر جبراً نامعلوم مقام پر لیجاتے اور صبح ایسی حالت میں واپس پھینک جاتے کہ ان کا لباس پھٹا ہوا اور خون آلود ہوتا۔ آخر میں قیدیوں کے اس گروپ کو کپارد (Caparde) لیجایا گیا جہاں "

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زلیکوایر کن" کے باقاعدہ دستوں نے ماؤں کو زبردستی ان کی بچیوں سے جدا کر دیا ان ماؤں کو بسوں میں بھر کر لیجایا گیا اور ایک جنگی علاقے میں ڈال دیا گیا۔ تمام بچیوں کو پانی لانے کے لئے بھیج دیا گیا کچھ بچیاں دو گھنٹے بعد واپس آئیں اور جبکہ باقی اگلی صبح۔ ان کی حالت یہ تھی کہ جونہی وہ بیٹھتیں ان کی چیخیں نکل جاتیں۔

یہ مائیں 12 جون 93ء کو اپنی بچیوں کے بغیر خستہ حالت میں اور سفر کی تھکان سے چور تزلا پہنچیں یہاں سے یہ مائیں پھر 12 میل کا تھکا دینے والا پہاڑی سفر کرنے لگیں۔ یہ علاقہ جنگی علاقہ تھا اور راستے میں جا بجا انسانی لاشے اور جانوروں کے ڈھانچے پڑے ہوئے تھے۔ سڑک پر بچھی ہوئی بارودی سرنگوں کے پار' مذاکرات کے نتیجے میں ان کی بچیاں چار دن کے بعد تھکی ماندی اور پتھرائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ واپس پہنچیں۔ ان میں سے ہر بچی کے ساتھ زیادتی کی گئی تھی ان کی عصمت دری کرنے والے سرب فوجی نہایت گندے اور بدبو دار افراد تھے اور بعض سرب فوجی تو خود خون آلود تھے۔ ان بچیوں کا ایک المیہ اور بھی ہے اور وہ یہ کہ ان میں سے ہر ایک کا بھائی یا والد یا ماں اس جنگ کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں اور عصمت دری نے ان کی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کو اخلاقی شرم کا سامنا ہے۔ یہ سب لڑکیاں دیہات سے تعلق رکھتی ہیں۔ 25 سالہ حرا کے بقول "ہم سب کچھ لٹا بیٹھی ہیں۔ ہمیں تنہا کر دیا گیا ہے۔ ہر وہ عورت جس کی عصمت تار تار کی گئی کو شرم کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔"

17 سالہ "میرہ" کے مطابق "جس شخص نے اس سے زیادتی کی اس نے ہاتھ میں گرینیڈ اٹھایا ہوا تھا اور اسے استعمال کرنے کی دھمکی دیکر کہا کہ تمام سرب بہت اچھے ہیں اور میں بھی ایک اچھا سرب ہوں اگر میں اپنی ہوس پوری نہ کرسکا تو بم مار کر تمہارے ساتھ ساتھ مجھے بھی ہلاک کر دیا جائے گا کیونکہ سرب حکام کی جانب سے اسے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سرب فوجی کو اپنے کئے پر کوئی ندامت نہ تھی۔"

اسی گاؤں کی ایک اور لڑکی نے اپنی کہانی یوں بیان کی کہ "میری آنکھوں کے سامنے میرے ماں' باپ' شوہر اور چار سالہ بچے کو ہلاک کر دیا گیا۔ سربوں نے اسے قتل کرنے کے بجائے ایک فوجی ہسپتال میں بھیج دیا۔ جہاں وہ دن بھر کام کرتی مگر رات بھر سربوں کی ہوس کا شکار ہو جاتی وہ بخار میں مبتلا تھی اور دو سے تین ماہ تک اسی عمل سے گزرتی رہی۔

شرم و حیا کے مارے ان خواتین کی خواہش یہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی حصے میں اگر انہیں جانے کا موقع مل گیا تو وہ بوسنیا فوراً چھوڑ جائیں گی اور اپنی رسوائی سے بچنے کے لئے کبھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲ نیا دلی آنے کا ارادہ نہیں کریں گے۔ (۱)

پڑوسی کی درندگی

نیویارک ٹائمز کو انٹرویو دینے والی عورت ایک مسلمان رہنما کی بیوی ہیں۔ ان کی بے حرمتی کے لئے ان کے ہی ایک سرب پڑوسی کو منتخب کیا گیا اور شدید تشدد کے بعد نیم بے ہوشی کے عالم میں بے حرمتی کی گئی۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے اپنی نوعمر بیٹی کی چیخیں سنیں جو سربوں کے قہقہوں کے دوران جنسی تشدد کا نشانہ بنائی جا رہی تھی۔

مظلوم کی سسکیاں

ایک مظلوم لڑکی نے سسکیاں بھرتے ہوئے بتایا کہ "مجھے اور میری سہیلی کو ایک مجمع سے باہر نکال کر ایک ویران گھر میں لے جایا گیا اور وہاں میری عصمت دری کی گئی۔ بعد میں قہقہے لگاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اب یہ کنواریاں نہیں ہیں۔"

اسی طرح کا ایک اور اندوہناک واقعہ ایک بارہ سالہ بچی کے ساتھ پیش آیا۔ اسے اس کے گاؤں جیلیک سے اٹھا کر فوچا کے قریب ایک کیمپ میں لایا گیا جہاں ستر دوسری عورتیں' بچے مرد اور بوڑھے موجود تھے۔ اس کیمپ میں اس بچی کو شیطانی ہوس کا نشانہ بنایا گیا۔ اس بچی نے روتے ہوئے بتایا کہ اسے مختلف سربوں نے نو راتوں تک تشدد کا نشانہ بنایا۔ (۸)

سلمٰی اور عرفانہ کی داستان غم

جولائی 92ء کا وہ دن بھیانک ترین دن تھا جب سرب فوجی سلمٰی کے گاؤں "رضوانودبچی" میں گھس آئے تھے۔ وہ مسلمان عورتوں کو ان کے گھروں سے کھینچ کھینچ کر نکالتے رہے۔ چار سو عورتوں کو پڑوس کے ایک گھر میں بند کیا گیا۔ یہ عورتیں دہشت زدہ تھیں۔ ان چار سو عورتوں کے گروہ میں سے دو فوجیوں نے سلمٰی اور اس کی سہیلی عرفانہ کو نکالا۔ ان فوجیوں کے گلے میں فوجی تمغے لٹکے ہوئے تھے۔ انہوں نے فوج کی مخصوص خاکی وردی پہنی ہوئی تھی۔ سلمٰی کے ساتھ انہوں نے وہی کچھ کیا جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ سرب وحشیوں نے ان دو لڑکیوں کے مال غنیمت کو اپنے دوستوں میں بھی تقسیم کیا۔ وہ قہقہے لگاتے اور عفت مآب لڑکیوں سے درندگی کا سلوک کرتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری کوئی بہن نہیں؟

اس شیطانیت کے بعد سلمٰی اور عرفانہ کو ایک طرف پھینک دیا گیا۔ یہ دونوں اپنی بے بسی پر آنسو بہا رہی تھیں کہ ایک فوجی واپس آیا اور سلمٰی کو پکڑ کر اپنے کمانڈر کے پاس لے گیا۔ اس کمانڈر نے سلمٰی کو حکم دیا کہ اپنے کپڑے اتارو اور پلنگ پر لیٹ جاؤ۔ وحشت و حیوانیت اس کی آنکھوں سے ٹپک رہی تھی۔ پھر وہ سلمٰی کا جسم نوچنے لگا۔ سلمٰی نے اس سے پوچھا تمہاری کوئی بیوی نہیں ہے۔ اس نے قہقہہ لگا کر جواب دیا نہیں میری کوئی بیوی نہیں ہے۔ سلمٰی نے مزید کہا' تمہاری کوئی بہن ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں میری ایک بہن ہے۔ اس پر سلمٰی نے کہا کیا تم اپنی بہن کے ساتھ بھی یہی کچھ کرتے ہو جو مجھ سے کر رہے ہو۔ اس پر کمانڈر کو شرم آگئی وہ پلنگ سے نیچے اترا اور کہا کہ کپڑے پہنو اور یہاں سے فوراً چلی جاؤ (9)

بہت سی لڑکیاں دم توڑ گئیں

ظلم کی انتہا یہ ہے کہ جنسی درندگی کا نشانہ بننے والیوں میں سے چار سال تک کی بچیاں بھی شامل ہیں۔ ان معصوم لڑکیوں کو کئی بار جنسی ہوس کا نشانہ بنایا گیا۔ اس عمل میں جہاں اجنبی فوجی شامل تھے وہاں غیر مسلم پڑوسی بھی شریک ہوئے۔ یوں اجتماعی آبروریزی کی شکار بہت سی لڑکیاں دم توڑ گئیں۔ سب فوجی' مسلمان عورتوں کو اکٹھا کر کے اپنے کیمپوں میں لے جاتے اور ان سے مل کر من مانی کرتے۔

مکمل گاؤں--- ریپ کیمپ

بعض اوقات پورے کے پورے گاؤں کو ریپ کیمپ میں تبدیل کیا گیا۔ مشرقی بوسنیا میں ملئے وینا بھی اسی قسم کا گاؤں تھا جہاں کم از کم ایک سو مسلمان خواتین کی عصمت دری کی گئی۔ بیس سالہ عائدہ کی عصمت پر اس کے پڑوسی دراگان نے حملہ کیا۔ دراگان ایک سرب پولیس مین تھا۔ عائدہ نے اس کی بہت منت سماجت کی لیکن وہ اندھا ہو رہا تھا۔ دراگان نے جواباً کہا کہ یہ جنگ ہے یہاں کوئی قانون نہیں۔ (10)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹیوں کے سامنے رسوائی

تئیس سالہ راسما جو دو بیٹیوں کی ماں ہے' کو اس کی دونوں بیٹیوں کے سامنے عصمت دری کا نشانہ بنایا گیا۔ جب راسما نے مزاحمت کی کوشش کی تو اس کا گلا کاٹ دینے اور اس کی بچیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی دھمکی دی گئی۔ ان لیٹروں میں سے ایک نے کہا کہ اگر ہم تمہارے ساتھ یہ نہیں کریں گے تو ہمارے افسر ہمیں مار ڈالیں گے۔ (۱۱)

فوچا شہر (Foca) کی داستان

ہر رات کو وہ دس یا اس سے زائد مسلم خواتین کا انتخاب کرتے بندوق بردار ایک شخص رہنمائی کرتا اور پھر قریبی گاؤں میں عصمت دری کی جاتی۔ یہ بات ایک 27 سالہ خاتون نے امریکی روزنامے نیوزڈے کو ایک انٹرویو میں بتائی۔ اس خاتون کو محض ایک شب میں 6 بار جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ گواہوں کے مطابق ایک خاتون کو بھی جنسی ہوس کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ گھناؤنے جرائم فوچا کے پارٹیزن سپورٹس ہال میں کئے گئے۔ فوچا مشرقی بوسنیا کا ایک مسلم اکثریتی شہر تھا۔ اس ہال کو کئی بار بچوں اور خواتین کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے بھی استعمال میں لایا گیا لیکن 1992ء میں جون اور اگست کے دوران میں تو یہ صرف ریپ کیمپ کی شکل اختیار کر گیا۔ اس میں 74 افراد گرفتار تھے جن میں سے خواتین کی تعداد 50 تھی۔ اس ریپ کیمپ کی خصوصی بات پولیس سٹیشن کی قربت تھی۔ بہت سے لوگوں نے پولیس اسٹیشن میں اس گھناؤنے جرم کی بارہا شکایت کی لیکن ہر بار یہی جواب ملا کہ انہیں مداخلت کے اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ اس شہر میں اختیارات کے مالک بوسنیائی سرب رہنما رادو وان کراوزچ کے 3 رفقائے کار کو حاصل ہیں اور ان تین افراد میں سے ایک ولیبراوتی پچ ہے جو خود ساختہ سرب بوسنیائی حکومت میں وزیر ہے جبکہ بقیہ رادو وان کے قریبی معاونین ہیں۔ ان افراد نے اپریل 92ء میں فوجی حملے کے ذریعے اس شہر پر قبضہ جمایا تھا اور پھر اس شہر کے انتظامی اختیارات حاصل کر لئے تھے۔ حتیٰ کہ پولیس سٹیشن کے سامنے اپنے محافظ دستے کھڑے کر دیئے۔ پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ نسلی تطہیر کی اس مہم میں عصمت دری کے کھیل کو جاری رکھنے والے سربیا سے تعلق رکھتے ہیں اور ان سربیائی فوجی دستوں کو بوسنیا کے مقامی انتہا پسند سربوں کی امداد حاصل ہے لیکن بعد کی تحقیقات خصوصاً نیوزڈے کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ گھناؤنا فعل سرانجام دینے والے خود کراوزچ کے اندرونی حلقوں سے تعلق رکھتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انہی اندرونی حلقوں کی جانب سے ایسے اقدامات کی ہدایات دی جاتی ہیں۔ نیم فوجی دستوں کو حملے کا حکم دینے کے بعد علاقے کو فتح کرنے اور غیر سربوں سے "پاک" کرنے کو کہا جاتا۔ یہی معاملہ فوچا کے بارے میں اختیار کیا گیا پہلے فوچا کو غیر سرب افراد سے "پاک" کیا گیا پھر کنسنٹریشن اور ریپ کیمپ قائم کئے گئے اور انہی کے احکامات پر تمام مساجد اور ہر وہ نشان اور شائبہ جو اس علاقے کی طویل اسلامی تاریخ سے متعلق تھا حرف غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔

کراوزچ جسے خود مغربی دنیا جھوٹا شخص قرار دیتی ہے' نے کہا کہ بوسنیا میں سربوں کے مفتوحہ علاقوں میں کسی بھی منظم عصمت دری کا معاملہ میرے علم میں نہیں ہے محض 18 کیس ایسے ہیں جس کے بارے میں یہ بات صحیح ہے تاہم عصمت دری کے مرتکب نفسیاتی مریض تھے جبکہ وسیع پیمانے پر عصمت دری مسلم ملاؤں کا پراپیگنڈہ ہے۔ (۱۵)

سمیرہ کی مظلومیت

اس نے زرد رنگ کا ٹریک سوٹ پہن رکھا ہے جو اسے ہسپتال کی طرف سے دیا گیا ہے۔ اس کے بال ایک چٹیا میں بندھے ہوئے ہیں اس کی کشادہ بھوری آنکھوں میں کوئی چمک نہیں ہے۔ ڈاکٹر کی رپورٹ کے مطابق سمیرہ 1989ء میں پیدا ہوئی تھی وہ بول براز کے اخراج میں شدید تکلیف میں مبتلا تھی کیونکہ جنسی تشدد کی اس پر انتہا کر دی گئی تھی۔ جب سمیرا کو اس کے ماں باپ کے حوالے کیا گیا تو وہ بے ہوش تھی اور اس کے منہ سے جھاگ نکل رہے تھے اس کا زیر جامہ غائب تھا اور ٹانگوں کے بیچ خون بہہ رہا تھا۔ اس کی ماں صابریہ اسے باہر لائی اور ایک نلکے کے نیچے ٹھنڈے پانی سے اسے نہلایا تاکہ وہ ہوش میں آسکے۔

سمیرہ اور اس کی ماں مارچ 93ء میں تزلا کے ہسپتال میں داخل تھیں وہ جان بچا کر مشرقی بوسنیا سے تزلا پہنچے۔ سمیرہ جس کی عمر اس ہمیبانہ جنسی تشدد کے وقت محض ساڑھے تین برس تھی۔ اس کی داستان الم کو مغربی صحافی نے بیان کیا۔ سمیرہ اور اس کی ماں کی داستان الم کچھ یوں ہے کہ سمیرہ کی ماں صابریہ نے 12 سال کی عمر میں سکول چھوڑ دیا اور 15 برس کی عمر میں حسن سے اس کی شادی ہوگئی۔ اس وقت حسن کی عمر 22 سال تھی اور وہ ویگن ڈرائیور کی حیثیت سے ایک اچھی ملازمت کر رہا تھا۔ صابریہ اپنے شوہر کے ساتھ اس کے گھر میں منتقل ہوگئی حسن کا گھر زورنک کے مرکز میں واقع تھا 15 مئی 92ء تک حسن ویگن چلاتا اور صابریہ کھیتوں میں کام کرتی۔ اس دن یعنی 15 مئی کی دوپہر کو صابریہ اپنے گاؤں سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر واقع اپنی نند کے کھیتوں میں آلوؤں کی کاشت اور اس سے ملاقات کے لئے ایک سرنگ سے گزر رہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ سمیرہ اور اس کی دوسری بیٹی جس کی عمر محض 3 ماہ تھی' اس کے ہمراہ تھیں۔ اچانک سات آدمی نمودار ہوئے اور انہوں نے صابریہ اور اس کے بچوں کو گھسیٹ کر ایک بند ٹرک میں ڈالدیا۔ وہ سمیرا کو گالیاں دینے لگے اور کہتے رہے کہ تم مسلمان کتیا ہو۔ اس ٹرک کی سطح پر خون تھا جس کی وجہ سے اس کے جوتے خون سے لتھڑ گئے۔ انہوں نے صابریہ پر اس دوران میں کسی قسم کا تشدد نہ کیا۔ ڈیڑھ گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد یہ ٹرک پلی نیچا نامی علاقے میں پہنچا۔ پلی نیچا جنگ سے قبل مرغیوں کا فارم تھا یہاں کے باڑے مرغیوں سے بھرے رہتے تھے لیکن اب کیفیت یہ بن گئی کہ ان مرغیوں کی جگہ ان باڑوں میں انسان بند تھے۔ ان افراد کو زورنک' تزلا اور ولاد نیچا سے پکڑ کر لایا گیا تھا۔ اس میں اتنے لوگ ٹھونس دیئے گئے تھے کہ سانس لینا بھی دشوار تھا۔ ان افراد میں جو فرد دم گھٹنے سے گر جاتا اسے باہر نکال کر اس کی جگہ نئے افراد کو ٹھونس دیا جاتا۔ اولود گاؤں سے لایا جانے والا مصطفیٰ نامی لڑکا نہایت بہادر نوجوان تھا اس نے اس سربریت کے سامنے مزاحمت کی اور صابریہ وغیرہ کو بچانے کی کوشش کی اس نے لوگوں کو ایک طرف دھکیل کر صابریہ اور اس کے بچوں کو تازہ ہوا فراہم کرنے کی کوشش کی۔ یوں اس نے صابریہ اور اس کے بچوں کی زندگی بچائی۔ دو راتیں گزرنے کے بعد زورنک ہسپتال کی ایک نرس یہاں آئی وہ 21 سالہ سرب خاتون تھی۔ اس سفاک سرب نرس نے عامرہ کو جس کی اس وقت عمر محض 3 ماہ تھی۔ ٹانگوں اور بازوؤں سے پکڑ کر سامنے والی دیوار سے زور سے ٹکرایا اور کہا کہ کہاں ہے تمہارا عالیجاہ عزت بیگ (بوسنیا کے مسلمان صدر) اس کے بعد وہ صابریہ کو ایک کمرے میں لے گئی۔ اس کمرے کے فرش پر گھاس پھونس پڑی ہوئی تھی اور ساتھ ہی دیگر دس خواتین بھی یہاں موجود تھیں۔ ان خواتین کی عمریں برس سے اوپر تھی مگر صابریہ ان خواتین میں واحد خاتون تھی جو یہاں اپنے بچوں سمیت لائی گئی تھی۔ اگلے کمرے میں 15 سے 19 سال کی عمر کی لڑکیاں تھیں۔ ہر شب یہاں سے ان لڑکیوں کو باہر کہیں لیجایا جاتا۔ ایک رات اس کیمپ میں دو آدمی آئے اور وہ صابریہ کی بیٹی سمیرہ کو اس سے چھین کر لے گئے۔ بچی کو گئے ہوئے چوبیس گھنٹے گزر چکے تھے کہ آدھی رات کو ایک آدمی اندر آیا اور صابریہ سے کہا کہ وہ اس کے ساتھ چل کر اپنی بچی واپس حاصل کرلے۔ صابریہ اس آدمی کے ساتھ چل پڑی۔ وہ ایک کمرے میں پہنچے۔ یہ کمرہ خالی تھا تاہم اس کمرے میں صرف ایک میز موجود تھی۔ انہوں نے صابریہ کو اپنا لباس اتارنے پر مجبور کر دیا۔ 7 آدمی اس پر پل پڑے ان سب نے اس کی عصمت کو تار تار کیا۔ اس کمرے کے درمیان ایک پردہ لٹکا ہوا تھا۔ اپنی درندگی کا مظاہرہ کرنے کے بعد وہ افراد بولے جاؤ اور اپنا بچہ اٹھالو۔ صابریہ اس پردے کے پیچھے چلی گئی۔ سمیرہ وہاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برہنہ حالت میں پڑی ہوئی تھی' اس کا سر ضربوں کے باعث نیلا ہو چکا تھا اور اس کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا اس کی پینٹ غائب تھی اور ٹانگوں کے بیچ خون بہہ رہا تھا۔ ان ظالموں نے ساڑھے تین سال کی بچی کو بھی نہیں بخشا تھا۔ اس معصوم بچی کی عصمت بھی ان درندوں کے ہاتھوں محفوظ نہ رہ سکی۔ یہاں سے اسے باتکووچ کے کیمپ میں منتقل کر دیا گیا ور یہاں 4 ماہ تک اس پر ظلم و تشدد کیا جاتا رہا۔ قیدیوں کے تبادلے کے نتیجے میں وہ 93ء کے اوائل میں رہا ہوئی اور اسے سیرسکا نامی محصور گاؤں میں بھیجا گیا سیرسکا پہلے ہی 11 ماہ سے محصور تھا وہ وہاں سے پندرہ دن تک پیدل سفر کرکے پہاڑوں کے راستے تزلا پہنچی۔ اس نے یہ فیصلہ اس لئے کیا تھا کہ اس کے شوہر کو جنوری 93ء میں سربوں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ غموں کا بوجھ اٹھائے وہ اپنے بچوں کے ہمراہ خطرناک سفر طے کرکے تزلا پہنچی صابریہ کے ساتھ اور بہت سے افراد بھی تھے لیکن سبھی کے نصیب میں بحفاظت منزل مقصود تک پہنچنا لکھا نہیں تھا اس لئے بہت سے افراد برف میں دھنس کر ہلاک ہوگئے اور بہت سے افراد بھوک پیاس کے سبب اتنے کمزور ہو چکے تھے کہ ان کے لئے چلنا تک ممکن نہیں رہا تھا۔

اب صابریہ اپنے بچوں سمیرہ اور عامرہ کے ہمراہ ہسپتال میں موجود ہے۔ سب سے بڑھ کر خوفناک بات یہ ہے کہ سمیرہ کو بالکل چپ لگ گئی ہے اور وہ ہر وقت اپنی ماں سے مارے خوف کے چمٹی رہتی ہے۔ مستقبل میں اگر اس کی بچی اس سے ہونے والے ظلم کے بارے میں دریافت کرے گی تو وہ کیا جواب دے گی۔ (13)

ایوننگ ٹائم گلاسکو کی رپورٹ

محمد کی ماں ایک بوسنیائی مسلمان خاتون ہے۔ اسے سربوں کے قائم کردہ ریپ کیمپوں میں سے ایک کیمپ میں رکھا گیا تھا۔ اسے (محمد کو) شاید یہ کبھی پتہ نہ چل سکے گا کہ اس کا باپ کون ہے۔ وہ ان بیس یا اس سے زائد سرب فوجیوں میں سے کسی ایک کا بیٹا ہے جنہوں نے اس کی ماں کی عصمت کو کئی راتوں ایک کیمپ میں تار تار کیا تھا۔ محمد ان تیزہ ہزار بچوں میں سے ایک ہے جو 93ء کے آخر تک عصمت دری کے کھیل کے نتیجے میں جنم لیں گے۔ یہ ان حاملہ خواتین کی تعداد ہے جنہیں بوسنیا بھر کے بیالیس ریپ کیمپوں میں جنسی ہوس کا نشانہ بنایا گیا۔ ان کیمپوں میں یہ گھناؤنا عمل ہنوز جاری ہے۔ خواتین کو مسلسل حاملہ کیا جا رہا ہے۔ دیگر حاملہ خواتین کی مانند محمد کی ماں کو بھی اس وقت تک نہیں رہا کیا گیا جب تک وہ اس کیفیت تک نہ پہنچ گئی کہ اسقاط حمل زندگی کے لئے خطرہ بن جائے۔ (14)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکامات کی تعمیل

ایسے ثبوت ملے ہیں کہ سپاہیوں کو کمانڈروں نے لذت حاصل کرنے کے لئے اپنے سامنے ریپ کرنے اور پھر ان عورتوں کو قتل کرنے کے احکامات دیئے۔ ایک جنگی قیدی کے بیان کے مطابق اس کے سامنے اٹھارہ سال کی دو لڑکیاں لائی گئیں۔ ان کے جسموں پر کوڑے برسائے گئے تھے۔ سرب فوجیوں نے کہا کہ اگر تم نے ان کی عصمت دری نہ کی تو تمہیں گولی مار دی جائے گی۔ اس وقت یہ دونوں لڑکیاں سسکیاں بھر رہی تھیں اسکے بعد ریپ کیمپ سے تین لڑکیاں اسی مقصد کے لئے لائی گئیں۔ اس عمل کے دوران سرب فوجی ان کے گرد دائرہ بنا کر کھڑے ہوگئے اور ہنستے رہے۔ یہاں پانچ چھ سو مسلمان قید تھے۔ دو مسلمان مردوں کو لایا گیا۔ مذکورہ جنگی قیدی کو حکم دیا گیا کہ وہ انہیں قتل کر دے۔ اس نے انکار کیا کہ انہوں نے میرا کچھ نہیں بگاڑا ہے تو اسے کہا گیا کہ تمہیں انہیں قتل کرنا پڑے گا ورنہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اس نے ان دونوں کے سینے میں گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ پھر دو مزید قیدی لائے گئے ایک سپاہی نے اسے خنجر تھما دیا اور کہا کہ اب انہیں ذبح کر دو۔ اس نے کچھ ہچکچاہٹ برتی تو ایک فوجی نے کہا کہ میں تمہیں طریقہ بتاتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے خنجر ہاتھ میں پکڑا ایک قیدی کو سر کے بالوں سے پکڑا اس کا سر پیچھے کو جھکایا اور اس کا گلا کاٹ دیا۔ (15)

تحقیقات کرنے والوں کے حوالے سے اینسٹی انٹرنیشنل کا کہنا ہے کہ فوج، پولیس اور نیم فوجی دستوں نے خواتین کی عصمت دری کے لئے باقاعدہ کیمپ قائم کئے یا بعض مقبوضہ علاقوں کو ہی ریپ کیمپوں میں تبدیل کر دیا۔ ولینا ولاس ہوٹل اور وسگراد کے ریپ کیمپوں کو سربیا کے نیم فوجی دستے Berli-Orlovi نے اہتمام کے ساتھ چلایا۔ ایک عورت کو وسگراد کے تھانے میں ایرکن کے حامیوں نے جنسی ہوس کا نشانہ بنایا۔ (16)

آیئے دیکھتے ہیں کہ جنگ کے دوران عصمت دری کو کس طرح استعمال کیا گیا۔ بلقان کی ریاستوں میں نسلی شناخت ناقابل فراموش قدر ہے۔ بوسنیا کے مسلمانوں کی اجتماعی عصمت دری کے واقعات ان کی قومی، مذہبی اور ثقافتی شناخت کے پرخچے اڑانے کے لئے کئے گئے۔ سرب، عصمت دری، اور جبری حمل کے ذریعے انتقامی کارروائی کر رہے ہیں اور اسے مسلمانوں کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ لندن یونیورسٹی کے

Institute of slovanic and Eastern Europe Studies

کے مارک ولر نے بلقان کے معاملات پر یوں رائے زنی کی ہے کہ "سابقہ یوگوسلاویہ میں قومیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نسلی شناخت باقی رہی اور یہ انتہائی ذلت ہے کہ کسی کی نسل اور اس کی نسلی شناخت کو ہی مٹا دیا جائے۔"

مذہبی بنیادوں پر نسلی تطہیر کے ذریعے پوری نسل کو مٹانے کا انتظام خوبصورتی سے کرلیا گیا ہے۔ سرب اس بارے میں فکر مند نہیں ہیں کہ عصمت دری کے بعد پیدا ہونے والے بچوں کو کیا بنے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ بچے سرب تو نہیں ہونگے بلکہ مخلوط نسل سے ہونگے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان کا مقام بھی کمتر ہوگا۔ بلقان کے مسئلے نے ایک ایسی تکون کی شکل اختیار کرلی ہے جس میں انسانی وقار کو صفحہ ہستی سے اس طرح مٹایا جاتا ہے کہ ظلم و ستم کا معمولی سا نشان بھی باقی نہیں رہتا۔

جنگ عظیم کے بعد کے زمانے میں صورت حال اس قدر بدل چکی ہے کہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ مذہبی جنگ کہیں تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ اس جنگ کے آغاز سے ہی جبری عصمت دری کو اسی طرح ضروری تصور کیا گیا جس طرح کہ بمباری کو ضروری سمجھا گیا اور یہ بات تو مشہور ہے کہ روم کی تعمیر Sabines کے ساتھ بدکاری کی بنیاد پر رکھی گئی تھی۔ جوزف سٹالن نے جنگ کے دوران میں عصمت دری کے ہتھیار کے بارے میں اپنی رائے دی تھی کہ "کیا تم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ جب ایک سپاہی آگ اور خون کے ہزاروں کلومیٹر طے کرلے تو کیا اسے کسی عورت سے لطف اٹھانے کا حق نہیں ہے۔" 1943ء میں سوویت فوجوں نے بیس لاکھ جرمن عورتوں کی عصمت دری کی تھی اور یہ جواب تھا اس عصمت دری کا جو کہ نازی فوجی روسی عورتوں کے ساتھ کرتے رہے تھے لیکن بوسنیا کے مسلمان تو کبھی بھی ایسے گھٹیا جرم کے مرتکب نہیں ہوئے تھے۔

تمام مہذب ممالک کی افواج یہ سبق سیکھتی ہیں کہ جنگ کے دوران میں بے احتیاطی یا زنا کاری کی صورت میں انہیں کورٹ مارشل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ تو ان افسران کی ذمہ داری ہے کہ وہ نوجوان فوجیوں کو اپنی حدود سے باہر نکلنے سے باز رکھیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ افسران کے یونٹ عصمت دری اور وحشیانہ مظالم میں ملوث نہیں ہونگے لیکن جنگ عظیم دوم میں تو اس کے سراسر برعکس ہوا۔ مگر بوسنیا کے معاملے سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ افسران کے گروپ (مثلاً سفید عقاب) اجتماعی عصمت دری کو اجتماعی اتحاد کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی فوجی افسر دوسرے لوگوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کی عصمت دری میں شریک نہیں ہوتا تو اس کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ غدار ہوگیا ہے اور اس نے مقدس سربیائی خون سے بغاوت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات نوجوان سرب فوجی صرف اس لئے بدکاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں تاکہ ان کے انچارج اور افسران بالا ان سے خوش ہوں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ کام کرکے ان کے افسران اسی طرح خوش ہونگے جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے کے کسی کارنامے پر خوش ہوتا ہے عصمت دری کے ثبوت کو فوجی یونٹ کی بہادری اور شجاعت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

ہارورڈ سکول برائے پبلک ہیلتھ کے بحالی مہاجرین کے پروگرام کے ڈائریکٹر کا کہنا ہے کہ اہل کمبوڈیا میں ایک ضرب المثل عام ہے۔ "عورت روئی کی طرح ہے اور مرد ہیرے کی طرح۔ اگر ہیرے کو کیچڑ میں پھینک دیا جائے تو وہ صاف ہو جائے گا لیکن اگر روئی کیچڑ میں گر پڑے تو وہ برگ و بار لے آئے گی۔"

بوسنیا میں روئی اور ہیرے والی بات بالکل صحیح ثابت ہو رہی ہے اور جبری عصمت دری کے اثرات دیکھئے کہ عموی حالات میں بوسنیا میں شوہر بیوی کو اتنا ہی مورد الزام ٹھہراتا ہے جتنا عصمت دری کے مرتکب مرد کو۔ زنا کی کوئی بھی شکل تباہ کن ہے۔ اس سے سماجی ڈھانچہ تار تار ہو جاتا ہے اس سے عورتوں ہی کی ذلت' رسوائی اور پسپائی نہیں ہوتی بلکہ ان مردوں کی بھی ذلت ہوتی ہے جو ان عورتوں کے محافظ ہوتے ہیں۔

موت غموں سے چھٹکارا دے دیتی ہے لیکن عصمت دری کا نشانہ بننے والیوں کو ہر روز خوف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تیس سالہ صوفیہ سے چھ ماہ تک ہر رات پانچ پانچ چھ چھ سرب فوجی زیادتی کرتے رہے اب وہ سرائیوو کے ہسپتال میں اپنے گھر والوں سے چھپتی پھرتی ہے۔ یہ احساس لئے کہ ایک نامطلوب بچہ اس کے پیٹ میں پرورش پا رہا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میں اسے دودھ نہیں پلاؤنگی۔ رات کو وہ خواب میں بڑبڑاتی رہتی ہے کہ کیا وہ اپنے ہونے والے بچے کو قتل کرے یا نہ کرے۔ (17) بہت ساری عورتیں تو ایسی بھی ہیں جو شرم و حیاء کی بنا پر اپنے ساتھ پیش آنے والے ایسے واقعات کا ذکر نہیں کر سکتیں۔ وسطی بوسنیا کے شہر زی نیچا کے ہسپتال کے نیورو سائیکاٹرک ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ ڈاکٹر محمد کا کہنا ہے کہ مسلمان عورتیں اسلامی ماحول میں پروان چڑھی ہیں۔ غیر قانونی جنسی فعل کا ارتکاب عورت کے لئے نہایت سنگین معاملہ ہے خواہ اس کی مرضی سے کیا گیا ہو یا اس کی مرضی کے خلاف۔ ان کا کہنا ہے کہ خاندان کے افراد ایسے واقعات کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ (18)

ایک اور اندوہناک امر یہ ہے کہ مظلوم اور معصوم عورتوں اور لڑکیوں سے جبری آبروریزی کے یہ وقوعات ان کے والدین' رشتہ داروں اور حتی کہ ان کے بچوں کے سامنے ہوئے اور اس کا مقصد یہ بیان کیا گیا کہ بوسنیا کی عورتیں سرب بچوں کو جنم دیں۔ جبر و قہر کی ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارداتوں میں سے ابھی تک بہت سے منظر عام پر بھی نہیں آسکیں۔ وجہ یہ ہے کہ مسلمان عورتیں اس قسم کے ظلم کو بیان نہیں کرپاتیں یا بیان نہیں کرنا چاہتیں۔ عصمت کا تحفظ انہیں ہمیشہ اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز رہا ہے لیکن گولی، سنگین اور وحشی فوجی کا مقابلہ اس کے بس کا روگ نہیں تھا۔

نسل در نسل عصمت دری کو ناقابل معافی سمجھا جاتا رہا ہے۔ ایک عورت جو زنا کا شکار ہوئی ہو اس شخص نے اس کے ساتھ یہ فعل قبیح کیا ہو، اسی طرح دنیا کو کوئی بھی مرد اس شخص کو معاف کرنے کو تیار نہیں ہوگا۔ جس نے اس کی بیوی، ماں یا بیٹی سے دست درازی کی ہو۔ اب تو مفاہمت کی کوئی امید نہیں جیسا کہ ٹی ایس ایلیٹ لکھ چکا ہے کہ "اس خبر کے بعد معافی کیسی؟"

زنا بالجبر کو تو آنے والی نسلوں میں بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی وہ عورت اسے بھلا سکتی ہے جو اس کا شکار ہوئی ہو۔ وہ عورت جو اس جبر کا شکار ہوئی ہو وہ کبھی بھی مرد کی طرف نہیں دیکھے گی کہ کہیں یہ واقعہ دوبارہ تو لاحق نہیں ہوجائے گا۔ غصے، غم، دباؤ، شرم اور ذلت کے احساس کی وجہ سے زنا ہر دور میں زندہ رہتا ہے۔ بوسنیا کی جنگ میں عصمت دری ایک قابل نفرت پالیسی ہے اس کا مقصد مذہبی بنیادوں پر نسلی تطہیر ہی ہے۔ اس جنگ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عصمت دری کو موثر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ آنے والے زمانوں میں تو اس پر سوچنا بھی ممکن نہ ہوگا۔

نسلی تطہیر کے مارے ہوئے یہ مسلمان۔ ہجرت کے لئے تیار بیٹھے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1- نیوزویک 11 جنوری 93ء

2- ڈان 4 جنوری 93ء

3- یہ اعداد و شمار ای آئی آر کے 15 جنوری 93ء کے شمارے میں شائع ہوئے تھے۔ بعد میں بہت سے کیمپوں کے بارے میں انکشاف ہوا اور وہاں پر قید افراد کی تعداد بھی منظر عام پر آئی' تاہم ان اعداد و شمار کی اشاعت کے وقت تک حاصل شدہ معلومات اس فہرست میں درج ہیں۔

4- روزنامہ گارڈین لندن 19 دسمبر 92ء

5- ایضاً

6- نیویارک ٹائمز بحوالہ ای آئی آر 12 فروری 93ء

7- نیوز ڈے بحوالہ دی نیشن 16 ستمبر 92ء

8- نیوزویک 11 جنوری 93ء

9- ایضاً

10- ایضاً

11- ایضاً

12- نیوز ڈے بحوالہ ڈان 21- اپریل 93ء

13- ہفت روزہ گارڈین 28 مارچ 93ء

14- ایوننگ ٹائم گلاسکو (برطانیہ) بحوالہ دی مسلم یکم اپریل 93ء

15- نیوزویک 11 جنوری 93ء

16- دی انڈی پینڈنٹ لندن بحوالہ دی نیوز 23 جنوری 93ء

17- نیوزویک 11 جنوری 93ء

18- ایضاً

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4- تباہی و بربادی

کیمبرج یونیورسٹی کے پاکستانی پروفیسر اکبر ایس احمد نے بی بی سی کی ٹیم کے ساتھ بوسنیا کا دورہ کیا۔ انہوں نے اپنے مشاہدات قلمبند کرتے ہوئے لکھا کہ "___ اس کے بعد نمبر آتا ہے اس دیہات کی عمارتوں اور کھیتوں کا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے سرب افواج دیہات کی مسجد کو نشانہ بناتی ہیں۔ مسجد کی ایک ایک اینٹ اکھاڑ پھینکتی ہیں اور اس کے آثار اس حد تک مٹا ڈالتی ہیں کہ مسجد کے گرد کے تمام پیڑ پودے بھی جڑوں سے اکھاڑ ڈالتی ہیں۔ (۱)

سربوں کی جانب سے مذہبی بنیادوں پر جاری نسلی تطہیر کی مہم کے دوران میں آٹھ سو سے زائد مساجد تباہ کی گئیں۔ 27 جنوری 93ء کو تری بینئے کی مسجد کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا گیا۔ ایک چشم دید گواہ کے تاثرات بوسنیا میں مذہبی بنیادوں پر نسلی تطہیر کے ساتھ ساتھ ثقافتی نسل کشی کے تصور کو اجاگر کرتے ہیں۔ یہ چشم دید گواہ کہتا ہے کہ "یہ مسجد رات بھر جلتی رہی جبکہ شراب کے نشے میں دھت نیم فوجی دستے اپنی فوجی وردیوں میں ملبوس' مشین گنوں سے ہوائی فائرنگ کرتے رہے۔ صبح تک یہ مسجد جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئی" 29 سالہ کمال نے کہا کہ "مجھے ہر شے جلی ہوئی نظر آئی۔ محض یہی نہیں تھا کہ میرا خاندان جل گیا ہو بلکہ میری تو بنیادیں بھی جل گئیں' مجھے مکمل طور پر برباد کر دیا گیا ہے۔" (۲) آج جس طرح سے بھارت میں ہندو' مسلمانوں کے وجود کے خاتمے کے لئے مسلم کش فسادات کی پالیسی اپنائے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے مذہبی مقامات کے علاوہ ہر اس عمارت کو بھی حرف غلط کی طرح مٹا ڈالنا چاہتے ہیں جس سے مسلمانوں کی ثقافت یا ان کی تاریخ کا ثبوت اس دھرتی پر مل سکے۔ بوسنیا میں جہاں عبادت گاہوں کو نیست و نابود کیا گیا بالکل اسی طرح لائبریریوں اور تاریخی حیثیت کی حامل عمارات کو بھی مشق ستم بنایا گیا۔ دہلی کا قطب مینار ہو یا آگرہ کا تاج محل' ہندوؤں کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھتا رہتا ہے۔ سربوں نے بھی اسی ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے موقع ملتے ہی ان عمارات کا وجود مٹا دیا یا پھر اس قدر نقصان پہنچایا کہ شاید اس کی تلافی کبھی ممکن ہی نہ ہو سکے۔ اپریل 92ء کے اوائل میں بوسنیا کے شہروں اور قصبات میں نیشنل لائبریریوں' عجائب گھروں اور دستاویزات نیز بوسنیائی تاریخ کے تحریری ریکارڈ کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے جان بوجھ کر کامیاب نشانہ بنایا گیا۔ ان نقصانات میں سرائیوو کی قومی لائبریری بھی شامل ہے جس میں یونیورسٹی کا ساز و سامان' اخبارات اور جرائد کا قومی ریکارڈ بھی شامل ہے۔ اسے تباہ کرنے سے قبل اس لائبریری کی کیفیت یہ تھی کہ اس میں ڈیڑھ ملین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمارے' ایک لاکھ پچپن ہزار مسودات اور کتب موجود تھیں۔

25 سے 27۔ اگست 92ء یعنی تین دن تک آتش گیر مادے کے ذریعے اس پر حملے کئے گئے۔ جس سے یہ لائبریری جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئی۔ دوسرے نقصانات میں لائبریریوں اور عجائب گھروں کو ہی نقصان نہیں پہنچا بلکہ سینکڑوں تاریخی عمارات اور مساجد کو بھی تباہ کیا گیا۔

سرائیوو کے اورینٹل انسٹیٹیوٹ میں بڑی تعداد میں مشرقی ممالک سے متعلق مسودات' دستاویزات' کتب اور مائیکرو فلمیں شامل تھیں۔ یہ انسٹی ٹیوٹ جنوب مشرقی یورپ میں اپنی قسم کا سب سے بڑا انسٹیٹیوٹ تھا۔ 17 مئی 92ء کو سربوں کی گولہ باری سے یہ انسٹی ٹیوٹ تباہ ہوگیا۔

1537ء میں سرائیوو میں غازی خسرو بیگ لائبریری قائم کی گئی تھی اس لائبریری میں بارہویں صدی کے' اسلام کے متعلق اور یہودیت سے متعلق مسودات موجود تھے۔ یہ بیش قیمت علمی خزانہ 5 مئی 92ء کو اپنے ساتھ ملحقہ غازی خسرو بیگ مسجد کے ہمراہ تباہ کر دیا گیا۔

اس پالیسی کے بارے میں ایک مغربی جریدہ لکھتا ہے کہ

"ہمارا خیال ہے کہ یہ یادگاریں اور عمارات محض جنگ میں تباہ نہیں کئے گئے بلکہ انہیں منظم طریقے سے اور جان بوجھ کر نشانہ بنایا گیا یہ اس (مذہبی بنیادوں پر) نسلی تطہیر کا واضح ثبوت ہے جو لوگوں کو ان کے ثقافتی ورثے کے خاتمے کے ذریعے ان کے حقوق کی نفی کرنے کے مترادف ہے۔ یہ مہم بھی اسی منطق کے تحت چلائی گئی ہے جس طرح سے بوسنیا کے دانشوروں اور رہنماؤں کو چن چن کر قتل کیا گیا تھا۔" (۵)

سرائیوو کی ایک مارکیٹ پر سربوں کی گولہ باری کا نشانہ بننے والی ایک خاتون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1- امپیکٹ 12 مارچ تا 8- اپریل 93ء

2- بوسٹن گلوب 13 فروری 93ء

3- دی نیویارک ریویو آف بکس 15 جولائی 93ء بحوالہ دی نیشن فرائیڈے ریویو 8- اکتوبر 93ء

فروری 94ء میں سرائیوو کی مارکیٹ پر گولہ باری کے نتیجے میں 66 سے زائد افراد ہلاک اور 200 زخمی ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5- نفسیاتی طریقہ جنگ

آسٹریائی فوج کے ایک ریٹائرڈ افسر نے سربوں (اور کروٹوں) کے ان وحشیانہ اقدامات پر یوں اظہار خیال کیا تھا کہ "میرا خیال تھا کہ سرب (اور کروٹ) مجنون ہیں لیکن انہوں نے ایک عام فوج کی طرح جہاں انہیں بمباری کرنی چاہئے تھی' بمباری نہیں کی۔ اس کے بجائے انہوں نے بس آتش و آہن کا طوفان جاری رکھا اور یہ طوفان فوجی ٹھکانوں کے بجائے گھروں' ہسپتالوں اور عام مقام پر تھا لیکن مجھے اب پتہ چلا ہے کہ وہ پاگل یا مجنون نہیں ہیں۔ کسی کو اس چیز کا علم نہیں ہے کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ اس ساری کارروائی کا سیاسی ہدف لوگوں کو ان کے گھروں سے دھکیل کر نسلی تطہیر کرنا ہے اس ضمن میں وہ دہشت و وحشت میں طاق ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سربوں کے ان اقدامات کو نفسیاتی آپریشن اور نفسیاتی جنگ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ منظم و مربوط عصمت دری اور تشدد ہی محض جسمانی تعذیب کے لئے مقصود نہیں بلکہ نفسیاتی عوامل کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔" (۱)

آسٹریائی فوج کے مذکورہ بالا افسر نے اس ساری کارروائی کو سیاسی ہدف قرار دیا ہے مگر سرب خود اسے مذہبی ہدف قرار دیتے ہیں۔ سربوں اور کروٹوں کی ان وحشیانہ کارروائیوں کو اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہئے۔

نفسیاتی طریقہ جنگ میں طاق

بوسنیا میں مذہبی بنیادوں پر جنگ جاری رکھے ہوئے سرب رہنما اور خود سربیا میں موجود اسی قبیل کے عناصر پیشے کے اعتبار سے ذہنی امراض کے معالج' ماہرین نفسیات اور ماہرین عمرانیات ہیں۔

جو کچھ سرب اور کروٹ آج مسلمانوں کے ساتھ کر رہے ہیں وہی کام دوسری جنگ عظیم میں نازیوں نے مذہبی بنیادوں پر یہودیوں کے ساتھ کیا تھا۔ سرب ماہرین نفسیات اور ڈاکٹروں کے بارے میں بات کرنے سے پہلے ایک نازی ڈاکٹر *Mangel Josef* کے بارے میں مختصر سا جائزہ لینا مناسب رہے گا۔ *Mangel* کا تعلق جرمنی سے تھا۔ یہ *Auschwitz* کے کیمپ میں ڈاکٹر تھا اس نے گیس چیمبر آپریشن کے لئے ہدایات دی تھیں۔ یہ ڈاکٹر ان نازی کیمپوں میں قید یہودیوں پر نسلی مطالعے کی غرض سے سائنسی تحقیق کیا کرتا تھا۔ مینگل پہلے میونخ میں فلاسفی کا طالب علم تھا یہیں پر وہ الفریڈ روزن برگ کے "نسلی نظریئے" کے زیر اثر آگیا۔ مینگل نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرینکفرٹ یونیورسٹی سے میڈیکل ڈگری حاصل کی اور بعد ازاں اس نے SA (جرمن ازالٹ ڈویژن Sturmabteilung) میں اپنے آپ کو رجسٹرڈ کروایا۔ 1933ء میں پکا نازی بن جانے کے بعد وہ ایک نئے قائم شدہ انسٹی ٹیوٹ (Institute for Hereditary Biology and Racial Hygine) کے سٹاف میں شریک ہوگیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران اسے Auschwitz کیمپ کے قریب ایک کیمپ میں چیف ڈاکٹر بنا دیا گیا جہاں وہ اور اس کے ساتھی نئے آنے والے یہودی قیدیوں کو جبری بیگار یا ان کے مکمل خاتمے یا پھر ان پر طبی تحقیق کے لئے منتخب کرتے۔ اس کے ان طبی تجربات کے نتیجے میں قیدیوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہلاک ہوگئی۔ اس لئے اس کا نام مینگل' Angel of Death (موت کا فرشتہ) کی نسبت سے مشہور ہوگیا۔[۱]

آیئے اب جائزہ لیں سرب ڈاکٹروں اور ماہرین نفسیات کا جنہوں نے اس جنگ میں نفسیاتی حربے استعمال کئے۔

ڈاکٹر رادووان کرادزچ

بوسنیا میں سرب چت نکوں کا رہنما اور بوسنیا میں عصمت دری کے کیمپوں کا نگران اعلیٰ' یہ ڈاکٹر ذہنی امراض کا معالج ہے اور اس نے "گروہی علاج" اور "ڈیپریشن" میں تخصص کیا ہوا ہے۔

ڈاکٹر جووین راسکووچ

اس کا تعلق کروشیا سے تھا۔ یہ کروشیا میں سرب چت نکوں کا سربراہ تھا اس کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ وہ سابق یوگو سلاویہ کے نمایاں ماہرین ذہنی امراض کے مفکرین میں سے تھا۔ وہ Narcissism (نرگسیت) پر ماہر تھا۔

ڈاکٹر میخائیلو مارکووچ

سربیا کی حکمران پارٹی کا "بابائے نظریات" ہے۔ مسلمانوں کی نسل کشی میں اسی کا پیدا کردہ فلسفہ شامل ہے۔ یہ ماہر عمرانیات اور فلسفے کا مورخ ہے۔ اس نے "Freudian Psychology" میں تخصص کیا ہوا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر سر پچکووچ

یہ بلغراد میں سرب پراپیگنڈے کا نگران اعلیٰ ہے۔ یہ بھی ماہر ذہنی امراض ہے۔

ڈاکٹر ووئے سلاف سسیلئے

پورے سابق یوگوسلاویہ میں سرب چیت نکوں کا رہنما ہے۔ اکتوبر 93ء میں تحلیل کی جانے والی سربیائی پارلیمنٹ میں اس کی پارٹی کو 74 نشستیں حاصل تھیں۔ (اس کا ذکر پہلے آچکا ہے) یہ بھی ماہر عمرانیات ہے۔

آپ نے دیکھا کہ اس مہم کو چلانے کے لئے کن کن لوگوں نے رہنمائی کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے۔ ایک یورپی ماہر ذہنی امراض (Psychiatrist) نے اس پر یوں تبصرہ کیا تھا کہ "آپ دیکھ رہے ہیں کہ جو کچھ بھی سرب کر رہے ہیں وہ سب کچھ سربوں نے ایک ہزار سال سے سیکھا ہوا ہے یہ ان کی جنگ لڑنے کی ثقافت کا حصہ ہے۔" کراوزچ' سسلے اور اسی قبیل کے دوسرے افراد اپنی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں جو کچھ کرسکتے ہیں اس کا مقصد ایک سیاسی سماجی ماڈل مہیا کرنا ہے۔ ایسا ماڈل جو نظریات کی حد تک تو موجود تھا' جس کے بارے میں پرانے سرب بزرگ سوچتے چلے آئے تھے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اب وہ کوئی بھی ممکنہ طریقہ ضرور اختیار کریں گے"۔ (3)

بوسنیا میں جاری نسل کشی اور نسلی تطہیر کی اس مہم کی نگرانی کرنے والے یہ تمام سرب رہنما ماہرین ذہنی امرض اور ماہرین عمرانیات ہیں اور بیرونی ممالک سے تربیت یافتہ ہیں۔ وہ یا تو برطانیہ فرانس اور امریکہ سے فارغ التحصیل ہیں یا پھر جرمنی سے۔ سب سے بڑھ کر اہم بات یہ ہے کہ ان تمام حضرات نے لندن کے ٹاوی سٹاک انسٹی ٹیوٹ آف ہیومن ریلیشنز' فرینکفرٹ یونیورسٹی' جرمنی کے انسٹی ٹیوٹ آف سوشل ریسرچ (فرینکفرٹ سکول) یا دوسرے ہسپتالوں یا یونیورسٹیوں سے جو انہی اداروں میں سے کسی بھی دوسرے ادارے سے الحاق شدہ ہیں' تعلیم حاصل کی ہے۔ ٹاوی سٹاک اور فرینکفرٹ سکول دونوں کو برطانوی انٹیلی جنس کے نزدیک نفسیاتی جنگ کے دست و بازو کی حیثیت حاصل ہے۔ ڈاکٹر مارکوچ نے سربیا میں "Praxis" کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا اس ادارے کا الحاق فرینکفرٹ یونیورسٹی سے ہے۔

نفسیاتی جنگ میں سربوں نے عصمت دری کے ذریعے جس ہولناک پالیسی کو اختیار کیا ہے وہی بجائے خود ایک ایسا بڑا سانحہ اور المیہ ہے جس سے اہل بوسنیا کو سنبھلنے میں ایک طویل عرصہ لگے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1- ای آئی آر 12 فروری 93ء

2- برٹانیکا جلد نمبر 8 صفحہ 137

3- ای آئی آر 12 فروری 93ء

بوسنیا کے مسلم محافظ، سربوں کی جانب سے شہریوں پر فائرنگ کا جواب دے رہے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

مسلمانوں پر کروٹوں کے مظالم

کروٹ جو مسلمانوں کے اس لئے اتحادی بن گئے تھے کہ انہیں مذہبی بنیادوں پر آرتھوڈوکس سربوں سے خطرہ تھا۔ اس جنگ کے کچھ ہی عرصہ بعد ان کروٹوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ وہی کچھ سلوک کرنا شروع کر دیا جو سرب مسلمانوں کے ساتھ روا رکھے ہوئے تھے کروٹ بھی سربوں کی طرح عظیم تر کروشیا کے حامی ہیں اور اس کے لئے وہ مسلمانوں کی :۔

(1) نسل کشی کر رہے ہیں۔

(2) نسلی تطہیر کے لئے بوسنیا سے نکال رہے ہیں اور کروشیا سے ان مسلمانوں کو کروشیائی حکومت دیگر ممالک میں اس لئے دھکیل رہی ہے تاکہ ان مسلمانوں کو جلد بوسنیا جانے کی کوئی سہولت میسر نہ آسکے۔

(3) عصمت دری کے لئے سربوں کے انداز کو اختیار کر رہے ہیں۔

(4) تباہی و بربادی پھیلا کر ثقافت اسلامیہ کے نام و نشان تک مٹانے میں زبردست کوشاں ہیں اس کی واضح مثال 427 سالہ قدیم ستاری موست پل کی تباہی ہے جسے یونیسکو نے اپنے بین الاقوامی ثقافتی ورثہ کی فہرست میں شامل کیا ہوا تھا۔ ان گھناؤنے اور اوچھے ہتھکنڈوں کے لئے وہ کروشیائی فوج کی مدد بھی لے رہے ہیں اور خود بھی عمل پیرا ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کروٹ تنظیمیں

استاشی

"استاشی" قوم پرست کروٹوں کی ایک تحریک ہے جس نے دوسری جنگ عظیم کے دوران میں کروشیا کی آزاد ریاست پر حکمرانی کی۔ 1929ء میں جب کنگ الیگزینڈر اول نے سرب غلبے والے یوگو سلاویہ کی بنیاد رکھی تو اس وقت کی پارلیمنٹ کا ایک سابق مندوب اور کروشیا کی علیحدگی کا حامی آنتے پیولچ (Ante Pevlic) فرار ہو کر اٹلی پہنچ گیا اور "استاشی" کی بنیاد رکھی۔ اس تحریک کے ذریعے یوگو سلاویہ سے کروشیا کی آزادی کے حصول کے لئے ہدایات دی جاتیں۔ استاشی تحریک اٹلی کی فاشٹ تحریک کے ماڈل پر قائم کی گئی اور اس نے دہشت گردی کی تربیت کے لئے اٹلی اور ہنگری میں اپنے مراکز قائم کئے۔ یوگو سلاویہ میں سیاسی بحران بڑھانے کے لئے "استاشی" کے ارکان نے 1932ء میں شمالی دالماتیا "کسان بغاوت" کو ابھارا اور 1934ء میں مارسیلز (فرانس) میں کنگ الیگزینڈر کے قتل میں حصہ لیا۔ یہ تحریک اگرچہ اپنا حتمی مقصد تو نہ پا سکی تاہم جرمنوں کے حملے اور یوگو سلاویہ کی تقسیم (اپریل 1941ء) کے بعد آزاد کروشیائی ریاست بننے تک کروٹوں کو عارضی کامیابی حاصل ہوئی۔

اس کے بعد یہ تحریک کروشیا میں منتقل ہوئی۔ پیولچ کی رہنمائی اور جرمنوں کی اعانت سے اس تحریک نے کروشیا میں حکومت قائم کی۔

یوگو سلاویہ میں محوری قوتوں کے خلاف شروع ہونے والی مزاحمتی تحریک سے لڑنے اور محوری قوتوں کے ساتھ شریک ہونے کے لئے اس تحریک نے جبری بھرتی کے ذریعے ایک فوج بھی تیار کی۔ اپنی ریاست کو خالص کروشیائی بنانے کی غرض سے اس تحریک کی جانب سے اپنی ملیشیا تیار کی گئی جس کا کام اپنی حدود میں بسنے والے سربوں اور تمام غیر کروٹوں کو دہشت زدہ کرنا تھا۔ نسبتاً کم انتہا پسند کروٹ قوم پرستوں اور اسی طرح جرمن اور اطالوی حکام کی جانب سے استاشی کی غیر معمولی وحشیانہ کارروائیوں پر تنقید کی گئی کیونکہ اس تحریک نے لاکھوں سربوں اور یہودیوں کو ٹھکانے لگایا تھا۔ اس خطے کے بہت سے لوگوں نے استاشی کی ان ظالمانہ کارروائیوں کے ردعمل کے طور پر مزاحمتی تحریکوں سے وابستگی اختیار کرلی۔ استاشی مئی 1945ء تک کروشیا کے تخت رہی اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پشت پناہ جرمنی کو جب شکست ہوگئی تو پھر پیوچ اور اس کے حامی کیمونسٹ گوریلوں کے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ (۱)

بلقان کے کچھ ممالک خصوصاً کروشیا، ہنگری اور رومانیہ میں انقلابی فاشسٹ تحریکیں فروغ پذیر ہوئیں۔ ان تحریکوں نے مارکسزم اور سوویت یونین کے خلاف اپنا کردار ادا کیا مگر ان تحریکوں پر زیادہ تر مذہبی تعصب کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ جرمن فتح کے نتیجے میں کروشین پارٹی استاشی نے کروشیا کو ایک قومی سماجی پارٹی کی ابتداء میں ڈھال دیا۔ یہ پارٹی جرمن SS (Schutz Staffel) کی طرز پر منظم ہوگئی۔ اس جرمن پارٹی میں نسلی طور پر خالص جرمنوں کو داخل کیا جاتا تھا۔ استاشی نے لاکھوں آرتھوڈکس سربوں اور یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ کیتھولک مذہبی رہنماؤں اور پادریوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کروٹ دھرتی اور کروٹ عقیدے کو "خالص" بنانے کے لئے اس تحریک اور جدوجہد میں متحرک کردار ادا کیا۔ استاشی نے یہ فریضہ سنبھال لیا کہ وہ عظیم تر کروشیائی سلطنت کا احیاء عمل میں لائے۔ یہ عظیم تر کروشیائی سلطنت Peter Kresimir (1058-74ء) اور Zvonimir (1076-89ء) کے زمانہ میں قائم تھی۔ یہ خواب پہلے اس وقت ختم ہو کر رہ گیا جب اٹلی اور جرمنی کا سقوط ہوا۔ (۲)

یہ تحریک نازیوں کے ساتھ مل کر اگرچہ سربوں کو نشانہ بناتی رہی تھی اور مسلمان ان کی دست برد سے قدرے محفوظ تھے لیکن فی زمانہ کروٹوں کی HVO نامی تنظیم وہ سب مظالم مسلمانوں پر ڈھا رہی ہے جو سربوں کی مختلف دہشت گرد تنظیمیں ڈھا رہی ہیں۔ آج سرب اور کروٹ مسلمانوں کا بوسنیا سے مکمل وجود مٹا دینا چاہتے ہیں۔

کروشین ڈیفنس موومنٹ (CDF)

کروشیا کی حکمران پارٹی "کروشین ڈیموکریٹک پارٹی" کے سخت گیر عناصر میں سے ایک تامسلے مرسپ (Tomislay Mercep) نے کروشین ڈیفنس موومنٹ قائم کی۔ اس کا مقصد کروٹوں کے خلاف کسی بھی اقدام کی مزاحمت کرنا تھا۔ اس نے بے انتہا جرائم کئے اور جنگی جرائم میں اس کا کردار انتہائی گھٹیا رہا۔ اس نے باقاعدہ ڈیتھ سکواڈ قائم کئے جنہوں نے بے شمار بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ (۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسلی تطہیر میں کروٹوں کا کردار

اکتوبر 92ء میں کروٹوں نے مسلمانوں کے خلاف اپنی کارروائیوں کا آغاز کردیا۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی کروٹ' مسلمانوں کے خلاف کارروائیوں میں ملوث تھے مگر ان میں ماہ اکتوبر میں زبردست اضافہ ہوا اور یہ سلسلہ مارچ 94ء تک جاری رہا۔ وسیع پیمانے پر لڑائی کے آغاز کی وجہ یہ تھی کہ ترکی نے بوسنیا کی حکومت کو تیل فراہم کیا۔ جب یہ تیل سرائیوو کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو کروٹوں کی فوج HVO نے اس تیل پر قبضہ کرلیا۔ مسلمانوں نے جب کروٹوں کو اس سے منع کیا تو جواب گولی سے ملا ایک مسلمان فوجی شہید کر دیا گیا اور نووی تراونک میں مسلمانوں اور کروٹوں کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ (۱) اس لڑائی سے قبل مشرقی بوسنیا کے سرب علاقوں سے کروٹ افواج ہٹ گئیں اور بوسانسکی براد سربوں کو پیش کر دیا گیا۔ (۲) (قبل ازیں اس کا مشترکہ دفاع مسلمان اور کروٹ افواج کر رہی تھیں۔ اس پالیسی کے نتیجے میں 8-اکتوبر کو سربوں نے اس شہر پر قبضہ کرلیا۔) وتز اور نووی تراونک میں کروٹوں نے مسلمانوں پر مسلسل گولہ باری کرکے یہ علاقے خالی کردینے پر مجبور کر دیا۔ پرزور نای علاقے سے تین ہزار مسلمانوں کو کروٹوں نے بید خل کر دیا۔ اس لڑائی کے نتیجے میں سربوں نے مسلمانوں اور کروٹوں کو تراونک کی جانب واپس دھکیل دیا۔

سان تیچی

اس گاؤں میں جب موت کا دستہ (Death Squad) مسلمانوں کو شکار کرنے کے لئے داخل ہوا تو کروٹ کمانڈر نے مسلمانوں کو گھر گھر سے باہر نکالا جن مسلمانوں نے جان بچانے کے لئے بھاگنے کی کوشش کی انہیں موقع پر ہی گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ ایک مغربی صحافی لکھتا ہے کہ "اسی گاؤں کی بڑی سڑک سے تباہی کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ ہر گھر کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔ اس گاؤں کا منظر اتنا افسردہ تھا لگتا تھا کہ کسی مقام پر منجمد خون والے جانوروں کو کسی ہینگر میں لٹکایا ہوا ہے۔ گاؤں کی مسجد کو بم کے دھماکے سے اڑا دیا گیا۔ پورا علاقہ ملبے کا ڈھیر بن گیا۔ یوں لگتا تھا کہ گویا ہر شے کو اندر سے ہی بم لگا کر اڑا دیا گیا ہے۔ بڑے مربوط اور منظم طریقے سے گاؤں کے ایک ایک مسلمان گھر کو بم دھماکوں سے اڑایا گیا۔ کوئی مسلمان گھر باقی نہ رہنے دیا گیا۔ اس طریق پر پچاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھروں کو تباہ کیا گیا۔ اس ڈیتھ سکواڈ میں پندرہ سے بیس کے درمیان بندوقچی تھے۔ انہوں نے گاؤں میں داخل ہوتے ہی ہر گھر کی کھڑکی سے گرینیڈ اچھال کر اندر پھینک دیئے۔ جن لوگوں نے جلتے گھروں سے باہر نکلنے کی کوشش کی' انہیں گولی مار کر وہیں ہلاک کر دیا گیا" اس علاقے میں اقوام متحدہ کے تحت برطانوی فوج کے سات سو جوان متعین تھے اگرچہ وہ سب اس منظر کو دیکھتے تو رہے مگر ان مظلوموں کی مدد سے ہمیشہ کنی کتراتے رہے۔ مارک جوان' جو اس علاقے میں متعین فوج کے برطانوی سربراہ تھے' نے اسی گاؤں کے تیس سے چالیس ہلاک شدہ مسلمانوں کی لاشوں کو تدفین کے لئے تراونک بھیجا۔ یہاں پر ہونے والی بہیمیت کو مذکورہ برطانوی سربراہ نے کچھ اس طرح بیان کیا کہ "یہ بہت ہی وحشیانہ کارروائی ہے۔ ہمیں گھروں کے اندر' باہر' مویشی باڑوں میں اور ہر جگہ لاشیں ملیں۔ ایک شخص کام پر جا رہا تھا اسے راستے میں ہی پہلے گھٹنے' پھر نازک اعضاء کے درمیان' پھر چھاتی میں گولیاں ماری گئیں لیکن جب وہ جلد مر نہ سکا تو اس کے خاتمے کے لئے سر میں گولی ماری گئی۔" ایک اور فوجی کے بیان کے مطابق "ایک لڑکا اپنے کتے کے ہمراہ جا رہا تھا۔ دونوں کو بہت ہی قریب سے گولی مار کر ہلاک کیا گیا۔" ماؤں کے ہاتھوں میں ان کے بچوں کو گولیاں ماری گئیں' بچوں اور خواتین کو قتل کیا گیا۔" 20 اپریل 93ء کو اس گاؤں میں کی جانے والی ہولناک کارروائی کے بعد کوئی شے زندہ باقی نہ بچی سوائے ایک مرغی اور ایک بکری کے۔(۱)

موستار

مئی 93ء کے مہینے میں موستار میں جہاں مسلم اکثریت ہے' کروٹوں نے مسلمانوں کو اپنا نشانہ بنانا شروع کیا۔ کروٹوں کی خواہش تھی کہ وہ اس شہر کے مسلمانوں کو دریا کے مشرقی کنارے کی طرف دھکیل دیں۔ کروٹوں نے مسلمانوں کے خلاف کارروائی کا آغاز اس انداز سے کیا کہ چہروں کو نقابوں سے چھپالیا اور صبح ہونے سے پہلے مسلمانوں کے گھروں کے دروازوں کو اپنے پیروں سے پیٹنا شروع کر دیا۔ یہ کارروائی شہر کے مغربی علاقے میں کی جا رہی تھی۔ بہت سے کروٹوں نے "استاشے" دہشت گردوں کا لباس بھی پہن رکھا تھا۔ کم از کم دو ہزار مسلمانوں کو ان کے گھروں سے اس حالت میں نکلنے پر مجبور کر دیا کہ وہ کپڑے بھی تبدیل نہ کر سکے۔ وہ شب خوابی کے لباس میں ملبوس تھے۔ ان مظلوموں کو گلیوں' بازاروں سے گزار کر کروٹوں کے ڈیتھ کیمپوں میں لے جایا گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بند کر دیا گیا۔ بین الاقوامی دباؤ پر ان قیدیوں میں سے کچھ تو جلد ہی رہا کر دیئے گئے لیکن ایک بڑی تعداد کو نامعلوم مقامات پر منتقل کر دیا گیا۔ مئی 93ء کے اواخر میں یومیہ دو سے تین سو مسلمانوں کو ان کے گھروں سے کروٹ بے دخل کرتے رہے۔ انتہائی خوبصورت دریائے نروتا جو کبھی سیاحوں کے لئے انتہائی پرکشش تھا اب کروٹوں اور مسلمانوں کے درمیان "تقسیم لائن" بن گیا۔ کروٹوں نے بھی سربوں کی مانند یہ حکمت عملی اختیار کرلی کہ زیادہ سے زیادہ علاقے کے حصول کے لئے مسلمانوں کو ان کے گھروں اور علاقوں سے بیدخل کر دیا جائے۔ کروٹ یہ کام پہلے آہستگی اور احتیاط سے کر رہے تھے مگر اب وہ بھی کھل کر سامنے آگئے ہیں۔ مئی 93ء کے اواخر کی راتوں میں سے ایک رات کا ذکر ہے کہ کروٹ فوجیوں نے موستار کے مسلم علاقے میں زورتا' اس کے تین بچوں اور درجن بھر مسلم پڑوسیوں کو اپنے گھروں سے نکال باہر کیا۔

"آؤ سب مسلمانوں کو قتل کر ڈالیں۔" یہ وہ جملہ تھا جو ایک کروٹ افسر کتوں کی طرح چیخ چیخ کر بول رہا تھا۔ بچے خوف کے مارے چیخ رہے تھے اور التجا کر رہے تھے کہ " خدارا ہمیں مت مارو' ہمیں قتل نہ کرو۔" اس دوران میں ایک کروٹ افسر نے دھمکی آمیز نعرے لگانے والے افسر کو روک دیا لیکن اس کے اس اقدام سے ان مظلوم مسلمانوں نے جو سکھ کا سانس لیا تھا وہ فوراً ہی ختم ہوگیا۔ اب اس افسر نے ان نہتے شہریوں کو ان گلیوں کی طرف دھکیل دیا جہاں سے مسلمان فوجی کروٹ فوجیوں کے حملوں کا جواب دے رہے تھے۔ ان مسلمانوں کو اب انسانی ڈھال کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔ "ادھر دفع ہو جاؤ تاکہ تمہارے اپنے لوگ تمہیں ہلاک کر سکیں۔" ایک کروٹ افسر چلایا۔ (7)

ستوپنی دو

ستوپنی دو کے باسیوں کو محسوس ہوا کہ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہے کیونکہ گاؤں کی واحد کروٹ عورت انا لکی جو ایک مسلمان کی بیوی تھی' اپنے بچوں کے ہمراہ اچانک غائب ہوگئی۔ وسطی بوسنیا کے ڈھائی سو افراد پر مشتمل اس گاؤں میں لوگ فارمنگ اور بھیڑیں چرانے کے پیشے سے وابستہ تھے۔ (یہاں بیشتر افراد ایک دوسرے کے رشتہ دار تھے۔) جب مارٹر کا پہلا گولہ پھٹا تو لڑائی کے قابل چھتیس افراد نے اپنی شکاری بندوقیں تھامیں اور بقیہ نے AK-47 (کلاشنکوف) قسم کی بندوقیں سنبھال لیں اور گاؤں کے آخری حصے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پہلے سے کھڑے ہوئے مورچوں میں افراد جمع ہونا شروع ہو گئے۔ اپنی حفاظت کی غرض سے ان مورچوں میں جمع ہونے والے کو بے رحمانہ گولہ باری کا تصور تک نہ تھا۔ نہایت تیزی کے ساتھ پسپا ہونے والے' اس گاؤں کے محافظوں کو دو گھروں کی طرف پلٹنا پڑا۔ ان محافظوں نے ان دونوں گھروں کے تہہ خانوں میں ایک سو کے قریب خواتین اور بچوں کو بچانے کے لئے ٹھونس دیا تاکہ وہ ان خواتین اور بچوں کو چھ سو قوم پرست کروٹ حملہ آوروں سے دور رکھ سکیں۔ حفاظت کے لئے یہ جدوجہد دن بھر جاری رہی۔

تیس سے چالیس افراد پر مشتمل کروٹ نیم فوجی دستہ "ڈیتھ پلاٹون" گاؤں کے واحد بازار میں مارچ کرتا ہوا داخل ہوا۔ اپنی شناخت کو چھپانے کی غرض سے سیاہ لباس میں ملبوس ان وحشیوں نے اپنے چہروں کو رنگوں یا نقابوں سے چھپا رکھا تھا لیکن اکثر مسلمان دیہاتیوں نے انہیں پہچان ہی لیا۔ ان میں سے ایک پولیس مین اور بقیہ دوسرے' انہی کے رفقائے کار تھے۔ ان کا تعلق قریبی گاؤں وریس سے تھا۔ ستوپنی دو کی رہائشی فاطمہ کے مطابق "ہم اکٹھے کام کرتے تھے۔ ایک سال پہلے تک ہم دوست تھے مگر چھ ماہ پہلے ان لوگوں نے ہم سے نفرت کرنا شروع کر دی۔" اس پلاٹون نے فوجی نغمے گائے اور چلانا شروع کر دیا۔ "آؤ سب مسلمان کو مار ڈالیں اور عصمت لٹانے کو ہمارے لئے وہ--- لڑکیاں کہاں ہیں؟ انہیں باہر نکالو۔"

اس کے بعد قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا۔ زیناتا کے بقول "مجھے ابراہیم اور اس کی بیوی کی آواز سنائی دی۔ بی وا (Jeva) اپنے گھر میں زندہ جلتے ہوئے چلا رہی تھی۔ زیناتا خوش نصیب تھی کہ وہ زندہ بچ جانے میں کامیاب ہو گئی۔ وہ یہ سب آوازیں اپنے گھر کے تہہ خانے میں اپنے دو بچوں کے ہمراہ سن رہی تھی۔ وہ بالآخر قریبی جنگل کے راستے فرار ہو کر قریبی گاؤں دبراون پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس نے رات کو اپنے گاؤں میں دو کروٹ فوجیوں کو برابر والے مکان کے پاس عورتوں کی عصمت دری کے بارے میں باتیں کرتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے اس گھر (زیناتا کے برابر والے گھر) کی عورت کو اس کے خاندان کو قتل کرنے کی دھمکی دیکر اس کی عصمت کو تار تار کیا اور پھر اس کے خاندان کو قتل کر ڈالا۔

اس گاؤں کے اس بدترین سانحے کا ایک گواہ اور بھی ہے اور وہ ہے عالیہ۔ وہ گاؤں سے کچھ فاصلے پر پیڑوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ ان فوجیوں سے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا فاصلہ کچھ زیادہ نہیں تھا۔ کم از کم وہ گفتگو سننے کی پوزیشن میں ضرور تھا۔ عالیہ نے سنا کہ لوگ ان فوجیوں کے سامنے التجائیں کر رہے تھے اور درخواست کر رہے تھے کہ ہمیں نہ مارو' ہم بے گناہ ہیں۔ مگر نفرت کی آگ میں جلتے ہوئے اس سفاک کروٹ ڈیتھ پلاٹون نے بچوں کی کھوپڑیاں پاش پاش کر دیں اور خواتین کے گلے چیر ڈالے اور بہت ہی تھوڑے سے فاصلے سے خاندان کے خاندان مشین گنوں سے بھون ڈالے۔

اگلی صبح کروٹوں کو کمک پہنچ گئی۔ گاؤں کے تمام باون گھروں کو نذر آتش کر دیا گیا اور اسی گاؤں کی واحد مسجد کو بم دھماکے سے اڑا دیا گیا اور یوں یہ "کام" اپنے انجام کو پہنچا اور ستوپنی دو صفحہ ہستہ سے مٹ گیا۔ (29)

سربوں اور کروٹوں کے مشترکہ حملے

گورنے وقوف پر 17 نومبر 93ء کو کروٹوں اور سربوں نے مشترکہ حملہ کیا۔ کسل یاک کے علاقے میں سربوں نے کروٹوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑنے کے لئے کرائے پر ٹینک دیئے۔ (۱) تاکہ مسلمانوں کا صفایا کرنے میں کروٹ اپنا بھرپور کردار ادا کر سکیں۔

مسلمانوں کا کروٹوں کے ساتھ حسن سلوک

مسلمانوں نے ہمیشہ سے ہی سربوں کے ساتھ ساتھ کروٹوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک روا رکھا۔ مسلم علماء تک نے ان کروٹوں کے ساتھ اتحاد برقرار رکھنے کی سعی کی۔ مثلاً بوسنیا کے ایک بہت بڑے عالم حاجی حسین نے 70ء کے عشرے میں ایسے نظریئے کی بھرپور وکالت کی' انہوں نے کہا تھا کہ "ہم یہاں اکٹھے رہتے ہیں' ہمیں قسمت نے اکٹھا کیا ہے۔ جیسا کہ ہماری رگوں میں ایک ہی خون دوڑ رہا ہے۔" مذکورہ عالم ایک مسلم ماہنامے PREPORAD کے ایڈیٹر بھی تھے۔

کروٹوں نے اس نظریئے کی حمایت اور اچھے حسن سلوک کے بعد مسلمانوں کو کیا صلہ دیا ہے۔ وہ ان کی وحشت و درندگی سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1- برٹانیکا جلد نمبر 12 صفحہ 215

2- برٹانیکا جلد نمبر 27 صفحہ 467

3- ہفت روزہ گلوبس (Globus) زاغریب بحوالہ ڈان 28 دسمبر 93ء

4- نیوزویک 2 نومبر 92ء

5- ڈان 31 اکتوبر 92ء

6- گارڈین بحوالہ دی مسلم 9 مئی 93

7- نیوزویک 7 جون 93ء

8- نیوزویک 8 نومبر 92ء

9- دی نیشن 18 نومبر 93ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

HVO اور کروشیا

کروشیائی پولیس روزانہ درجنوں مسلمان مہاجرین کو گرفتار کرتی رہی ہے۔ ان مہاجرین کو تفتیش کے لئے لیجایا جاتا اور غیر معینہ مدت کے لئے بغیر کسی جرم کے جیل میں ڈال دیا جاتا۔

1993ء میں سال بھر تک کروشیائی پولیس کروشیا کے مختلف شہروں اور قصبات سے بوسنیا کے مسلم مرد مہاجرین کو زبردستی پکڑ کر واپس بوسنیا میں دھکیلتی رہی۔ اقوام متحدہ کے قوانین کی رو سے ان مہاجرین کو بوسنیا واپس دھکیلنے کی ممانعت ہے مگر کروشیائی انتظامیہ اور عدلیہ نے اس کا ذرہ برابر بھی پاس نہ کیا۔

اقوام متحدہ کے ذرائع کے مطابق مئی 93ء سے اوائل جنوری 1994ء تک کے عرصہ میں تقریباً تین ہزار مرد مسلمان مہاجرین کو جبراً بوسنیا میں واپس دھکیلا گیا۔ یہ وہ مہاجر تھے جنہیں کروشیا کے گلی کوچوں سے پکڑ پکڑ کر لایا گیا تھا۔ کروشیائی پولیس نے اس امر کا اہتمام کر رکھا تھا کہ جب انہیں بوسنیا میں دھکیلا جائے تو کروٹ فوج HVO انہیں بوسنیا کی حدود میں گرفتار کرلے۔

کروٹ فوج ان مہاجرین کو گرفتار کرکے اپنے ڈیٹینشن کیمپوں میں ٹھونس دیا تاکہ بوسنیا کی مسلم افواج کے ہاتھوں گرفتار ہونے والے کروٹ فوجیوں کو ان کے بدلے میں رہا کرایا جاسکے۔ جولائی 1993ء میں ایسے مسلمان قیدیوں کے تبادلے میں بوسنیائی کروٹوں نے مسلم فوج سے اپنے فوجی رہا کرائے۔ المیہ یہ ہے کہ کروٹوں نے قیدیوں کے اس تبادلے میں ان شہریوں کو استعمال کیا جو جنگ میں ہرگز شریک نہیں ہوئے تھے۔ یہ مسلمان شہری بالکل غیر مسلح تھے اور کروشیا ہجرت کرکے جا چکے تھے۔ جب کبھی بھی کروشیا کی حکومت پر یہ دباؤ ڈالا گیا کہ وہ خود بھی اور بوسنیائی کروٹوں کو بھی ایسے اقدامات سے باز رکھے تو الٹا اس کی مخالفت کی گئی۔

بوسنیا کے جنوبی علاقے کپلینا میں کروٹ فوج کا بدنام زمانہ نظربندی کیمپ ہے۔ یہ گابیلا کیمپ کے نام سے معروف ہے۔ اس کیمپ میں پانچ سو سے زائد مسلمانوں کو قید رکھا گیا۔ پہلے پہل تو کروٹوں نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کیمپ میں قید مسلمان' جنگی قیدی ہیں اور انہیں میدان جنگ سے پکڑ کر لایا گیا ہے۔ مگر ریڈ کراس کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی یہاں پر قید مسلمان عام شہری تھے۔ مذاکرت کے بعد کروٹ فوج نے یہاں سے 170 مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا لیکن ریڈ کراس کے حکام پر ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ وہ ان رہا شدہ قیدیوں کو کروٹ علاقوں سے دور لے جائے ورنہ مقامی کروٹ آبادی مشتعل ہو کر ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا شدگان کو ہلاک کر ڈالے گی۔ مقصد یہ تھا کہ نسلی تطہیر کی مہم کے تحت یہ مسلمان کروٹ آبادی والے علاقوں میں ہرگز نہ رہیں۔

کروشیائی وزارت داخلہ ان مہاجرین کو کیلینا دھکیل کر کروٹ فوج کے سپرد کرنے کی ذمہ دار تھی بعد میں کروشیائی حکومت نے ایسے مہاجرین کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دینے کی کوشش کی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اقوام متحدہ اور کروشیا کی حکومت کے درمیان مہاجرین کی آمد کے حوالے سے جو معاہدہ موجود ہے اس کی رو سے کروشیائی حکومت کی یہ کارروائی یکسر غیر قانونی ہے۔ مہاجرین سے متعلق اقوام متحدہ کے ادارے کی جانب سے ان مسلمانوں کے پاس شناختی کارڈ موجود تھے۔ اس کے باوجود کروشیائی حکومت نے یہ متعصبانہ کارروائی کی۔ اگر بالفرض یہ مسلمان کسی بھی طور ناپسندیدہ تھے تو کروشیائی حکومت انہیں کروشیا چھوڑنے پر مجبور کرسکتی تھی جبکہ زبردستی دھکیل کر کروٹ فوج کے حوالے کرنا کسی بھی طور پر جائز نہیں تھا۔

گابیلا کیمپ میں قید ایک مسلمان کی بیوی نے جو کروشیا میں مہاجر کی حیثیت سے زندگی گزار رہی تھی بتایا کہ اس کے شوہر کا اس اسیری کے دوران میں پچیس کلوگرام وزن گھٹ گیا۔ یہاں قیدیوں کو دن بھر صرف سات چمچ شوربے کے' غذا کے طور پر دیئے جاتے۔ کبھی کبھی روٹی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا کھانے کو دے دیا جاتا۔ کیمپ میں قید اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات کے لئے جانے والی خواتین کو زیادتی کا ہدف بننا پڑتا۔ کیمپ کے کروٹ محافظ ان خواتین کی بے حرمتی کرتے اور اس پر رضامند نہ ہونے والی خواتین کو دھمکی دی جاتی کہ بصورت دیگر ان کے قیدی عزیزوں کو شدید اذیت پہنچائی جائے گی۔ عصمت دری کی شکار ان خواتین سے کہا جاتا تھا کہ اگر وہ اپنے قیدی عزیزوں کو بعد میں زندہ دیکھنا چاہتی ہیں تو انہیں اپنی عزت لٹانے کے لئے دوبارہ بھی یہاں آتے رہنا ہوگا۔

ایک مسلمان عورت جب اس کیمپ میں اپنے شوہر سے ملاقات کے لئے گئی تو HVO کے کمانڈر نے اس کی عصمت دری کی۔ اسی طرح ایک اور عورت کے ساتھ HVO کے پولیس سٹیشن میں دست درازی کی گئی۔ اس عورت سے کہا گیا کہ اس کیمپ میں آنے کی ایسی ہی قیمت چکانا ہوگی۔

21 نومبر 93ء کو ورلڈ ہیومنٹی فنڈ (ایک امدادی ادارہ) کا ایک کارکن گابیلا کیمپ کا جائزہ لینے کے لئے پہنچا تو کیمپ کمانڈر سے اس کی جھڑپ ہوگئی۔ کمانڈر نے کہا کہ "یہ میرا کیمپ ہے۔ یہاں وہی کچھ ہوگا جو میں چاہوں گا۔" پھر غصے کی حالت میں اس کمانڈر نے دو بچوں کو جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کیمپ میں قید اپنے والد سے ملاقات کے لئے آئے تھے کو بالوں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا کہ میں اتنا طاقتور ہوں کہ ان جیسے بچوں کے لئے علیحدہ سے جیل بنا سکتا ہوں اور کوئی مائی کا لال مجھے ایسا کرنے سے روکنے کی جرات نہیں کرسکے گا۔ میں نومولود بچوں تک کو ہلاک کر سکتا ہوں اور میرے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

کروٹ فوج نے بوسنیائی مسلمانوں کے لئے نہ صرف بوسنیا کے کروٹ آبادی والے علاقوں میں شدید ترین مشکلات پیدا کیں بلکہ خود کروشیا کی دھرتی بھی مسلمانان بوسنیا کے لئے تنگ کر دی۔ کروٹ فوجی کروشیا کے اندر اور کروشیا کے باہر مسلمان مہاجرین کے کیمپوں میں دندناتے پھر رہے ہیں۔ انہوں نے کروشیا کے ساحلی علاقوں میں قائم مسلمان مہاجرین کے کیمپوں پر اکثر اوقات چڑھائی کی۔ کروشیا کے ساحلی شہر سپلت میں قائم پس باراک' ستائی نس' کوماند اور میرتویاک کے کیمپ' ستوبراک شہر میں آتو اور ٹی ٹی ایس کے کیمپ اور ماکارسکا کے ہوٹل ریویرا کیمپ کے مسلم مہاجرین نے بین الاقوامی امدادی اداروں کے کارکنوں کو ان کیمپوں میں چھاپوں اور جارحانہ کارروائیوں کے بارے میں بارہا لخراش تفصیلات سے آگاہ کیا۔

انہی مہاجرین کے مطابق مئی اور جون 1993ء میں دو علیحدہ واقعات میں HVO کے سپاہیوں نے بوسنیا سے کروشیا آنے والی مسلمان لڑکیوں کی عصمت دری کی۔ ان میں سے ایک لڑکی نے جب مقامی کروشیائی پولیس کو مطلع کیا تو پولیس نے کوئی کارروائی نہ کی البتہ HVO کے فوجی اس کیمپ میں آن دھمکے اور اس لڑکی کو ایک گاڑی میں ڈال کر لیجانے لگے جب مہاجرین کے جم غفیر نے انہیں للکارا اور ان سے اپنی شناخت کرانے کے لئے دباؤ ڈالا تو وہ گاڑی سے لڑکی کو گرا کر فرار ہوگئے۔ اس واقعے کے بعد کروشیا کی ملٹری پولیس مذکورہ لڑکی کو تفتیش کے لئے پکڑ کر لے گئی اور سارا زور اس بات پر صرف کر دیا کہ دراصل مذکورہ لڑکی خود فاحشہ ہے اور یہ کہ اس لڑکی نے ہی ازخود ان فوجیوں کو بدکاری کے لئے مدعو کیا تھا۔ لڑکی نے اپنی جان بچانے کی خاطر مجبوراً پولیس کی من گھڑت کہانی کو تسلیم کرلیا۔

ایک امریکی امدادی ادارے کے کارکن کے بقول اگست 1993ء میں اس نے ماکارسکا کے ہوٹل ریویرا کیمپ سے HVO کے فوجیوں کو دو لڑکیوں کو اغوا کرکے لیجاتے ہوئے دیکھا۔ وہ لڑکیاں بعد میں پھر دیکھنے میں نہ آئیں اور ان کے بارے میں پتہ چلا کہ ان کی عصمت دری کی گئی تھی۔

ستمبر 1993ء میں زاغریب میں ایک اٹھارہ سالہ مسلمان لڑکی کے بالوں کو دو کروٹ فوجیوں نے آگ لگا دی۔ آگ لگانے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اسلامی لباس پہنا ہوا تھا اور سر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو سکارف سے ڈھانپا ہوا تھا۔ یہ لڑکی اس ٹرام میں سفر کر رہی تھی جس میں یہ دونوں فوجی موجود تھے۔ ٹرام سے اترنے کے بعد جب یہ لڑکی اپنی پناہ گاہ کی طرف روانہ ہوئی تو ان دونوں فوجیوں نے اس کا پیچھا کیا۔ جونہی وہ لڑکی مڑی' ایک خالی عمارت کے پاس ان میں سے ایک فوجی نے اس لڑکی کو دبوچ لیا اور دوسرے اس نے سگریٹ سلگانے والے لائٹر کی مدد سے لڑکی کے ریشمی سکارف کو آگ لگا دی جس نے فوراً ہی ریشمی سکارف کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ قبل اس کے کہ لڑکی اس سکارف کو ایک طرف پھینکتی' اس کے بالوں نے بھی آگ پکڑلی۔

سپلت کا واقعہ ہے کہ ایک سترہ سالہ مسلمان لڑکی کو دو کروٹ بدقماشوں نے اپنے گھیرے میں لے لیا اور قتل کی دھمکی دیکر قریبی عمارت میں اپنی عصمت لٹانے پر مجبور کرنے لگے۔ لڑکی نے مزاحمت جاری رکھی اسی دوران میں راہگیروں کی آمد سے خوفزدہ ہو کر وہ دونوں بدقماش فرار ہوگئے۔ دو ہفتے گزرنے کے بعد HVO کے فوجی ایک کروشیائی پولیس مین کے ہمراہ اس لڑکی کے پاس آن دھمکے۔ اس پولیس مین کو اس لڑکی نے اپنے گذشتہ کیمپ میں HVO کے فوجیوں کے ہمراہ بلہ بولتے ہوئے دیکھا تھا۔ HVO کے فوجیوں نے اس لڑکی کو اس کے والد کا فوٹو دکھاتے ہوئے کہا کہ چونکہ اس کا والد اب ان کی حراست میں ہے لہٰذا اگر اس نے ان کے ساتھ (اپنی عزت گنوانے میں) تعاون نہ کیا تو پھر اس کے والد کو قتل کر دیا جائے گا۔ مگر اس لڑکی نے مزاحمت کی اور وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگئی۔ یہ لڑکی ابھی تک خوفزدہ ہے۔ اسے اندیشہ ہے کہ اگرچہ وہ UNHCR کی حفاظت میں ہے۔ مگر کروشیائی کسی بھی وقت اسے پکڑ کر لے جا سکتے ہیں۔ اس کا یہ اندیشہ بالکل بجا ہے کہ جب مسلم مہاجرین کو غیر قانونی طور پر کروشیائی حکام بوسنیا میں دھکیل سکتے ہیں اور اقوام متحدہ ان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہیں کر سکتا تو پھر اسے تحفظ کس طرح مل سکتا ہے؟

HVO کو کروشیائی حکومت کی جانب سے تمام خفیہ معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس کے ایجنٹ کروشیا میں سرگرم عمل ہیں اور انہیں یہاں پر قائم مہاجرین کے تمام کیمپوں کے بارے میں معلومات حاصل ہیں۔ اس کی انٹیلی جنس کروشیا کی خفیہ پولیس کے شانہ بشانہ سرگرم عمل رہتی ہے اور معلومات کے باہمی تبادلے کے علاوہ مشترکہ آپریشن بھی کرتی ہے۔ حکومت کروشیا نے اپنے بارہ ہزار فوجی بوسنیا میں کروٹوں کی کمک کے لئے روانہ کئے تھے۔ ان کروشیائی فوجیوں نے بوسنیا میں مسلمانوں کے خلاف کارروائی میں حصہ لیا۔ جب یہ فوجی جنگ کے بعد کروشیا واپس پہنچتے تو انکے سینے میں مسلمانوں کے خلاف نفرت کا لاوا ابل رہا ہوتا تھا۔

مرولیا سودا کے مہاجر کیمپ میں یہ اطلاع پہنچنے کے بعد کہ کروشیائی آرمی کی چوتھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلپت بٹالین نے وسطی بوسنیا میں پروزور کے قریب ایک مسلم گاؤں پر حملے میں حصہ لیا' مذکورہ بٹالین کے ساتھ مسلم مہاجرین کی دست بدست لڑائی شروع ہوگئی۔ مسلمانوں کے اس ردعمل سے کروشیائی فوج کی متعصبانہ کارروائیوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے UNPROFOR نے تین مختلف واقعات کے حوالے سے یہ بات تسلیم کی کہ ان کے افراد نے حکومت کروشیا کی فوج اور اسلحے کو بوسنیا میں HVO کی امداد کے لئے جاتے ہوئے دیکھا ہے UNPROFOR کے افسر اطلاعات کا کہنا ہے کہ اگر HVO کو حکومت کروشیا فوج اور اسلحے کی شکل میں کمک نہ پہنچاتی تو بوسنیا کی مسلمان فوج موستار کا محاصرہ توڑنے میں کامیاب ہو جاتی۔ UNPROFOR کا کہنا ہے کہ کروشیا سے بارہ ہزار فوجی اور جنگی ماہرین بوسنیا میں کروٹوں کی حمایت میں لڑنے کے لئے بھیجے گئے جبکہ حکومت بوسنیا کے فوجی ذرائع کا دعویٰ ہے کہ محض تین ماہ میں کروشیا سے ایک لاکھ ٹن گولہ بارود اور ہتھیار HVO کی کمک کے لئے روانہ کیا گیا۔ اس میں وہ ہیلی کاپٹر اور لیوپارڈ ٹینک شامل نہیں ہیں جو حکومت کروشیا نے HVO کو منتقل کئے تھے۔ جب UNPROFOR کے فوجی حکام کو ان اعداد و شمار کے حوالے سے آگاہ کیا گیا تو جواب دیا گیا کہ "ہمارے لئے یہ کوئی نئی خبر نہیں ہے کیونکہ یہ تمام اسلحہ انہی سڑکوں پر سے گزار کر بوسنیا میں پہنچایا گیا جو ہم نے غذائی امداد کے لئے راہداری کی خاطر تعمیر کی تھیں۔"

بوسنیا کے محافظ مسلمان۔ سربوں کو جواب دینے کے لئے ایک مورچے سے حملے کے لئے تیاری کر رہے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ دوم

بوسنیا کے المیہ پر عالمی رویہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روس کا کردار

مسئلہ بوسنیا میں روس کا شروع سے ہی ایک خاص کردار رہا ہے۔ کمیونزم سے پہلے کمیونزم کے دوران اور کمیونزم کے بعد کے ہر دور میں روسیوں کی سربوں کے ساتھ گہری قربت میں رہی ہے۔ اس قربت میں جہاں نسل اور رسم الخط کا کردار ہے تو اس کے ساتھ ساتھ مذہبی ہم آہنگی کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ روسی' آرتھوڈوکس عیسائی ہیں۔ روسی نسلاً" سلاف ہیں اور سرب بھی سلاف نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک اور اہم چیز جو روسیوں اور سربوں میں مشترک ہے وہ دونوں کا ظالم اور سفاک ہونا ہے۔ خونخواری ان دونوں اقوام کی رگ و پے میں سمائی ہوئی ہے۔ سربوں کی درندگی اور سفاکی سے تو اب دنیا واقف ہی نہیں مانوس ہو چکی ہے مگر روسیوں کی خونخواری کی مثالیں عصر حاضر میں افغانستان کے حوالے سے سب کے سامنے ہیں لیکن اس فطرت کے پیچھے ان کا ماضی کام کرتا ہے۔ روسی ماضی سے ہی شدید ظالم تھے۔ سربوں کا ماضی بھی اس معاملے میں روسیوں سے چنداں مختلف نہیں ہے۔ آیئے پہلے روسیوں کی فطرت کا ماضی کے حوالے سے مختصر جائزہ لیتے ہیں اور اس کے بعد سربوں کے ماضی کا بھی نہایت مختصر جائزہ تاکہ وحشت و بربریت کی اس مشترکہ فطرت کا اندازہ ہو سکے۔

خوفناک آئیوان چہارم (۱۵۳۳ء-۱۵۸۴ء) نے تیرہ برس کی عمر میں غصے کے عالم میں اپنے سب سے بڑے شیر کو شکاری کتوں سے پھڑوا ڈالا۔ اس شخص کے سوشلسٹ روسی بھی مداح ہیں۔ سٹالن اسے ترقی پسند حکمران کہا کرتا تھا۔ (۱)

جدید روس کی تاریخ پیٹر اول (۱۶۸۹ء-۱۷۲۵ء) سے شروع ہوتی ہے۔ اس کی ستم گری اور خونخواری کی یہ کیفیت تھی کہ اس نے اپنے بیٹے الیکسی کو عذاب دے دے کر مار ڈالا اور بارہ ہزار شاہی محافظ بیک وقت اور ایک ہی مقام پر باجماعت قتل کر دیئے۔ آئیوان پنجم کی بیٹی زارینہ (۱۷۳۰ء-۱۷۴۰ء) نے تفریح طبع کے لئے اپنے دربار میں کئی بونے' بیوقوف اور کوزہ پشت مرد و زن جمع کر رکھے تھے۔ یہ عورت جب اشتعال میں آتی تو ان غریبوں کی شامت آجاتی۔ بے رحمی اور سنگدلی میں ظالم مرد حکمرانوں سے پیچھے نہ تھی۔ ایک بار ایک سرکاری تقریب میں اس کے سپاہیوں نے اپنی بندوقوں کا رخ ہجوم کی طرف کر دیا اور کئی آدمی مر گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر زارینہ خود اور اس کے درباری ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو گئے۔ ایک مرتبہ وہ اپنے ایک درباری سے اس لئے خفا ہو گئی کہ اس نے کسی غیر موزوں عورت سے شادی کر لی تھی۔ بدقسمتی سے وہ عورت مر گئی۔ زارینہ نے اس درباری کی شادی ایک انتہائی بدصورت کالی کلوٹ بونی عورت سے کر دی اور پھر انہیں شب عروسی گزارنے کے لئے ایک برفانی محل میں بند کر دیا جو خاص اسی تقریب کے لئے بنایا گیا تھا۔ صبح دونوں غریب منجمد پائے گئے۔ یہ خونخوار عورت درباریوں سے سنگین مذاق کیا کرتی۔ ان دل لگیوں اور تفریحی مشاغل میں ان کے ہاتھ پاؤں تک ٹوٹ جاتے اور یہ قہقہے لگاتی۔ ایک اور شہزادی جب اپنے دیہاتی بنگلے میں بیٹھے بیٹھے اکتا جاتی تو اکتاہٹ دور کرنے کے لئے اپنی حبشن لونڈی کو پیٹا کرتی۔ (۱)

یہ صرف حکمرانوں کا حال نہ تھا۔ بحیثیت مجموعی سب روسیوں کا یہی عالم تھا۔ ہر ایک اپنے دائرے میں اذیت پسند (SADIST) اور جبر پسند تھا۔ انسانیت کی تحقیر و تذلیل اس کا دل پسند مشغلہ تھا۔ یونوں' بیوقوفوں اور کوزہ پشتوں کا بطور تفریح استعمال روسیوں کی قدیم روایت تھی۔ کمیروں (SERFS) کا ادارہ بھی ان کی بے رحم فطرت کا غماز تھا۔ اس ادارے نے آبادی کے ایک بڑے بے بس حصے کو مظلوم غلام بنا کر رکھ دیا تھا۔ اس ظلم کی وسعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ صرف ایک ارسٹوکریٹ کے پاس تین لاکھ کمیرے تھے۔ ان لوگوں کو انسان بھی نہ سمجھا جاتا تھا۔ یہ ایسی جائیداد تھے جسے بخش دیا گیا تھا' اپنے آقاؤں کی مرضی کے بغیر نہ کہیں آ جا سکتے تھے اور نہ کسی دوسرے زمیندار کے پاس کام کر سکتے تھے۔ ان کی مرضی کے بغیر شادی تک نہ کر سکتے تھے ان کے ساتھ امریکہ کے نیگرو سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا۔ (۲)

سامراجی فتوحات کے دوران میں روسی سپاہیوں کی یہ ظلم پسند فطرت خوب کھل کھیلتی۔ مفتوحہ علاقوں میں غیر سائبی آبادی کا قتل عام بلاامتیاز مرد و زن ایک خوش کن معمول تھا۔ شیر خوار بچوں تک کو نہ چھوڑتے۔ (۳)

یہ تو روسی اشرافیہ اور فوجیوں کا کردار تھا۔ عام روسیوں کی اس فطرت کو ان علاقوں کی تاریخ میں پڑھا جا سکتا ہے جہاں یہ لاکھوں کی تعداد میں بس گئے تھے۔ مقامی باشندوں کو لوٹنے کھسوٹنے' ان کی زمینوں اور جائیدادوں پر جبراً یا دھوکے سے قبضہ کرنے' ان کی جان' آبرو اور مذہب سے کھیلنے میں یہ روسی اپنے حکمران طبقے اور فاتح افواج سے کسی طور کم نہ تھے۔ روسی انتظامیہ کے ایک اعلیٰ افسر کاؤنٹ کے کے پاہن نے اپنی رپورٹ میں ان لوگوں کے بارے میں لکھا کہ یہ نو آباد کار مقامی آبادی کے لئے جسم میں چبھے ہوئے کانٹے کی طرح تکلیف دہ بن چکے ہیں۔ (۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرب سربریت ___ ایک تاریخی نمونہ

ایک خط کا منتخب حصہ ملاحظہ ہو۔

"اب ذبلہ میں اپنی سمت کے منہ میں کھڑا ہوں تو اس موقع پر میں عزت مآب سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی سلطنت کی حدود میں دفن کریں لیکن اس ملک پر جس پہ میں نے حکومت کرنے خود کو ذلیل کروایا۔ جو (ملک) لعنت کا مستحق ملک ہے' وہاں ہرگز ہرگز دفن نہ کیجئے گا۔"

یہ وہ خط ہے جو سربیائی شہنشاہ میلان اوبرینووچ نے آسٹریا کے بادشاہ فرانسس جوزف کو لکھا تھا۔ سربیائی افواج اور لوگ مسلمانوں پر جو مظالم ڈھا رہے ہیں وہ سرب قوم کی فطرت کا حصہ ہیں۔ مثلاً 1903ء میں سرب فوجوں نے سرب شہنشاہ میلان کے محل میں داخل ہونے کی ممانعت کے باوجود داخل ہو کر مذکورہ بالا شہنشاہ کے بیٹے کنگ الیگزینڈر اوبرینووچ کو قتل کیا اور ملکہ "دراگا" کی عصمت دری کے بعد اس کے جسم کے اعضاء کی قطع و برید کی۔ بعد ازاں لیفٹیننٹ کرنل MISCOCH نے اپنی تلوار کی نوک پر ملکہ کی شرمگاہ رکھ کر نمائش کی۔

اگر سرب اس طریقے سے اپنے شہنشاہوں کے ساتھ سلوک روا رکھ سکتے ہیں تو پھر مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جاسکتا ہے۔ اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل کام نہیں۔ مختلف نوعیت کے کیمپ قائم کرنا بھی سربوں کے لئے کوئی شرمناک بات نہیں کیونکہ 10 جولائی 1941ء کو جنرل ندیک کی مخلوط حکومت نے بلغراد کے قریب بانیا قا میں ایک سیاسی کیمپ قائم کیا تھا۔ اس کیمپ میں 23,670 نازی حکومت نواز اور سرب حکمرانوں کے مخالفین کو رکھا گیا تھا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران ہی سربیا کی سلامتی کے سربراہ اے شیخ نے بلغراد کو یہودیوں سے پاک (JUDENFRI) شہر قرار دیا۔

سربوں نے نہایت منظم طریقے سے نسلی تطہیر کی مہم' یوگو سلاوی بادشاہت (1918ء-1941ء) کے تحت اور بعد ازاں کمیونزم کے تحت (1991ء-1945ء) پڑوسی علاقوں کو فتح کر کے جاری رکھی۔

پان سلاف ازم

روسیوں اور سربوں میں نسلی تفوق کا جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ تاہم روسیوں کو اس ضمن میں یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے سلافوں کو اکٹھا کرنے کے لئے سرتوڑ کوششیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیں۔ روسیوں کے نمایاں اتحادی سرب ہی تھے۔ ماضی میں روس' مشرقی سلاف اقوام کا محافظ تھا۔ یہ روس ہی تھا جس نے پان سلاف ازم (۸) یا "اتحاد سلافی" کی تشکیل کی تھی۔

1840ء میں روس کے چند ارباب فکر نے اس کی بنیاد رکھی تھی۔ اتحاد کا مقصد یہ تھا کہ سلاف قوم کو ترکوں (اس وقت ترک بلقان اور مشرقی یورپ کے بیشتر علاقوں کے حکمران تھے) کے خلاف ابھارا جائے۔ روسی ایجنٹوں نے خفیہ طور پر اپنی کارروائیاں کیں۔ اس اتحاد سلافی کے خرچ پر بلقان کے عیسائی نوجوانوں کو روس بھیجا جاتا۔ جرنل چرنیاف جو وسطی ایشیاء میں مقبوضات بڑھانے میں شہرت حاصل کرچکا تھا کو سربیا بھیجا گیا۔ روسیوں کی امداد سے سربوں نے ترکی کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ ان سربوں کی امداد کے لئے روسیوں نے تیس لاکھ روبل جمع کئے۔ قیمتی تحائف اس کے علاوہ تھے۔ روسی رضا کار سربیا کی فوج میں شامل ہونے کے لئے الگ آئے تھے۔ اسی طرح اتحاد سلافی کی ایک کانگریس 1867ء میں ماسکو میں منعقد ہوئی۔ جس میں یہ طے پایا کہ روس کی مدد سے تمام عیسائیوں کو ترکوں سے نجات حاصل کرلینی چاہئے۔ اس سے اگلے برس پراگ میں ایک اجلاس ہوا' جس میں سیاسی اتحادوں پر زور دیا گیا۔ جدید یوگو سلاویہ کی ایک جمہوریہ مونٹی نیگرو بھی ہے۔ مونٹی نیگرو کے بہت سے لوگ آج بھی یہ بات بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ روسیوں کو ملا کر ان (سلافوں) کی تعداد پندرہ کروڑ بن جاتی ہے (۹)

سرب مورخ وائیور تیچ (DJURETIC) جو سرب' روسی دوستی کی انجمن کے سربراہ بھی ہیں کا کہنا ہے کہ ہم "ایک ہی منزل کے راہی ہیں" سرب اس کے سوا کچھ نہیں چاہتے کہ وہ دھرتی جو تاریخی اعتبار سے انہی کی ہے' اس کا اتحاد قائم کیا جائے۔ روسی سرحدوں سے باہر تیس (30) ملین افراد ایسے بھی ہیں جنہیں یہ سبق بھلا چکے ہیں۔ سربوں کے ذہنوں میں (اتحاد کا) جو نقشہ ہے وہ روسیوں کے لئے ایک مثال بن سکتا ہے (۱۰)

روسی قوم پرست ژرنوسکی نے جنوری 94ء میں اپنے دورہ سربیا اور بوسنیا کے موقع پر سلافی یونین کے قیام کی تجویز کے بارے میں بھی بات چیت کی۔ اس تجویز کی رو سے KNIN سے لے کر ولادی واسٹک تک بسنے والے باشندوں کی ایک یونین ہوگی۔

روسی قوم پرستوں کے سربیا کے دورے

1992ء کے اواخر میں روسی اور سرب قوم پرست بلغراد اور ماسکو کے دورے کر چکے تھے اور ہنوز یہ سلسلہ وقتاً" فوقتاً" جاری رہتا ہے۔ سیاسی تعاون اور صلاح مشورہ عموماً کیا جاتا ہے۔ بلغراد کا دورہ کرنے والے روسیوں میں سے نمایاں طور پر معروف مصنف ایرنسٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوفونوف' مورخ یوری شکن اور مفکر الیگزینڈر دوگن شامل ہیں' جبکہ ماسکو کا دورہ کرنے والے سربوں میں سے سرب مورخ و سلین وائیور تچ (VESILIN DJURETIC) اور بدنام زمانہ بوسنیائی سرب رہنما رادوان کراوزچ شامل ہیں۔

بلغراد کے ایک ہفت روزہ (VREME) کے ایڈیٹر کا کہنا ہے کہ "روسی قوم پرست اور سخت گیر عناصر' سربیا کا دورہ کرنے کے بعد جب ماسکو پہنچتے ہیں تو وہ اس دورے سے قوت حاصل کرتے ہیں(۱۱) اور اسی طرح سرب قوم پرست بھی اسی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ جوں جوں حکمران (عالمی تنقید کے نتیجے میں) کمزور ہو رہے ہیں تو ان حالات میں انہیں حمایت اور تعاون درکار ہے۔ اس لئے یہ فطری حمایت انہیں روس اور یونان سے مل رہی ہے۔"

نومبر 92ء میں سربیائی ٹیلی ویژن کے ناظرین نے وہ جھلک بھی دیکھی جس میں ایک ڈنر پارٹی کے موقع پر "نمایاں سیاسی تعاون" کے حوالے سے بات چیت جاری تھی۔ یہ گفتگو جسے سربیا کے سرکاری ٹیلی ویژن نے نشر کیا' ہوٹل یوگو سلاویہ کی ایک ڈنر پارٹی میں ہو رہی تھی۔ ایک جانب ودوے سلاف سلے (سربیا کی انتہا پسند دائیں بازو کی ریڈیکل پارٹی کے سربراہ) تھے تو دوسری جانب ولادی میرفلاتوف تھے۔ ولادی میر سابق سویت یونین کی فوج کے ریٹائرڈ افسر ہیں۔ موصوف فی زمانہ روسی قوم پرست گروہ کے رکن ہیں۔

روسی قوم پرست سربوں کے شانہ بشانہ

92ء کی کرسمس سے چند روز قبل سرب جنگجوؤں کی جنوبی بوسنیا کے ایک قصبے میں تری بنیے (TREBENJE) کے محاذ پر غیر معمولی حیثیت کے حامل کامریڈوں سے ملاقات ہوئی۔ نتیجتاً" ایک ہزار ریٹائرڈ روسی فوجی رضا کارانہ طور پر سربوں کے ساتھ آن ملے۔ روسی رضاکاروں کے کئی مزید گروہ اور بھی ہیں جنہیں روسی قوم پرستوں کی تنظیموں نے بوسنیا میں بھیجا ہے وہ بوسنیا میں سرب ملیشیا کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑ رہے ہیں (12) ان روسی رضاکاروں کو لباس' خوراک اور اسلحہ سربوں کی جانب سے فراہم کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ 155 ڈالر ماہانہ کے حساب سے مشاہرہ بھی دیا جاتا ہے۔ یوری بیلی یوف (YURI BELY AEV) سینٹ پیٹرز برگ میں بوسنیائی جنگ کے لئے روسیوں کو بھرتی کرتا ہے۔ اس کے بقول بلقان کے اس میدان جنگ میں چار سو سے پانچ سو کے قریب "خوش قسمت" روسی فوجی' ہیں' ہیں کے گروہوں میں تری بینے' وسگراد اور سرائیوو کے نواح "پیل" میں فرنٹ لائن پر موجود ہیں۔ چھ کے قریب روسی فوجی ہلاک بھی ہوئے ہیں جبکہ بہت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زخمی۔ کیفیت یہ ہے کہ یوری بیلی یوف کے بقول ہر ہفتے نئے رضا کار بوسنیا آ رہے ہیں۔ یا سے نامی علاقے پر سربوں کے قبضہ حاصل کرنے میں روسیوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ ۔ ۔

پوپکی خوف (POSPEKHOV) کا کہنا ہے کہ وہ اپنے سلاف بھائیوں کی خاطر لڑتا ہے جبکہ یوری بیلی یوف کا کہنا ہے کہ وہ روسیوں کو اس لئے منظم کر رہا ہے کہ اس کے اپنے ملک میں بھی اسی قسم کی جنگ متوقع ہے لہٰذا وہ اس کی تیاری کر رہا ہے۔ ہمارا بنیادی کردار تو نظریاتی ہے' سرب اور روسی سلاف بھائی ہیں اور یہاں (بوسنیا میں) سربوں کے ساتھ ہماری موجودگی ان کے دشمنوں کے لئے ایک پیغام ہے۔ ہمارے لئے یہ نہایت اہم ہے کہ ہم یہاں تجربہ حاصل کریں قبل اس سے کہ روس میں یوگوسلاویہ جیسی صورت حال جنم لے۔ ۔ ۔

یوری بیلی یوف اسلحے کا تاجر بھی ہے۔ سینٹ پیٹرز برگ میں روسی فوجیوں کی بھرتی کے لئے فنڈز کی فراہمی' مقامی تاجروں اور سرب تاجروں نیز بلغراد حکام کے قریبی پرائیویٹ بینک مالکان کی جانب سے ہوتی ہے۔

روسی بھی سربوں کی طرح اس نظریئے کے حامل ہیں کہ مسلمان کھٹیا لوگ ہیں اور ان کی بندوقوں کا بہترین نشانہ بھی یہ روسی سربوں کی جانب سے جاری (مذہبی بنیادوں پر) نسلی تطہیر کی مہم کا احترام کرتے ہیں۔ پوپکی خوف کے خیال میں "یہ ایک خانہ جنگی ہے' اب ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے کہ گویا وہ یہاں پہلے کبھی تھے ہی نہیں۔ مسلمان ابھی تک مشرقی بوسنیا کے کچھ حصوں میں رہ رہے ہیں اور سرب انہیں نکال کر انہیں امن کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ اگر وہاں مسلمان نہ ہوتے تو جنگ بھی نہ ہوتی"۔ ۔ ۔

عسکری حمایت

روسی قوم پرستوں کے ساتھ ساتھ روسی حکام بھی مسلم دشمنی میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں ان روسی حکمرانوں کا ہر اقدام بوسنیا کی مخالفت یا کم از کم سربوں کی حمایت میں ہوتا ہے۔ CSCE کی دسمبر ۱۹۹۲ء کی کانفرنس میں روسی وزیر خارجہ آندرے کوزیروف نے دھمکی دیتے ہوئے کہا تھا کہ "روس اپنے سلاف بھائیوں کی حمایت میں فوجی مداخلت کر سکتا ہے"

نظریوں کا پجاری انتہا پسند روسی قوم پرست راہنما میر ژرنوسکی سرب مقبوضہ بوسنیا میں تعینات کی لئے فروری ۱۹۹۳ء میں وارد ہوا۔ اس نے کہا کہ اگر سرب نوجوانوں پر نیٹو نے حملے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے تو روس پر حملے تصور کیے جائیں گے۔ ژرنوسکی نے بے لیانا کا ایک گھنٹے کا دورہ کیا اور بہت سے جنگی مجرموں سے ملاقات کی اور ایک منہدم شدہ مسجد کے مقام کے قریب سیر کی۔ اب اس جگہ سربوں نے پارک قائم کر دیا ہے۔ بے لیانا میں ایک سال قبل سربوں نے مسلمانوں کو اپنے گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا تھا۔ ژرنوسکی نے سرب انتہا پسند قوم پرستوں کو روسی تعاون کا بھی یقین دلایا۔

بوسنیا کے سرب مقبوضہ علاقے بے لیانا میں ژرنوسکی کے دورے کا اہتمام ویانا میں مقیم ایک مونٹی نیگرین تاجر پیترا ایوانووچ نے کیا تھا۔ ژرنوسکی یہاں وارد ہوا تو اس کے انتظار میں کھڑے ہزاروں افراد نے خوشی سے گونج دار نعرے لگائے۔ یہ ہجوم ژرنوسکی کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے منجمد کر دینے والی بارش میں کئی گھنٹے سے کھڑا تھا۔ ژرنوسکی نے آرتھوڈوکسی کو بچانے کے لئے جنگ شروع کرنے پر سربوں کی تعریف کی۔ تالیاں بجاتے انبوہ کثیر کو ژرنوسکی نے یقین دلایا کہ "میرے بھائیو! فکر نہ کرو ہم تمہاری حفاظت کریں گے۔ اگر سربیا پر ایک بھی بم گرا تو ہم اسے روس پر حملہ تصور کریں گے" جب ژرنوسکی یہ بات کہہ رہا تھا تو اس وقت اس شہر کی فضاؤں میں ایک سرب جنگی طیارہ چکر لگا کر نیٹو کی جانب سے قائم ممنوعہ فضائی علاقے کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہا تھا۔ انہی ایام میں مغربی راہنماؤں نے تزلا ایئرپورٹ کھولنے اور اقوام متحدہ کی طرف سے قائم محفوظ علاقے سریبرینتسا کی حفاظت پر مامور کینیڈین فوجی دستے کو تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے سربوں کے خلاف نیٹو کی فضائی طاقت کو استعمال کرنے کی بہت بڑھکیں ماریں۔

ژرنوسکی نے ایسی بڑھکوں کی مذمت کی اور سربوں پر زور دیا کہ وہ سابق یوگوسلاویہ میں بسنے والے سربوں کی تمام دھرتی پر مشتمل ایک نئی قوم قائم کریں۔ یہ بالکل وہی بات ہے جو ژرنوسکی خود سابق سوویت یونین میں بسنے والے روسیوں کے بارے میں کرتا ہے۔ مظاہرین جو ژرنسکی کے استقبال کے لئے آئے تھے ان کے ہاتھوں میں موجود پے کارڈ وغیرہ پر نعرے درج تھے۔ "روسی اور سرب 200 ملین افراد کی قوت۔"

"آرتھوڈوکسی کا محافظ ژرنوسکی" لاؤڈ سپیکروں پر مقبول عام سرب گیت سنائے جا رہے تھے اس میں سے ایک کے الفاظ کچھ یوں ہیں۔ "ہم سنتے ہیں کہ وہ روسی خدا کی حمد کے ساتھ ساتھ آ رہے ہیں او! تم آرتھوڈوکس ہو۔" اسی اثنا میں نیلی کیموفلاج وردیوں میں ملبوس سرب بندوقچی شہر سے برآمد ہوئے۔

ژرنوسکی کی اپیل سرب لوگوں سے یہ ہے کہ وہ کسی حد تک مغرب کے خلاف جنگجو یانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہنیت اپنالیں اور سب یہ کچھ آرتھوڈوکس نصب العین کی خاطر کیا جائے۔"

انتہا پسند قوم پرست سرب اور روسیوں کا کہنا ہے کہ روائتی طور پر ان کے لوگ ایک دوسرے کے انتہا پسند قوم پرست مغرب اور روسیوں کو روائتی طور پر ان کے لوگ ایک دوسرے کے اتحادی رہے ہیں' ان کا مذہب ایک ہی ہے اور پھر دونوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ عظیم سلافی روح سے تعلق رکھتے ہیں۔ انیسویں صدی میں روسی زاروں نے عملاً سربوں کی امداد کی تھی ژرنوسکی جس نے جرمنی' پولینڈ اور جاپان کو تباہ کرنے اور الاسکا کو واپس روسی کنٹرول میں لانے کی دھمکی دی' بلقانی جھگڑے سے متاثرہ علاقوں کو دورہ کیا ژرنوسکی نے کہا کہ "ہم نے پچاس برس قبل جو کچھ فرانسیسیوں کے ساتھ کیا وہی کچھ جرمنوں کے ساتھ کیا اور وہی کچھ اس کے ساتھ کیا جائے گا جو سربوں سے برا سلوک کرے گا۔" بنے لیانا میں مرسڈیز بینز کار میں اپنی آمد کے بعد ژرنوسکی نے جنگی مجرم' بوسنیائی سرب رہنما رادو وان کراوزچ کا بوسہ لیا اور ایک روسی لڑاکے سے ملاقات کی جس نے سرب فوج میں شمولیت اختیار کرلی ہے۔ بعد ازاں اس نے رادو وان اور استانچ سے ملاقات کی۔ اوستانچ بھی ایک جنگی مجرم ہے۔ اس نے 1991ء میں فوچا شہر سے ہزاروں مسلمانوں کو نسلی تطہیر کی مہم کے تحت نکال باہر کیا تھا۔ جونہی ژرنوسکی کی گاڑی شہر میں داخل ہوئی تو اس کے حامی جو اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے آئے تھے' مزید بے تاب ہوگئے۔ ایک ساٹھ سالہ سرب کسان نے جو ژرنوسکی کو اپنا ہیرو قرار دیتا ہے' کہا کہ "ژرنوسکی ہی اصل سرب ہے۔"

شکاگو میں کام کرنے والے ایک سرب کے بقول "ژرنوسکی ایک بہترین انسان ہے۔ وہ ہماری مدد کرنے والا ہے۔"

مؤرخ جارجو کوچ کے مطابق "ولادی میر ژرنوسکی یہ سمجھتا ہے کہ سربوں نے 1389ء میں دنیا کو بچایا تھا۔" اس کا اشارہ جنگ کوسووہ پولے کی طرف تھا جس میں عثمانی ترکوں کے ہاتھوں سرب ہار گئے تھے۔ "آج ژرنوسکی اس شکست کا بدلہ لینے آرہا ہے۔"

22 جنوری 93ء کو بلغاریہ کے دارالحکومت صوفیہ میں کروشیا کے سرب علاقے کرائنا کے سرب رہنماؤں اور روسی جرنیلوں کے درمیان ایک سمجھوتے پر دستخط ہوئے۔ جس میں 360 ملین ڈالر مالیت کے اسلحے کی فروخت شامل تھی۔ جبکہ اس سے قبل کچھ اسلحہ جس میں ٹی۔ 55 قسم کے ٹینک اور فضائی دفاعی میزائل شامل تھے' پہلے ہی سربوں کو مہیا کردیے گئے تھے

(17)

اقوام متحدہ کی جانب سے بوسنیا پر عائد اسلحی پابندیاں اٹھانے کے لئے چند ممالک نے یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ اقوام متحدہ میں اٹھانے کی بات کی تو روس کے نائب وزیرخارجہ اناطولی نے کہا کہ "یہ ایک غیر مناسب اقدام ہے۔ ہم نے اقوام متحدہ میں اپنے نمائندے کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ اسلحی پابندیاں اٹھانے والی قرارداد کے خلاف ویٹو کرے' خواہ اس معاملے میں وہ تنہا ہی کیوں نہ ہو۔"

روس کے سرب نواز اور مسلم دشمن رویئے کے سبب ہی بوسنیا نے طے کیا کہ اگر بوسنیا میں اسلامی ممالک کے فوجی دستوں کو امن فوج میں شامل نہ کیا گیا تو وہ روس کے فوجی دستوں کو اپنے ہاں تعینات ہونے کی اجازت نہیں دے گا۔ 24 مئی 93ء کو بوسنیا کے وزیرخارجہ حارث سلاجک نے کہا کہ "ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ روس کے سربیا کے ساتھ واضح مذہبی تعلقات ہیں۔ بہت سے روسی لوگ ہمارے خلاف مصروف جنگ ہیں اور روسیوں نے سربوں کی حمایت میں کھلم کھلا ہماری مخالفت بھی کی ہے (18)۔

جب نیٹو نے سرائیوو کا محاصرہ ختم کرانے کے لئے سربوں کو فروری 94ء میں الٹی میٹم دیا اور دھمکی دی کہ محاصرہ ختم نہ ہونے کی صورت میں فضائی حملے کئے جائیں گے تو روس نے ان مجوزہ حملوں کی شدید مخالفت کی۔

سخت اقتصادی پابندیوں کی مخالفت

وانس اوون منصوبے پر عمل درآمد کے لئے سربوں پر دباؤ ڈالنے کی غرض سے امریکہ اور چند ممالک نے محض دکھاوے کے لئے سربیا پر اقتصادی پابندیاں سخت کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے تحت قرارداد کی منظوری کے لئے بیانات دینا شروع کئے تو روس نے اس کی کھل کر مخالفت کی۔ حتی کہ امریکہ نے بھی بعد ازاں پابندیوں کے اس ڈرافٹ کو 25-اپریل 93ء تک مؤخر کرنے کی درخواست کی تاکہ یلسن' جو قوم پرستوں کے شدید دباؤ میں تھے' ریفرنڈم میں کامیاب ہو جائیں۔ یلسن کو کامیاب کرانے کے لئے یہ پابندیاں خود امریکہ نے مؤخر کروائیں۔ 13 نومبر 93ء کو روسی وزیرخارجہ نے سرائیوو کے نواح میں سربوں کے ہیڈ کوارٹر کے دورے کے موقع پر کہا کہ "بوسنیا ہرزیگووینا امن منصوبہ کو سربیا اور مونٹی نیگرو پر عائد اقتصادی پابندیاں ہٹانے سے مشروط کر دیا جائے" (19) اس مرحلہ پر چونکہ مسلمانوں نے امن منصوبہ مسترد کیا ہوا تھا۔ لہٰذا ان پر زبردستی یہ منصوبہ ٹھونسنے کے لئے اور سربیا پر عائد اقتصادی پابندیاں اٹھوانے کے لئے روسی وزیرخارجہ نے یہ خوبصورت بیان دیا۔

جنوری 94ء میں سے سرائیوو میں مسلمانوں نے سربوں کی گولہ باری کا مؤثر جواب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ جس سے سربوں کو بھاری جانی نقصان پہنچا۔ اقوام متحدہ میں روس نے سلامتی کونسل کے پلیٹ فارم سے یہ کہا کہ لڑائی (جنوری ۹۴ء کے اوائل) میں مسلمانوں کی جانب سے پہل ہوئی ہے لہٰذا مسلمانوں کی مذمت کی جائے۔ (تاہم پاکستان نے روس کی جانب سے پیش کی جانے والی اس قرارداد کو رکوا دیا۔)

سرب جارحیت کا نشانہ یہ معصوم بچہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1- ان سائیڈ رشیا ٹوڈے صفحہ 174

2- سیون روڈز ٹو ماسکو صفحہ 36، 37

3- ان سائیڈ رشیا ٹوڈے صفحہ 176

4- دی رائیول پاورز ان سینٹرل ایشیا صفحہ 78، 79

5- مشن ٹو کرسٹان صفحہ 183

6- ای ٹی آر 4 ستمبر 92ء

7 ای۔ ٹی۔ آر۔ 4 ستمبر 92ء

داوس سٹار کا مضمون۔ موصوف ارجنٹائن میں ریڈیو کروشیا کے نامہ نگار رہے۔ نومبر 91ء سے فروری 92ء تک سابق یوگوسلاویہ میں یونائٹڈ نیشنز کے ریڈیو امریکہ اور روزنامہ "ایل لیونیتا" کے نامہ نگار بھی رہے۔

8 پان سلاف ازم حیران کن طور پر ایک جرمن اختراع تھی۔ جرمن فلاسفی جان گوٹ فرائیڈ ون ہرڈر (JOHANN GOTT FRIED) نے اٹھارویں صدی میں دلیل دی کہ اس وقت کے دیہاتی اور ان پڑھ سلاف' جرمنوں اور فرانسیسیوں سے اعلیٰ تر ہیں کیونکہ وہ فطرت اور روحانی سچائی کے قریب تر ہیں۔

9- واشنگٹن پوسٹ بحوالہ ڈان 5 جنوری 93ء

10- ایضاً

11- 12 دسمبر 93ء کو روسی پارلیمنٹ کے لئے ہونے والے انتخابات میں انتی پالیسیوں کی وجہ سے قوم پرست فیصلہ کن تعداد میں کامیاب ہو چکے ہیں۔

12- واشنگٹن پوسٹ بحوالہ ڈان 5 جنوری 93ء

13 رشین فیڈریشن میں چیچن' انگشتیا' تاتارستان اور وا خستان وغیرہ خودمختار علاقے علیحدگی کے خواہاں ہیں۔ روسی قوم پرست جب یوگوسلاویہ جیسی کیفیت کا روس میں رونما ہونے کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد مذکورہ بالا علاقے ہیں۔ روسی پارلیمنٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے 12 دسمبر 93ء کو منعقد ہونے والے انتخابات میں چیچن نے حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا لہٰذا اس علاقے کو جانے والی تمام ٹرانسپورٹ بند کر دی گئی اور حملے کی دھمکی بھی دی گئی۔ اس انتخاب میں قوم پرستوں کی نمایاں کامیابی نے چیچن کو نیا بوسنیا بنانے کا اندیشہ پیدا کر دیا ہے۔ وسطی ایشیائی ریاستوں میں روسیوں کی ایک بہت بڑی تعداد رہتی ہے۔ وہاں مقامی لوگ ان روسیوں سے نفرت کرتے ہیں۔ ان وسطی ایشیائی ریاستوں میں ان روسی عیسائیوں کو تحفظ فراہم کرنے کا خیال بھی ان قوم پرستوں کے ذہنوں میں موجود ہے۔ یوری بیلی یوف کے اس بیان کو اسی تناظر میں دیکھا جانا چاہئے۔

14- لاس اینجلس ٹائمز میں شائع شدہ کیرل بے و عمر کا مضمون بحوالہ ڈان 14- اپریل 93ء

15- لاس اینجلس ٹائمز میں ولیم پف کا مضمون بحوالہ دی نیوز 13 فروری 93ء

16- ہفت روزہ آبزور (لندن) بحوالہ دی نیشن لیم مارچ 93ء

17- دی نیوز 25 مئی 93ء

18- ڈان 14 نومبر 93ء

19- دی نیوز 10 جنوری 94ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

اقوام متحدہ
اور
دیگر مغربی ممالک کا طرز عمل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- اسلحی پابندیاں

کروشیا اور سربیا کے مابین شدید جنگ کے بعد سابق یوگو سلاویہ کی تمام ریاستوں پر اسلحے کے حصول پر پابندی لگا دی گئی تھی۔ اقوام متحدہ کے اس اقدام سے بظاہر یہ دکھانا مقصود تھا کہ وہ خطے میں جنگ بندی کی خواہاں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ سابق یوگو سلاویہ کی شکست و ریخت سے مغربی دنیا یہ محسوس کر رہی تھی کہ مستقبل قریب میں بوسنیا ہرزیگووینا ایک مسلم مملکت کے طور پر ابھر کے یورپ کے قلب میں عیسائیوں کے لئے چیلنج بن جائے گا۔ اس پابندی کے اطلاق کے پیچھے کروٹ اور سرب عیسائیوں کے درمیان فرقہ وارانہ بنیادوں پر کشت و خون روک کر بوسنیا کے مسلمانوں کو اپنے ممکنہ دفاع سے بے بس کرنا تھا اور آنے والے واقعات سے یہ ثابت بھی ہوا کہ بوسنیا ہرزیگووینا ہی ان پابندیوں کا نشانہ بنا۔

یوگو سلاویہ اور کروشیا کو اسلحے کے حصول میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہیں وہ کھلی مارکیٹ اور دیگر مغربی عیسائی ممالک سے دھڑا دھڑ اسلحہ خرید رہے ہیں جبکہ بوسنیا کو اپنے بنیادی حق دفاع سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔ سابق یوگو سلاویہ دفاعی پیداوار کے اعتبار سے ایک بہت بڑا ملک تھا اور ساتھ ہی اسلحہ فروخت کنندہ بھی۔ 1980ء کے عشرے میں اس کی دفاعی صنعت کی پیداوار کی فروخت کی سالانہ شرح ۲ء۱ بلین ڈالر تھی۔ یونان اور دیگر ممالک سے سربیا کو اسلحہ علیحدہ سے مل رہا ہے۔ سابق یوگو سلاویہ کی وفاقی فوج میں غالب عنصر بھی سربوں کا ہی تھا اس لئے یوگو سلاویہ کی وفاقی فوج نے بوسنیا میں مقامی سربوں کو جنگ سے قبل ہی اسلحے سے لیس کر دیا تھا جبکہ مسلمانوں کو اسلحے سے محروم کر دیا گیا' نہ تو خود ان کے اپنے پاس کوئی قابل ذکر اسلحہ پہلے سے تھا اور نہ ہی وہ عالمی منڈی سے ان عائد شدہ اسلحی پابندیوں کے سبب اسلحہ خرید سکتے ہیں۔ اسلحی اعتبار سے مسلمانوں کے دشمن سرب اور کروٹ بہت اچھی کیفیت کے حامل ہیں۔ اس کا اندازہ جدول نمبر۱ اور جدول نمبر۲ سے لگایا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول نمبر 1

یوگوسلاویہ کی وفاقی فوج میں نسلی بنیادوں پر اعلیٰ رتبوں کی تقسیم

(یہ اعداد و شمار جنگ شروع ہونے سے پہلے جون 1991ء تک کے ہیں)

قوم	یوگوسلاویہ میں شرح	جنرل* 153	کرنل 2346	لیفٹیننٹ کرنل 6140	میجر 2476
سربیائی	۳۶.۳٪	۵۳.۳٪ یعنی ۸۲	۶۴.۷٪ یعنی ۱۵۱۷	۶۳.۵٪ یعنی ۳۸۹۸	۶۰.۹٪ یعنی ۲۱۰۲
مونٹی نیگرو	۲٪	۱۲.۴٪ یعنی ۱۹	۱۰٪ یعنی ۲۳۷	۶.۷٪ یعنی ۴۱۱	۶.۵٪ یعنی ۲۲۵
کروشیائی	۱۹.۸٪	۱۴.۴٪ یعنی ۲۲	۹.۳٪ یعنی ۲۱۹	۱۰.۸٪ یعنی ۶۶۱	۹.۸٪ یعنی ۳۴۰
مقدونی	۶٪	۷.۸٪ یعنی ۱۲	۴.۴٪ یعنی ۱۰۳	۶.۴٪ یعنی ۳۹۴	۶.۸٪ یعنی ۲۳۶
بوسنیائی	۸.۹٪	۲٪ یعنی ۳	۱.۱٪ یعنی ۲۶	۱.۸٪ یعنی ۱۱۰	۲.۳٪ یعنی ۸۲
سلووینیائی	۷.۸٪	۷.۸٪ یعنی ۱۲	۳.۱٪ یعنی ۷۲	۲.۳٪ یعنی ۱۴۳	۱.۸٪ یعنی ۶۳
البانی	۰.۱٪	۰.۷٪ یعنی ۱	۰.۲٪ یعنی ۴	۰.۲٪ یعنی ۱۲	۰.۲٪ یعنی ۸
ہنگری	۰.۱٪		۰.۲٪ یعنی ۵	۰.۲٪ یعنی ۱۲	۰.۴٪ یعنی ۱۴
یوگوسلاوی	۵.۴٪	۴۰.۶٪ یعنی ۶۲	۵.۲٪ یعنی ۱۲۳	۶.۹٪ یعنی ۴۲۳	۱۰.۴٪ یعنی ۲۶۰
دیگر	۳.۶٪		۱.۶٪ یعنی ۳۸	۱.۲٪ یعنی ۷۳	۱.۳٪ یعنی ۴۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدول نمبر2

قوم	فوجی دستے	فضائیہ	دیگر ہتھیار
سرب	یوگوسلاوی فوج سے 40,000 بے قاعدہ فوج=80,000	لڑاکا طیارے 21 ہیلی کاپٹر 30	ٹینک 300 بکتر بند گاڑیاں 200 توپخانہ 500 سے 1000
مسلم	یوگوسلاوی فوج سے 50,000 بے قاعدہ فوج 100,000	کوئی نہیں	ہلکا اسلحہ "پستول' پیڑول بم کچھ بندوقیں' تقریباً 4 ٹینک توپخانہ 3 سے 4
کروٹ	یوگوسلاوی فوج سے 20,000 HVO=15,000	کوئی نہیں مگر کروشیا کی فضائیہ کا تعاون حاصل ہے	ٹینک 50 توپخانہ 100 (کروشیا کی طرف سے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت بوسنیا' مغربی عیسائی دنیا سے یہی مطالبہ کرتی ہے کہ وہ یا تو بوسنیا میں سربوں کے خلاف فوجی کارروائی کرے یا پھر بوسنیا پر عائد اسلحی پابندیاں اٹھالے۔ خود بوسنیا کی حکومت یہ بات بارہا کہہ چکی ہے کہ اسے مغربی دنیا کی افواج کی ضرورت نہیں بلکہ اسلحے کی ضرورت ہے۔

اس نوعیت کی پابندیوں کے سبب بوسنیا میں بہت زیادہ جانی نقصان ہوا ہے کیونکہ اگر مسلمانوں کے پاس اسلحہ ہوتا تو سربوں کو یوں مسلمانوں کی نسل کشی اور ان کی نسلی تطہیر نیز شہر کے شہر کھنڈرات میں تبدیل کرنے کی جرات ہرگز نہ ہوتی۔ بوسنیا کے وزیرخارجہ (آج کل وزیراعظم) حارث نے 27 اپریل 93ء کو کراچی میں ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ اگر بوسنیائی مسلمان مسلح ہوتے تو 2 لاکھ مسلمانوں کی شہادت کی نوبت نہ آتی (۱)

مغربی عیسائی دنیا نے اپنی میڈیا قوت کو استعمال کرتے ہوئے یہ پوری کوشش کی کہ چند مسلم ممالک پر یہ الزام عائد کیا جائے کہ وہ اقوام متحدہ کی جانب سے عائد شدہ اسلحی پابندیوں کو توڑتے ہوئے بوسنیا کے مسلمانوں کو اسلحہ فراہم کر رہے ہیں۔ اس کی واضح مثالیں ایران اور پاکستان پر الزامات ہیں۔

امریکہ کو معلوم تھا کہ برطانیہ اور فرانس اسلحی پابندیاں اٹھانے کے مخالف ہیں اور اگر معاملہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں بھی لیجایا گیا تو روس' برطانیہ' فرانس اور چین ویٹو کریں گے جس کے سبب یہ معاملہ حل نہیں ہوگا۔ لہٰذا امریکہ نے بوسنیا پر عائد اسلحی پابندیوں اٹھوانے کے لئے نام نہاد سفارتی کوششیں کیں۔ روس نے کھلم کھلا ویٹو کی دھمکی دی جس کے باعث یہ معاملہ ٹھپ ہو کر رہ گیا جبکہ مسلمان' گاجر مولیوں کی طرح سربوں اور کروٹوں کے ہاتھوں کاٹے جا رہے ہیں۔

2- اقتصادی پابندیاں

31 مئی 92ء کو شدید بین الاقوامی دباؤ کے تحت اقوام متحدہ نے سربیا اور اس کے اتحادی مونٹی نیگرو پر مشتمل جدید یوگو سلاویہ پر اقتصادی پابندیاں عائد کیں لیکن ان اقتصادی پابندیوں کے موثر اطلاق میں عیسائی دنیا از خود رکاوٹ رہی۔ چین اور ہندوستان بھی ان پابندیوں کی خلاف ورزی کرتے رہے۔ باور کرایا جا رہا تھا کہ ان اقتصادی پابندیوں سے سربیا کی کمر ٹوٹ جائے گی اور وہ بوسنیا میں سربوں کی حمایت اور اعانت سے باز آجائے گا لیکن نہ تو ان اقتصادی پابندیوں پر آج تک موثر طریقے سے عمل درآمد کرایا جاسکا ہے اور نہ ہی سربیا کے پڑوسی عیسائی ممالک اور اسلام دشمن بھارت (۲) ان پابندیوں پر عمل درآمد کے پابند ہوئے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سربیا کی بنیادی ضرورت تیل' یونان' چین وغیرہ کی جانب سے پوری کی جاتی رہی۔ جنوری 1993ء کے اواخر میں دس جہاز یوکرائن سے تیئس ہزار ٹن تیل لے کر سربیا کے لئے روانہ ہوئے اور جب یہ جہاز رومانیہ کی حدود میں داخل ہوئے تو رومانیہ نے ان جہازوں کو روکنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ "ہم ان جہازوں پر فائر نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب سربیا کے خلاف کھلی جارحیت ہو گا" (۱۰) اسی طرح یوگو سلاویہ کی ایک اسلحہ کی فرم نے صومالیہ کے کسی متحارب دھڑے کو ہتھیار فروخت کئے یہ تمام ہتھیار ایک یونانی علمبردار جہاز میں بھیجے گئے (۱۱)

26 اپریل 93ء کو اقوام متحدہ نے ایک بار پھر سخت ترین اقتصادی پابندیوں کے اطلاق کا اعلان کر دیا۔ یہ اعلان گویا ازخود تصدیق تھا کہ 11 ماہ پہلے لگائی جانے والی پابندیاں محض دکھاوا تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ 26 اپریل 93ء کو لگائی جانے والی پابندیاں بھی عملاً غیر موثر رہی ہیں اور سربوں پر کسی قسم کے دباؤ کا سبب نہیں ہیں۔ اسی لئے راڈوان کراڈزچ نے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ بیان دیا کہ ہٹلر کے جرمنی کے ساتھ جنگ میں ہمارا چار سال تک مکمل معاشی مقاطعہ کیا گیا لیکن ہم پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا اور موجودہ پابندیاں بھی ہمارے لوگوں کو جھکا نہیں سکتیں (۱۲)

سربیا یعنی جدید یوگو سلاویہ کے پاس ایندھن کا نہ صرف اتنا ذخیرہ تھا کہ وہ اپنی ضروریات کو پورا کر سکے بلکہ اس نے بوسنیائی سربوں کو بھی ایندھن کی فراہمی جاری رکھی تاکہ سربوں کے ٹینک اور دیگر گاڑیاں' مسلمانوں کے خاتمے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر سکیں۔ ان پابندیوں کے اطلاق کے بعد مئی 93ء کے پہلے ہفتے میں نصف درجن بڑے ٹینکر تیل لیکر سربیا سے بوسنیا روانہ ہوئے (۱۳) لیکن اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی بلکہ نومبر 92ء میں نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ رومانیہ یونان اور روس کے ساتھ ساتھ ہنگری نے بھی اقوام متحدہ سے مطالبہ کر دیا کہ وہ سربیا پر سے عائد اقتصادی پابندی اٹھالے۔ ہر چند کہ اقتصادی پابندیاں عائد ہیں لیکن عملاً خلاف ورزی جاری ہے۔ پابندیاں اٹھانے کا مطالبہ درحقیقت بوسنیا کو یہ باور کرانا ہے کہ اب بوسنیا کی حمایت میں سربیا کی مخالفت زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھی جا سکتی۔

3- ممنوعہ فضائی علاقہ

یہ 3 ستمبر 1992ء کا واقعہ ہے کہ سرائیوو کی پہاڑیوں پر قابض سربوں نے اٹلی کے ایک امدادی طیارے کو مار گرایا۔ یہ طیارہ سرائیوو کے محصور شہریوں کے لئے کمبل لا رہا تھا۔ اس واقعے کے بعد امدادی پروازیں معطل ہو گئیں اور بعدازاں برطانیہ کے امدادی طیارے کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرانے کی کوشش کی گئی۔ اکتوبر 92ء میں امریکہ نے بوسنیا کو ممنوعہ فضائی علاقہ بنانے کی تجویز پیش کی۔ تاہم اقوام متحدہ کے زیر اہتمام امدادی کارروائیوں کے لئے استعمال ہونے والے طیارے اس سے مستثنیٰ تھے۔ 9- اکتوبر 92ء کو سلامتی کونسل نے اس تجویز کو بادل نخواستہ قبول کرلیا۔ امریکہ نے یہ تجویز اس لئے دی تھی کہ وہ دنیا کو محض یہ دکھا سکے کہ امریکہ مسئلہ بوسنیا پر پریشان ہی نہیں بلکہ عملی اقدامات کا خواہاں ہے۔ صدر بش کے دور کی یہ تجویز جو آغاز ہی سے مبہم تھی' اس پر عملدرآمد کے دکھاوے کی نوبت 12- اپریل 93ء کو آئی اور اس پورے عرصے میں سربوں کے طیارے جن کی تعداد کے بارے میں محتاط اندازہ چالیس ہے' مسلمانوں پر آگ اور بارود برسا کر مسلم شہروں کو خون کا غسل دیتے رہے۔ مسلمانوں کی یہ بدقسمتی تھی کہ ان کے پاس ایک بھی طیارہ نہ تھا۔ بوسنیائی سربوں کو سربیا کی امداد بھی حاصل ہے اور وہاں سے بھی طیارے آکر بوسنیا کی حدود کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کو خون میں نہلا جاتے ہیں۔

ممنوعہ فضائی علاقہ کے قیام کے حوالے سے بڑی امید افزاء صورتحال ظاہر کی گئی تھی اور مغربی دنیا نے کھوکھلے دعوے کئے تھے لیکن عملاً صورتحال کیا رہی ہے آیئے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

پہلے پہل مبصرین تعینات کئے گئے جن کا کام صرف ان طیاروں کی نگرانی کرنا تھا جو اس ممنوعہ فضائی علاقہ کے قیام کے بعد خلاف ورزی کرتے۔ اس کے بعد جب عالمی' خصوصاً دنیائے اسلام کی جانب سے یہ دباؤ ڈالا گیا کہ ان مبصرین کی جانب سے نگرانی کے عمل کی کیا حیثیت ہے جبکہ سربوں کے خلاف عملاً کارروائی ہی نہیں کی جاتی۔ بالآخر چار و ناچار' حیلے بہانے کے بعد 12- اپریل 93ء کو نیٹو کے رکن ممالک یعنی امریکہ' برطانیہ' ترکی' فرانس اور ہالینڈ نے مجموعی طور پر 85 طیارے روانہ کئے۔ اس میں اواکس طیارے شامل نہیں ہیں۔ امریکہ اس مشن میں اس لئے نمایاں تھا کہ وہ یہ دکھا سکے کہ واشنگٹن سرائیوو کے محصور عوام کو بچانا چاہتا ہے۔ امریکی محکمہ دفاع پینٹاگون نے بوسنیائی فضا کی نگرانی کے نام پر اٹلی کے شہر "ایویانو" میں قائم اپنے اڈے پر موجود درجن بھر ایف سولہ قسم کے طیارے روانہ کئے۔ قریب ترین بحری بیڑے سے 24 ایف چودہ' ایف 18 قسم کے طیارے نیز ہوائی اڈوں پر مقیم ایف پندرہ قسم کے بارہ طیارے بھی روانہ کئے۔

اقوام متحدہ کے واضح مینڈیٹ کے باوجود ان "فضائی شیروں" نے دھاڑنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا۔ کسی بھی سرب اور کروٹ طیارے کو شکار نہیں کیا حالانکہ انہیں اختیار ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر انہیں کوئی طیارہ نظر آئے اور وہ طیارہ شہری ٹھکانوں کو نشانہ بنائے یا اقوام متحدہ کے امدادی کاموں میں رکاوٹ کا سبب بنے تو اس پر فوراً فائر کھول دیا جائے لیکن نیویارک ٹائمز کے مراسلہ نگار کے بقول "ان پائلٹوں کو یہ خطرہ ہے کہ سرب طیاروں کو گرانے کی صورت میں دیگر سرب طیارے اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین اور امدادی کارکنوں کو نشانہ بنا کر بدلہ لیں گے۔" مگر اس خوف کے باوجود بھی محض چند ہفتوں بعد ہی گورازدے میں اقوام متحدہ کے ایک فوجی مبصر پر سربوں نے فائر کھول دیا اور اسے شدید زخمی کر دیا۔

سرب اب جہازوں کے علاوہ ہیلی کاپٹر بھی استعمال کر رہے ہیں۔ یہ ہیلی کاپٹر نہ صرف رسد کا ذریعہ ہیں بلکہ فوجیوں کو لانے کا بھی ایک وسیلہ ہیں اور اکثر ہیلی کاپٹر تو آتے ہی سربیا سے ہیں۔ وہ افراد جنہوں نے ممنوعہ فضائی علاقے کا نقشہ کار طے کیا' کی جانب سے سربوں کا جب جی چاہے اور جو کچھ چاہے' انہیں سب کچھ کرنے کی اجازت ہے اور اس ساری صورتحال نے خلاف ورزی کرنے والوں پر یہ واضح کر دیا کہ وہ جو کچھ بھی کریں' انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ صرف جولائی 93ء کے پہلے ہفتے میں نیٹو کے راڈار کے عملے اور مبصرین نے امریکی فضائیہ کے جنرل جوزف کے بقول 116 خلاف ورزیاں نوٹ کیں لیکن امدادی کام کرنے والی مانیٹرنگ آرگنائزیشن کا کہنا ہے کہ ان خلاف ورزیوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔ پائلٹوں اور دوسرے فوجیوں سے حاصل شدہ معلومات کی روشنی میں مذکورہ آرگنائزیشن کے ایک افسر کے بقول اپریل سے اگست 93ء تک سات سو سے آٹھ سو مرتبہ تک خلاف ورزی کی گئی اور یہ خلاف ورزی زیادہ تر سرب ہیلی کاپٹروں نے کی جو رسد لے کر آتے ہیں۔

امریکی حکام یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ انہوں نے "سرب جیٹ طیاروں کو اپنی پروازیں بند کرنے پر مجبور کر دیا ہے جبکہ چند ہیلی کاپٹر ہیں جو اس فضائی علاقہ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں لیکن ان ہیلی کاپٹروں کا جنگ میں اتنا کردار نہیں ہے۔" درحقیقت وہ ہیلی کاپٹروں کی پروازوں کو جائز قرار دیکر اپنی مسلم دشمنی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ یہی ہیلی کاپٹر رسد اور اسلحہ بھی لاتے ہیں۔ کیا اس رسد اور اسلحے کے نتیجے میں سربوں کو زمین پر اپنی جنگ کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں مدد نہیں ملتی ہے؟ امریکی جریدے نیوزویک کے مطابق "مغرب کے مفلوج ہونے کی ایک اور علامت نیٹو کا مجوزہ ممنوعہ فضائی علاقہ ہے جس کی اب تک سربوں اور کروٹوں نے صرف چالیس دنوں میں 911 خلاف ورزیاں کیں لیکن نیٹو کی طرف سے ایک میزائل بھی جواب میں نہ داغا گیا۔ ممنوعہ فضائی علاقہ کی خلاف ورزی کرنے والے طیاروں کے پائلٹ اپنے جہازوں پر ریڈکراس کے الفاظ پینٹ کرا لیتے ہیں یا پھر یہ ہوتا ہے کہ جب انہیں چیلنج کیا جائے تو وہ زمین پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتر جاتے ہیں (7) یہ فضائی خلاف ورزیاں اب تک جاری ہیں۔ کروٹوں نے 14 جنوری 94ء کو بھی مسلم علاقوں پر حملے کئے (8)۔

درحقیقت یہ سب کچھ دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ مغربی عیسائی دنیا محض دکھاوے کے لئے اور تاخیری حربوں کی پالیسی کے نت نئے انداز اپنائے ہوئے ہے ورنہ بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کو بچانے کے لئے ان کی کوئی کوشش اور عمل دخل نہیں ہے۔ عراق میں ممنوعہ فضائی علاقے کے قیام کے بعد 27 دسمبر 92ء کو تو امریکہ نے عراقی طیارہ مار گرایا تھا لیکن سربوں کے خلاف اس لئے کارروائی نہیں کی جاتی کہ وہ ان کے عیسائی بھائی ہیں۔ مسلمانوں کی نسل کشی عیسائی مغربی دنیا کے مذموم منصوبوں میں سے ایک منصوبہ ہے لہٰذا ممنوعہ فضائی علاقہ بوسنیا کے مظلوم و مقہور انسانوں کے ساتھ بدترین مذاق کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

4۔ جنگی ٹریبونل

دوسری جنگ عظیم کے بعد اتحادیوں نے محوری طاقتوں خصوصاً نازیوں کے جنگی جرائم کے خلاف جرمن شہر نورمبرگ میں ایک جنگی ٹریبونل قائم کیا تھا۔ نازیوں کے جرائم سے سربوں اور کروٹوں کے جرائم بڑھ چکے ہیں بلکہ خود اہل مغرب بھی اب یہ بات ماننے پر مجبور ہیں کہ سرب، خصوصاً نازیوں پر سبقت لے گئے ہیں۔ سربوں کی سربریت کے خلاف اور جنگی جرائم میں ملوث افراد کو سزا دینے کے لئے نورمبرگ کی طرز پر ٹریبونل کے قیام کے لئے 17۔ اکتوبر 92ء کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں ایک قرارداد پیش کی گئی جس میں سابق یوگوسلاویہ میں جنگی جرائم کے مرتکب افراد کو سزا دینے کی مبہم سی تجویز رکھی گئی۔ تاخیری حربوں کے تحت یہ منصوبہ بھی اس لئے روبہ عمل نہیں ہے کہ اس پر نہایت نیم دلی سے کام ہو رہا ہے۔ 26 مئی 93ء کو سلامتی کونسل نے اس قرارداد کو متفقہ طور پر تسلیم کرلیا اور ایک ٹریبونل تشکیل دیا لیکن مختلف مغربی ممالک یا ان کے نمائندے مختلف النوع بیانات دیتے رہے مثلاً امریکہ نے رادوان کراڈزچ اور سلوبودان ملاسوچ کو جنگی جرائم کے مرتکب افراد قرار دیا تو 26 فروری 93ء کو یورپی برادری کے ثالث کنندہ لارڈ اوون نے کہا کہ "رادوان کراڈزچ اور سلوبودان ملاسوچ جنگی مجرم نہیں ہیں" (9)۔ جب یہ ٹریبونل تشکیل دیا گیا تو اسے مکمل سہولیات اور سٹاف تک مہیا نہ کیا گیا۔ کمیشن کے پانچ میں سے ایک فرد کو کنٹریکٹ پر دو ماہ کے لئے رکھا گیا، چند طلبہ اور رضا کاروں نے اپنی خدمات پیش کیں لیکن سب سے بدتر بات یہ ہے کہ مغربی یورپ اور دیگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممالک میں مقیم بوسنیائی مہاجرین سے رابطوں اور واقعات کی تصدیق کے لئے مطلوبہ رقم تک فراہم نہ کی گئی۔ رکن ممالک سے اس کمیشن کے لئے ۱۰۷ ملین ڈالر رقم کی اپیل کی گئی مگر یہ رقم موصول نہ ہوئی اور پھر یہ کہ اس رقم کا محض ایک تہائی صرف ترجمانی کی فیس پر صرف ہونا تھا۔۔۔ (بے نظیر نے دورۂ بوسنیا کے موقع پر بیان دیا کہ اس کمیشن کے کل اخراجات کا 25 فیصد پاکستان ادا کر چکا ہے۔)

کروشیا کے شہر وواکور میں سربوں کے ہاتھوں ایک پورے ہسپتال کی تباہی کے معاملے پر جنگی جرائم کی تفتیش پر انتہائی تیز رفتاری سے کام ہوا مگر بوسنیا کے معاملے میں سرد مہری چھائی رہی ہے۔ اس تجویز (نورمبرگ طرز ٹرائل) کے تقریباً گیارہ ماہ بعد 18 ستمبر 93ء کو جنرل اسمبلی نے گیارہ ججوں کا انتخاب کیا لیکن اس کمیشن کے ججوں کو مجرموں کو سزائے موت دینے کا اختیار حاصل نہیں۔ اس انتخاب اور پھر ججوں کے اختیار کے معاملے پر غور کیا جائے تو مغرب کی اسلام دشمنی کھل کر سامنے آجاتی ہے اول یہ کہ ان گیارہ ججوں میں سے ایک بھی مسلمان نہیں حالانکہ ان گیارہ ججوں میں سے چند کا تعلق مسلم اکثریتی آبادی والے ممالک سے ہے۔ جب اقوام متحدہ میں بوسنیا کے نمائندے محمد شاکر نے اس پر اعتراض کیا تو دیگر ممالک کے چند نمائندوں نے صحافیوں کو بتایا کہ کسی مسلمان جج کو اس لئے منتخب نہیں کیا گیا کہ وہ بوسنیا کے مسلمانوں کی حمایت میں سربوں اور کروٹوں کے خلاف تعصب برتیں گے۔۔۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس کمیشن کے عیسائی جج مسلمانوں کے ساتھ انصاف کریں گے؟ اور کیا وہ سربوں اور کروٹوں کی حمایت میں مسلمانوں کے خلاف متعصبانہ روش اختیار نہیں کریں گے؟ دوسرا معاملہ ججوں کی جانب سے مجرموں کو سزائے موت نہ دینے کے اختیار کا حاصل نہ ہونا ہے۔ جب اتنے سنگین، ہولناک، دہشتناک اور بدترین جرائم کے مرتکب افراد کو یہ اندازہ ہوگا کہ انہیں سزائے موت نہیں دی جائے گی تو انہیں پھر کس چیز کا خوف ہوگا۔ اس اقدام سے تو دنیا کے دوسرے خطوں میں بھی دہشت گردوں کو مستقبل میں بربریت کے مظاہرے عام کرنے کی ترغیب ملے گی، لیکن اس دہشت گردی کا نشانہ مسلمان بنے تو ہو سکتا ہے کہ پھر یہی "خاموش پالیسی" دھرائی جائے۔

5۔ بین الاقوامی عدالت انصاف کا "انصاف"

حکومت بوسنیا نے ان جنگی جرائم کو بین الاقوامی عدالت انصاف میں لے جانے کا فیصلہ کیا۔ یکم اپریل 93ء کو اس مقدمے کی سماعت ہوئی اور 8۔ اپریل 93ء کو اس عالمی عدالت نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ دیا کہ "یوگو سلاویہ کو چاہیے کہ وہ نسل کشی کو روکنے کے لئے ہر ممکن کوششیں کرے۔" اس عدالت نے یہ تو تسلیم کرلیا کہ نسل کشی جاری ہے لیکن یہ نسل کشی کس طرف سے جاری ہے' اس کے بارے میں واضح الفاظ استعمال نہیں کئے۔ البتہ اس فیصلے کے دوسرے حصے میں کہا گیا کہ یوگو سلاویہ کو چاہئے کہ وہ نیم فوجی دستوں کو جو اس کے کنٹرول میں ہیں' نسل کشی سے روکے۔ یہ تھا وہ انصاف جو اس عالمی عدالت نے کیا۔ کیا اس قسم کے مطالبات جنرل اسمبلی' سلامتی کونسل' دنیا بھر کی مختلف تنظیمیں' ادارے اور ممالک نہیں کر رہے ہیں؟ کیا ان اپیلوں کا سربیا یعنی یوگو سلاویہ نے آج تک نوٹس لیا ہے جو اس مبہم مطالبے پر کان دھرے گا؟ اس عدالت انصاف کا افسوسناک کردار ایک اور انداز سے بھی کھل کر سامنے آیا' وہ اس طرح کہ اس عدالت انصاف کے بنچ میں شامل ایک روسی جج نے اس فیصلے تک کو پسند نہیں کیا۔ ان کا خیال شاید یہ ہوگا کہ یہ سب کچھ غلط ہے اور الزام و دوش محض مسلمانوں کو ہی دیا جانا چاہئے۔

6- محفوظ علاقوں کا قیام (Safe Heavens)

مشرقی اور شمال مشرقی بوسنیا میں جنگ کے آغاز کے وقت مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ سربوں کے لئے یہ علاقے ان کے توسیع پسندانہ عزائم کے باعث نہایت اہم تھے۔ اول تو یہ کہ ان علاقوں کی سرحد براہ راست سربیا اور مونٹی نیگرو سے ملحق تھی' دوسرے یہ کہ کروشیا میں سرب علاقے کرائنا تک راہداری کے لئے ان علاقوں پر قبضہ کرنا ضروری تھا۔ سربوں نے ان علاقوں پر سب سے زیادہ دباؤ جاری رکھا اور اطراف کے چھوٹے چھوٹے علاقوں کو تاراج کرتے ہوئے وہاں کی مسلم آبادی کو یا تو موت کے گھاٹ اتار دیا' یا پھر وہاں کے مسلمانوں کو اگلے مسلم علاقوں کی جانب ہجرت کر جانے پر مجبور کر دیا۔ مشرقی بوسنیا کے ان علاقوں میں سے بعض ایسے بھی تھے جہاں سال بھر کا محاصرہ رکھا گیا۔ مقامی مسلمانوں نے ایک عرصے تک کامیاب دفاع جاری رکھا مگر آخر کب تک؟ محاصرے کے دوران میں یہاں کے لوگوں کو جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا وہ بجائے خود ایک الگ داستان ہے۔ چودہ فروری ۹۳ء کو محصور شہر گنیا کا سقوط ہوگیا۔ یہ شہر ۱۱ ماہ تک سربوں کے محاصرے کا مقابلہ کرتا رہا اس کے چند روز بعد ایک اور شہر سیربرنکا بھی سربوں کے قبضے میں چلا گیا۔ گنیا کے مسلمان شہر سے فرار ہوگئے جس کے بعد سرب فوج نے مسجد کو دھماکے سے اڑا دیا' ہر ایک گھر لوٹ کر آگ لگا دی اور مسلمان برفانی پہاڑوں پر پناہ گزین ہوگئے۔ یہ دونوں شہران محصور حلقوں کی زنجیر کا ایک حصہ تھے جو مشرقی بوسنیا میں دریائے دریٹا کے ساتھ ساتھ واقع تھے۔ سربرے نیتسا کا محاصرہ بھی اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح جاری تھا۔

اقوام متحدہ نے 17 اپریل 93ء کو سربیرے نیتسا کو محفوظ علاقہ قرار دیکر سربوں سے فوری محاصرے کے خاتمے کا مطالبہ کیا۔ 22 اپریل کو اقوام متحدہ کی فوج کے ایک کمانڈر نے کہا کہ وہ سربیرے نیتسا کو سربوں کے حملے سے بچائیں گے۔ اس سے قبل اس شہر کے دفاع کرنے والے مسلمانوں سے اقوام متحدہ نے اسلحہ واپس لے لیا تھا اور ساتھ ہی یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ سربیرے نیتسا کو مکمل تحفظ فراہم کرے گی۔ اقوام متحدہ نے ایک 6 رکنی وفد بھیجا کہ وہ سربیرے نیتسا کا دورہ کرے۔ جب یہ وفد دورہ کرکے واپس آیا تو اس وفد کے ایک رکن (وینزویلا کے اقوام متحدہ میں سفیر) نے سربوں کے دہرے معیار اور مجرمانہ کرتوتوں کو طشت ازبام کرتے ہوئے کہا کہ ان سربوں نے اسی شہر میں ڈاکٹروں تک کو علاج معالجے کے لئے اندر جانے نہیں دیا' علاوہ ازیں اس وفد کے ہمراہ جانے والے صحافیوں کی ٹیم کو بھی شہر کے اندر جانے نہیں دیا گیا۔ اس شہر میں مہاجرین سمیت مسلمانوں کی تعداد 30 ہزار تھی۔ نیوزی لینڈ کے سفیر نے کہا کہ سربوں نے شہر میں بجلی اور پانی کی فراہمی معطل کر رکھی ہے۔ "یہ شہر ایک کھلی جیل ہے۔ پانی' بجلی اور طبی سہولتوں کی عدم موجودگی جیسے مسائل لوگوں کے "آہستہ قتل عام" کے مترادف ہیں۔ یہاں آہستہ آہستہ نسل کشی جاری ہے۔ آپ چاہیں تو لوگوں کو گولیوں' گولوں یا بیماریوں سے ہلاک کرسکتے ہیں۔ سربیرے نیتسا میں لوگوں کو بیماریوں سے ہلاک کیا جا رہا ہے"(۱۲)۔

سربیرے نیتسا کے آخری ایام کی کہانی بڑی دردناک ہے۔ شہر کا دفاع کرنے والے مسلمانوں نے شہریوں کا حوصلہ برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی لیکن اشیائے خورد کی نایابی نے یہ کوششیں ناکام بنا دیں۔ ایک روز شہر کے ریڈیو سے یہ صدا ابھری خدا کے لئے ہماری مدد کرو' پھر خاموشی چھا گئی جو اگلے روز سربوں کی شدید گولہ باری سے ٹوٹ گئی۔ دست بدست لڑائی بھی ہوئی اس کے بعد شہر کے ایک رہنما نے اعلان کیا کہ شہر کا سقوط ہو چکا ہے۔

مشرقی بوسنیا کے اس شہر کا سربوں نے ایک سال سے محاصرہ کر رکھا تھا۔ بوسنیائی حکومت نے سلامتی کونسل سے اپیل کی کہ سربیرے نیتسا کے شہریوں کا وجود ختم ہونے کو ہے' ان کی مدد کی جائے۔ حکومت نے کہا کہ اس شہر کی ہزاروں عورتیں اور بچے قتل کر دیئے جائیں گے۔ کیا آپ کو کچھ احساس ہے؟ شہر پر سربوں کے نئے حملے کے بعد سلامتی کونسل نے اپنے اجلاس میں سربیا پر کچھ نئی پابندیاں عائد کر دیں اور بیرون ملک اس کے اثاثے منجمد کر دیئے اور سربوں کو محض خبردار کر دیا کہ وہ شہر میں مزید پیش قدمی نہ کریں۔ جب فرانسیسی خبر رساں ایجنسی کا نامہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگار رپورٹنگ کے لئے شہر میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ گلیوں اور بازاروں میں مارٹر' راکٹوں اور ٹینکوں کے گولوں کے نشانہ بننے والے مسلمانوں کی لاشیں ہر طرف بکھری پڑی ہیں اور جا بجا زخمی پڑے سسک رہے ہیں۔

سریبرے نیتسا کو محفوظ شہر قرار دیئے جانے کے بعد خوش قسمت مسلمانوں کو جو زخمی' بیمار اور بوڑھے تھے' اقوام متحدہ کی گاڑیوں میں مویشیوں کی طرح بھر بھر کر باہر نکال لیا گیا اور نسبتاً محفوظ علاقے تزلا میں پہنچا دیا گیا۔ چالیس سے ساٹھ ہزار مسلمان پھر بھی اس شہر میں بند رہے۔ اس کے بعد جنگ بندی کرا دی گئی اور یہ جنگ بندی اس مقصد کے لئے کرائی گئی کہ اقوام متحدہ کے فوجی' شہر میں داخل ہو کر شہر کا دفاع کرنے والے ان مسلمانوں سے ہتھیار لے لیں جنہوں نے ابھی تک اپنے ہتھیار اقوام متحدہ کی فوج کو جمع نہیں کرائے تھے اور شہریوں کو وہاں سے محفوظ انخلاء کا راستہ بتائیں۔ جنگ بندی کے اس سمجھوتے نے گویا اس مقصد کی توثیق کر دی جس کے لئے سرب لڑ رہے تھے یعنی سریبرے نیتسا کے علاقے میں مسلمانوں کا نسلی صفایا۔

مغربی عیسائی دنیا اس شہر کے سقوط پر خاموش تماشائی بنی رہی۔ امریکی صدر کلنٹن نے بظاہر سخت پالیسی ظاہر کی مگر امریکی حکومت کے ذرائع نے نیوزویک کو بتایا کہ "امریکہ عملاً اس بات پر راضی ہو چکا ہے کہ مشرقی بوسنیا میں جنگ کے بجائے یہ علاقہ سربوں کے حوالے کر دیا جائے اور کوشش اس کی بات کی جائے کہ مسلمانوں کو وہاں سے پرامن طریقے سے نکال لیا جائے" (۱۸) گویا سریبرے نیتسا خود امریکی اشارے پر اقوام متحدہ نے سرب فوج کے قبضہ میں دے دیا اور یہاں سے مسلمانوں کا صفایا اس طرح کیا گیا کہ اندلس سے مسلمانوں کے اخراج کا زخم تازہ ہوگیا۔ سریبرے نیتسا کا شہر تخت و تاراج کرنے کے بعد سرب فوج نے شمال میں برچکو کے مسلمان اکثریتی شہر پر یلغار شروع کر دی۔ اس دوران میں کروٹوں نے موستار کے تاریخی شہر کو اسی طرح شعلوں کی نذر کر دیا' جس طرح ہلاکو خان نے بغداد کو کیا تھا۔ سریبرے نیتسا میں مسلمان گیارہ ماہ سے گھرے ہوئے تھے۔ اقوام متحدہ کی فوج نے کہا کہ اس شہر کے مسلمانوں کے پاس دو ہی راستے ہیں یا تو مویشیوں کی طرح انہیں ٹرکوں میں بھر بھر کر شہر سے نکال لیا جائے یا پھر وہ بھیڑ بکریوں کی طرح سرب درندوں کے ہاتھوں ذبح ہو جائیں۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کو دونوں میں سے ایک راستے کا نہیں بلکہ دونوں کا انتخاب کرنا پڑا (۱۹) زندہ رہنے والے مویشیوں کی طرح اقوام متحدہ کی مویشی گاڑیوں میں بھر بھر کر شہر سے نکال کر نسبتاً محفوظ علاقے زیپا کی طرف دھکیل دیئے گئے' اس حالت میں کہ ان کی اکثریت ہاتھوں' پاؤں' ٹانگوں وغیرہ سے محروم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکی تھی اور باقی ماندہ آبادی بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دی گئی یا بارود کی بارش میں زندہ جل گئی۔

سریبرے نیتسا کی تباہی کی داستان مکمل ہونے کے بعد موستار کی باری آئی۔ مسلمانوں کا یہ تاریخی شہر بوسنیا میں قرطبہ و غرناطہ جیسا مقام رکھتا ہے' اسے ۹۳ء میں مسلمانوں اور کروٹوں نے مشترکہ جنگ کر کے سربوں کے جبڑے سے بچایا تھا۔ اس وقت یہ شہر بری طرح تباہی کا شکار ہوا تھا اور اس کی بہت سی عمارتیں جل کر راکھ ہو گئی تھیں تب سے اس شہر پر دونوں فریقوں کا مشترکہ کنٹرول تھا۔ اگرچہ غالب حصہ کروٹوں کے پاس تھا۔ مئی ۹۳ء میں کروٹوں نے اس شہر پر اپنے قبضے کو بلا شرکت غیرے بنانے کے لئے مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے۔ چار روز تک جاری رہنے والی جنگ میں شہر کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور مسلم اکثریتی آبادیوں کی تقریباً تمام عمارتوں کو آگ لگا دی گئی۔ کروٹوں کو اس جنگ میں بالادستی حاصل تھی۔ اس لئے بہت سے مسلمان انہوں نے مار ڈالے اور بہت سے مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا۔ ہزاروں مسلمان شہر سے باہر فٹ بال سٹیڈیم میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ اب یہ شہر راکھ کے ڈھیر اور جلے ہوئے کھنڈرات کا مرقع ہے۔ پاگل پن کا ایک مظاہرہ اس وقت ہوا جب کروٹوں نے موستار پر گولہ باری کر کے دور عثمانی کے زمانے کا بنا ہوا ایک قدیم پل تباہ کر دیا۔ "ستاری موست" نامی یہ تاریخی پل انڈے کی سفیدی اور بھیڑ کے بالوں سے بنا ہوا تھا اور اس کا شمار دنیا کے ثقافتی نوادر میں ہوتا تھا۔

مسلمانوں نے توپ کے گولوں سے اس پل کی حفاظت کے لئے اس پر پرانے ٹائر اور ربڑ کی چیزیں بہت زیادہ مقدار میں رکھی ہوئی تھیں۔ اس پل کی تباہی کے ساتھ ہی یہ خواب بکھر گیا ہے کہ اس علاقہ کے مسلمان' سرب اور کروٹ آئندہ کبھی پرامن بقائے باہمی کے ساتھ رہ سکیں گے۔ مسلمان اس پل کی تباہی پر پھوٹ پھوٹ کر روئے (۲۰)

اقوام متحدہ کی زیر نگرانی سرب فوج نے بوسنیا کے ایک اور محصور شہر زیپا کو خون میں نہلا کر رکھ دیا اور ۳۵ ہزار مسلمانوں کی یہ پناہ گاہ اپنی آزادی کی آخری گھڑیاں گننے لگی۔ زیپا شہر کی آبادی سرب یلغار سے پہلے صرف ۶ ہزار تھی لیکن بعد میں سربوں نے جب مسلمانوں کا قتل عام شروع کیا تو اردگرد کے علاقوں سے مسلمان بھاگ بھاگ کر زیپا آنے لگے جو اس دوران میں سرب گولہ باری کا مسلسل مقابلہ کرتا رہا اور اس طرح ننھے منے سے اس قصبے کی آبادی ۳۵ ہزار سے بڑھ گئی۔ مشرقی بوسنیا کے دوسرے شہروں کے بعد زیپا کی باری آئی اور عین اس روز جب سربیا نے "یورپی سوداگروں" لارڈ اوون اور سائرس وانس کے امن منصوبہ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیم کرنے کا اعلان کیا' زیپا شہر پر اس قدر گولہ باری ہوئی کہ سارا شہر بارود کے ڈھیر کی طرح جل اٹھا۔ آدھی سے زیادہ عمارتیں خاک اور راکھ کے ڈھیر میں بدل گئیں اور سینکڑوں لوگ ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ شہر کا دفاع کرنے والے مسلمان فوجیوں اور رضا کاروں کے پاس کچھ باقی نہ رہا تو انہوں نے عالمی ضمیر سے مدد کی اپیل کی اور کہا کہ اگر مدد نہ پہنچی تو یہ شہر چند روز تک سرب درندوں کے قبضہ میں چلا جائے گا لیکن عالمی ضمیر بوسنیا کی آخری ہچکی کے بعد ہی بیدار ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔

زیپا پر یہ تباہ کن حملہ شہر کے چاروں اطرف سے ایک ہی وقت میں کیا گیا اور سرب فوج کو یہ حکم دیا گیا کہ مشرقی بوسنیا کے اس محصور مسلمان علاقہ کے نام و نشان تک مٹا دیئے جائیں۔ سرب کمان کا اپنے فوجیوں کے نام ایک پیغام زیپا میں ریکارڈ کیا گیا جس میں یہ واضح حکم تھا کہ زیپا میں ہر اس شے کا وجود مٹا دیا جائے جو حرکت کر رہی ہو' اس شہر کو آگ لگا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیا جائے۔ شہر میں محصور مسلمانوں نے اقوام متحدہ کی حفاظتی فوج سے اپیل کی کہ وہ انہیں قتل عام سے بچانے کے لئے مداخلت کریں۔ اقوام متحدہ نے اس اپیل کا جواب یوں دیا کہ اپنے چند مبصر زیپا کی طرف بھیجے جنہوں نے سرب فوجیوں سے شہر کے اندر جانے کی اجازت طلب کی جو انہیں نہ ملی تو وہ شرافت سے واپس آ گئے۔

مشرقی بوسنیا کے شہروں میں سے ایک گورازدے بھی ہے یہ شہر گولہ باری' فاقہ کشی' صبر اور امید سے لبریز رہا' یہاں کے بہادر مسلمانوں نے چھ سو مربع کلومیٹر کے علاقے کا طویل عرصے تک کامیاب دفاع کیا جبکہ سرب اس شہر کو بھی محاصرے میں لئے رہے۔ اس علاقے کی آبادی کے لئے پہاڑوں پر جانے والا ایک قاتل راستہ ہی زندگی کا واحد راستہ تھا ہر رات یہاں کے لوگ مشرقی بوسنیا کی ایک الگ تھلگ وادی میں جا کر بوسنیائی حکام سے غذائی امداد لاتے۔ رات کو 10 گھنٹے کے طویل سفر کے بعد خطرناک برفانی ڈھلوان آتی ہے۔ راستے میں سگریٹ سلگانے کا مطلب سرب توپوں کی گولہ باری کا نشانہ بننے کے مترادف تھا۔ اس راستے پر اکثر لوگ بموں اور بارودی سرنگوں کا نشانہ بنے۔ سربوں کی گولہ باری سے بھی زیادہ خطرناک وہ سفید موت ہے جس کا شکار تھک ہار کر برف پر سونے والا ہر شخص ہو جاتا ہے۔ چھیاسٹھ سالہ رمیض اپنے پانچ بچوں اور بیوی کے لئے خوراک لینے گیا اور خود موت کا شکار ہو گیا۔ چار دن بعد اس کے ساتھی اس کی مسخ شدہ لاش لے کر لوٹے۔ بیالیس کلومیٹر کے اس راستے پر سینکڑوں لوگ اس برفانی موت کا شکار ہوئے۔ معمولی مقدار میں ہونے والی سپلائی اس کھنڈر شدہ شہر کے باسیوں کو بمشکل زندہ رکھے ہوئے ہے۔ شدید گولہ باری کی وجہ سے شہر میں بہت کم مکانات ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونگے جن کی چھتیں سلامت ہوں۔

مشرقی بوسنیا میں خصوصاً اور بوسنیا بھر کے مسلم اکثریتی علاقوں میں عموماً صورتحال نہایت نازک تھی۔ اقوام متحدہ نے 7 مئی 93ء کو سرائیوو سمیت چھ علاقوں کو محفوظ علاقہ قرار دینے کا اعلان کیا۔ یہ چھ علاقے بحاچ (Bihac) تزلا (Tuzla) سرائیوو' زیپا (Zepa) گورازدے (Gorazde) اور سریبرے نیتسا (Srebrenica) تھے۔ بظاہر تو یہ کہا جا رہا تھا کہ ان علاقوں کو مکمل تحفظ دیا جائے گا لیکن عملاً کیفیت مختلف ہے۔ اس اعلان کے بعد وقفوں وقفوں سے کچھ اعلان اور مطالبات کئے جاتے رہے۔

الف) ان علاقوں کے تحفظ کے لئے 15 ہزار بین الاقوامی فوج بھیجی جائے گی۔

ب) 4 جون 93ء کو ان علاقوں کے تحفظ کے لئے طاقت کے استعمال کی اجازت دی گئی۔

ج) یورپی برادری کی جانب سے 9 جون کو مسلم دنیا سے ان علاقوں کے تحفظ کے لئے افواج بھیجنے کا مطالبہ کیا گیا۔

د) 11 جون کو اقوام متحدہ نے ان علاقوں کے تحفظ کے لئے لڑنے سے ہی انکار کر دیا۔

ہ) ان محفوظ علاقوں کے لئے 250 ملین ڈالر خرچ کا تخمینہ لگایا گیا۔

محفوظ علاقے یا نسلی تطہیر

سربوں کی خواہش تو یہی تھی کہ مسلمانوں کا ان علاقوں سے صفایا کر دیا جائے۔ اقوام متحدہ نے انسانیت کی آڑ میں وہی کردار ادا کیا جو سربوں کی خواہشات کے عین مطابق تھا۔ بوسنیائی مسلمان اس صورت حال میں خود کو بے بس تصور کرتے ہیں اور اس پر دکھی ہیں کہ یورپ اور امریکہ نے ان کے مسائل کے حل کے لئے محفوظ علاقوں کا شرمناک منصوبہ بنایا۔ محفوظ قرار دیئے جانے والے شہروں اور علاقوں پر سربوں کی گولہ باری جاری ہے اور سرب کمانڈر' اقوام متحدہ کے افسروں کو وہاں پہنچنے کی اجازت نہیں دیتے۔ گولہ باری سے سینکڑوں ہلاک ہوئے ہیں اور ہزارہا جان بچانے کے لئے برفانی پہاڑوں کو فرار ہونے کی کوشش کرتے ہیں (10) تحفظ کے اعلان کے باوجود آج تک اس پر عملدرآمد کی نوبت نہیں آئی ہے۔ سرائیوو کا محاصرہ آج بھی جاری ہے۔ دیگر نام نہاد محفوظ علاقے بھی حملوں سے محفوظ نہیں۔ اقوام متحدہ اپنے ہی وعدے خود اپنے ہاتھوں توڑ رہی ہے۔ ان علاقوں کے قیام سے سربوں کی نسلی تطہیر کے لئے جاری مہم کو ایک قانونی جواز فراہم کر دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم دنیا کے فوجی دستے قبول کرنے سے اقوام متحدہ کا انکار

27 مئی 93ء اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بطروس غالی نے مسلم دنیا سے مطالبہ کیا کہ وہ محفوظ علاقوں کے لئے اپنے فوجی دستے فراہم کریں۔ اس کے بعد یورپی برادری نے بھی مسلم دنیا سے ہی مطالبہ کیا تھا۔ 13 جولائی 93ء کو اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے اجلاس منعقدہ اسلام آباد میں سات مسلم ممالک نے مجموعی طور پر 17 ہزار کے قریب اپنے فوجی دستے بھیجنے کا اعلان کیا۔ جن ممالک نے اپنے فوجی بوسنیا میں بھیجنے کی پیشکش کی' ان میں ایران' پاکستان' بنگلہ دیش' ملائشیا' تیونس' فلسطین اور ترکی شامل تھے۔ ان ممالک نے بالترتیب 15 ہزار' 3 ہزار' 1220' ڈیڑھ ہزار' ایک ہزار اور ایک بریگیڈ بھیجنے پر آمادگی ظاہر کی لیکن امریکہ اور یورپی برادری نے ایران اور تنظیم آزادی فلسطین کی فوجی پیش کش پر اعتراض کیا۔ اب تک مسلم ممالک کے فوجیوں کو بوسنیا نہیں لے جایا گیا ہے کیونکہ مغربی عیسائی دنیا ان محفوظ علاقوں سے بھی مسلمانوں کا خاتمہ ہی چاہتی ہے۔

اسی اثناء میں جبکہ مسلم دنیا اپنی افواج بھیجنے کی پیشکش کر چکے تھے۔ روس نے بھی اپنے فوجی دستے بوسنیا بھیجنے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ مقصود یہ تھا کہ بظاہر یہ ثابت کیا جائے کہ روس' سربوں کے ساتھ گہرے روابط رکھنے اور ان کا حامی ہونے کے باوجود مسلمانوں کی حفاظت چاہتا ہے لیکن وہ اس آڑ میں حقیقتاً سربوں کی کھل کر مدد کرنے کا خواہاں تھا۔ اس لئے صدر عالیجاہ عزت بیگووچ نے کہا "اگر اسلامی ممالک کی افواج کو یہاں آنے سے روکا گیا تو پھر وہ روسی افواج کو بھی بوسنیا کی دھرتی پر قدم دھرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

یہ نام نہاد محفوظ علاقے آج بھی سربوں کی درندگی کا نشانہ ہیں اور مغربی عیسائی دنیا نہ تو خود ان علاقوں کو تحفظ فراہم کر رہی ہے اور نہ ہی مسلم دنیا کے فوجی دستوں کو ایک طے شدہ اعلان کے مطابق' بوسنیا میں جانے کی اجازت دینے پر آمادہ ہے۔ بطروس غالی نے بعد ازاں یہ کہا کہ مسلم دنیا اپنی افواج بھیجنے کے ساتھ ساتھ فنڈز کا بھی خود انتظام کرے (17) فنڈز کا مطالبہ بھی اس لیے کیا گیا تاکہ سربوں اور کروٹوں کو مسلمانوں کی نسل کشی کے لیے کچھ مہلت اور مل جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امن مذاکرات

پہلا امن منصوبہ

یورپی طاقتوں نے بوسنیا میں سرب جارحیت رکوانے کے بجائے اسے 10 خودمختار صوبوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ پیش کیا لیکن یورپ کا یہ اقدام اس لئے ناکام ہوگیا کہ الگ الگ وجوہات کی بناء پر بوسنیائی مسلمانوں اور سربوں دونوں نے اسے مسترد کر دیا۔

منصوبے کے اہم نکات

- ان صوبوں کو اپنی مسلح افواج قائم کرنے یا خارجہ امور نبٹانے کی اجازت نہ ہوگی۔
- کسی صوبے کو دوسرے ملک کے شہری کو اپنی شہریت دینے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔
- سربیا یا کروشیا کے ساتھ الحاق نہیں کیا جاسکے گا۔
- ایوان زیریں آبادی کے تناسب کے لحاظ سے وزیراعظم کا انتخاب کرے گا۔
- مجوزہ صوبوں کے گورنر ایک صدر کو منتخب کریں گے جس کی مدت مختصر ہوگی اور یہ عہدہ تمام نسلی گروہوں کو باری باری ملے گا۔

اس تجویز کے تحت 10 خودمختار صوبوں کی مرکزی حکومت میں نسلی توازن کو برقرار رکھتے ہوئے تناسب کے اعتبار سے باری باری تینوں گروپوں کو مسلح افواج اور امور خارجہ میں نمائندگی دی جانا تھی۔ ان خود مختار صوبوں کو تعلیم، صحت اور مقامی پولیس بنانے کا اختیار بھی دیا گیا تھا تاہم حقوق انسانی کے تحفظ اور نسلی امتیاز کے خاتمے کے لئے ایک قانونی ادارہ بھی قائم کیا جانا تھا۔

سربوں کا ردعمل

- اگرچہ اس منصوبے کے تحت بوسنیا کے 31 فیصد سربوں کو بوسنیا کا 50 فیصد رقبہ ملنا تھا مگر وہ اس پر بھی ناخوش تھے، ان طرح سے ان کے ہاتھوں سے 70 فیصد رقبہ نکل جانا تھا کیونکہ سربوں نے بوسنیا کے 70 فیصد علاقے پر پہلے ہی قبضہ جمایا ہوا ہے۔
- سربوں کے جو تین صوبے بنائے گئے وہ ایک دوسرے سے الگ تھے گویا تینوں سرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوبے مل کر سرب فیڈریشن نہیں بنا سکتے تھے۔

- چونکہ معاہدہ میں یہ بات شامل تھی کہ کوئی بھی صوبہ اپنی ملکیت میں کسی دوسرے ملک سے کوئی معاہدہ نہیں کر سکے گا لہٰذا سرب صوبے اس منصوبے کے تحت سربیا سے الحاق نہیں کر سکتے تھے۔ یوں سربوں کا' عظیم تر سربیا بنانے کا خواب ادھورا رہ جاتا۔

کروٹوں کا ردعمل

- بوسنیا کے 17 فیصد کروٹوں کو اس منصوبے کے تحت 20 فیصد رقبہ دیا جانا تھا جو ان کے لئے کافی تھا اس لئے انہوں نے اس منصوبے کو تسلیم کر لیا۔ کروٹوں کے پاس جنگ سے قبل اتنا رقبہ نہیں تھا۔

مسلمانوں کا ردعمل

- ان دس صوبوں میں سے مسلمانوں کی کامل ملکیت والا ایک بھی صوبہ نہیں تھا چونکہ اس منصوبہ کا اولین مقصد یہ تھا کہ کسی متحدہ بوسنیا کا وجود ہی نہ رہے اور نہ ہی کوئی مسلمان مملکت اس نام سے قائم ہو' لہٰذا جو صوبہ مکمل طور پر آزاد ہو گا' بوسنیا کی وفاقی حکومت سے اس کا الحاق محض علامتی ہو گا۔
- بوسنیا کا دارالحکومت سرائیوو اس مجوزہ منصوبہ کے تحت کسی خودمختار اور آزاد حکومت کے زیر کنٹرول نہیں بلکہ ایک آزاد اور کھلا شہر تھا جس پر کسی گروہ کی حاکمیت نہ ہوتی۔ اس منصوبے میں 43 فیصد مسلمانوں کو محض 20 فیصد رقبہ دیا گیا۔
- ہر صوبے کی حدود کا تعین علاقے میں رہنے والی نسلی اکثریت کی بناء پر کیا گیا تھا۔
- بوسنیا کے صدر عالیجاہ عزت بیگ نے اس منصوبے کو یکسر مسترد کر دیا اور کہا کہ اس منصوبے کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہو گا کہ بوسنیا کا بطور ملک وجود قائم نہ رہے اور یہ ملک دس ملکوں میں تقسیم ہو جائے۔
- برطانوی اخبارات کے صحافیوں کا ایک وفد بوسنیا پہنچا اور عالیجاہ عزت بیگ سے دریافت کیا کہ وہ دستخط کیوں نہیں کرتے تو عزت بیگ نے جواب دیا کہ اس نقشہ کا مقصد سربوں کو ان کی فتوحات کا انعام دینا ہے جو انہوں نے بوسنیائی شہروں' قصبوں اور شہروں کو قبضہ میں لے کر کیں۔
- عالیجاہ عزت بیگ نے کہا کہ میں نے عدم مرکزیت والے بوسنیا کا ایک نقشہ پیش کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اسے آخر کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا؟

- مسلمانوں کو اس بات پر بھی بجا اعتراض تھا کہ مونٹی نیگرو سے ملحقہ بوسنیا کے جس علاقے (مشرقی بوسنیا) میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ سربوں کو دیا جا رہا تھا۔ اس طرح سے بوسنیا کے مسلمان مونٹی نیگرو کے مسلم علاقوں سے الگ تھلگ کر دیئے جانے تھے۔
- عزت بیگ نے بوسنیا کے پانچ مخصوص علاقوں کا حوالہ دیا جہاں غالب اکثریت مسلمانوں کی تھی لیکن سربوں نے انہیں نسل کشی کی مہم کا نشانہ بنا کر مسلمانوں سے یکسر صاف کر دیا اور اس مجوزہ منصوبے کے تحت یہ پانچوں علاقے بھی سربوں کے حوالے کئے جانے تھے۔ آخر اس بات کو کیوں تسلیم کیا جاتا کہ یہاں کئی لاکھ مسلمان آباد تھے سربوں کے حوالے کئے جانے کا مطلب یہ ہوتا کہ ان لاکھوں مسلمانوں کو کبھی بھی اپنے آبائی قصبوں اور گھروں کو واپس نہ لوٹائے جانے کا قانونی جواز فراہم کر دیا جاتا۔
- اس علاقے کے ایک شہر پریدور کو مسلمانوں کا بہت بڑا **عقوبت** خانہ بنایا گیا جس میں ہزاروں مسلمانوں کو ذبح کیا گیا۔ ان عیسائی ثالثوں کے مجوزہ منصوبے میں یہ شہر بھی سربوں کو دے دیا گیا۔

عالیجاہ عزت بیگ نے اس مجوزہ منصوبے میں مذکور آئینی ڈھانچے کو تسلیم کرلیا مگر اس منصوبے کے نقشے کو مسترد کر دیا۔

www.KitaboSunnat.com

عمومی رد عمل

اس منصوبے میں جو خامیاں تھیں اس پر ساری دنیا میں تنقید ہوئی کیونکہ :-

- اس منصوبے کے تحت سربوں کی جارحیت کو تسلیم کرلیا گیا تھا۔
- جن علاقوں پر سربوں نے قبضہ جمایا۔ ان کا بہت بڑا حصہ انہی کے پاس رہنا تھا۔ گویا یہ منصوبہ سربوں کو ان کی جارحیت کا انعام تھا۔
- ان خودمختار صوبوں کی سرحدیں اس انداز میں تشکیل دی گئیں کہ اس کے ذریعے **مستقلاً** مذہبی فسادات اور تنازعات کی بنیاد رکھ دی گئی۔
- کوئی صوبہ بھی ایک قوم پر مشتمل نہیں تھا یعنی ہر صوبے میں کسی ایک قوم کی اکثریت تھی لیکن دوسری قومیں بھی معقول تعداد میں اس صوبے میں تھیں اس کے نفاذ سے یہ ہوتا کہ ان قوموں کے مابین **مستقلاً** دنگا فساد ہوتا رہتا۔

یہ سکیم کسی نقشے میں بھی ظاہر نہیں ہو سکتی تھی چہ جائیکہ بوسنیا میں پھیلی ہوئی نفرتوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلہ کرنے کے لیے مؤثر ڈھانچہ قائم کیا جاسکتا۔ منافرتوں کو کم کرنے کے بجائے اس منصوبے کا مقصد بظاہر مذہب دشمنی کو دائمی جھگڑوں میں بدلنا نظر آتا ہے۔

امریکی امن منصوبہ

بوسنیائی قضیئے کے دو بڑے فریقوں سربوں اور مسلمانوں کی جانب سے لارڈ اوون اور سائرس وانس کے 10 خود مختار صوبوں کے منصوبے کو مسترد کر دینے اور پھر کچھ عالمی تنقید کے نتیجے میں امریکہ نے 10 فروری 93ء کو اپنا امن منصوبہ پیش کر دیا جس کے چیدہ چیدہ نکات یہ تھے۔

- اقوام متحدہ امن مذاکرات میں فعال کردار ادا کرے گا۔
- اقوام متحدہ سربیا (یوگو سلاویہ) کے خلاف اقتصادی پابندیاں سخت کرے گا۔
- جنگی جرائم کے ٹریبونل بنائے جائیں گے' جو جنگی مظالم کے مرتکب افراد پر مقدمات چلائیں گے۔
- کسی بھی سمجھوتہ کی صورت میں اس پر عمل درآمد کے لئے امریکہ اپنی فوج فراہم کرے گا۔
- امریکہ اس مسئلہ کے حل اور اس کے نفاذ کے لئے روس اور دیگر اتحادیوں کے ساتھ مل کر کام کرے گا۔

امریکی منصوبے کی خامی

پہلی بات تو یہ کہ یہ منصوبہ درحقیقت یورپی ملکوں کے منصوبے کا ہی ایک تسلسل تھا۔ جس کی پہلے خود صدر بل کلنٹن نے مخالفت کی تھی اور دوسری خرابی یہ کہ مسئلے کا حل متعلقہ فریقین کے درمیان مذاکرات کے ذریعے حل کئے جانے پر زور دیا گیا تھا۔ ان مذاکرات سے جو حل برآمد ہونا تھا وہ لامحالہ بوسنیا کی تقسیم پر منتج ہونا تھا۔ زیادہ سے زیادہ جو فرق پڑ سکتا تھا وہ یہ تھا کہ مسلمانوں کے حصے میں کچھ مزید علاقہ آجاتا۔

بالآخر ملکوں کے اور امریکی منصوبے کے ملغوبے پر عالیجاہ عزت بیگ نے شدید دباؤ کے تحت 28 مارچ 93ء کو اس شرط پر دستخط کر دیئے کہ اگر دوسرے فریق یعنی سربوں نے دس دن کے اندر اندر دستخط نہ کئے تو ہماری جانب سے بھی انکار ہی ہوگا۔

2 مئی 93ء کو ایتھنز میں ایک کانفرنس کے موقع پر سرب رہنما راد و وان کراد زچ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حربے کے طور پر امن منصوبے پر دستخط کر دیئے لیکن ساتھ ہی اسے اس بات سے بھی مشروط کر دیا کہ سربوں کی خودساختہ پارلیمنٹ نے اگر اسے تسلیم کرلیا تو میں بھی تسلیم کرلوں گا۔ مقصد یہ تھا کہ کسی طرح سے امن مذاکرات کو طول دیکر مسلمانوں کی نسل کشی جاری رکھی جائے۔

نسلی بنیادوں پر تقسیم

سربیائی صدر سلوبودان اور کروشیائی صدر توڈیمان نے ایک خفیہ میٹنگ میں بوسنیا کی بندر بانٹ کا منصوبہ بنایا تھا۔ لارڈ اوون اور سائرس وینس نے اپنے ابتدائی منصوبے (دس خودمختار صوبوں والے بوسنیا) کو تبدیل کرکے تین نسلی بوسنیا کا منصوبہ پیش کیا جو بنیادی طور پر سرب کروٹ منصوبے سے زیادہ مختلف نہ تھا البتہ مسلمانوں کو محض خوش کرنے کے لئے ان کے رقبے میں معمولی سا اضافہ کر دیا گیا۔

نیا امریکی روسی منصوبہ

اب 21 مئی 93ء کو امریکہ اور روس نے ایک نیا امن منصوبہ پیش کیا جو لارڈ اوون اور اقوام متحدہ کے ثالث کے پیش کردہ منصوبہ تقسیم بوسنیا سے بھی ایک قدم آگے تھا۔ اس حل کے تحت دونوں ممالک نے ایسی حکمت عملی مرتب کرنا تھی جس کے تحت جارح سربوں سے کہا جانا تھا کہ جن علاقوں پر تم قبضہ جما چکے ہو وہ تمہارا' اب مزید لڑائی بند کر دو۔ یہ تو سبھی پر واضح ہے کہ اس وقت سربوں نے بوسنیا کے 70 فیصد رقبے پر قبضہ جمایا ہوا تھا اور باقی ماندہ رقبے کا بیشتر حصہ کروٹوں کے قبضہ میں تھا۔ امریکی حکومت کے ذمہ داران نے نہایت ڈھٹائی کے ساتھ کہا کہ اس حل کے نتیجے میں علاقہ میں امن اور استحکام پیدا ہو جائے گا اور قتل عام پر قابو پالیا جائے گا۔ جب امریکی منصوبے کی تفصیلات سامنے آئیں تو ایک اخبار نویس نے کلنٹن انتظامیہ کے ترجمان سے دریافت کیا کہ "کیا یہ نسلی تطہیر کرنے پر سربوں کو انعام دیا جا رہا ہے؟" تو ترجمان نے اس تاثر کی نفی کرنے کے بجائے کہا کہ "اس وقت سب سے پہلا مقصد لڑائی بند کرانا ہے۔" اس منصوبہ پر امریکی وزیرخارجہ وارن کرسٹوفر اور روسی وزیرخارجہ آندرے کو زیروف کے درمیان واشنگٹن میں اتفاق رائے ہوا تھا۔ امریکی انتظامیہ نے شرم و حیا کا لبادہ اتارتے ہوئے واضح کیا کہ روس کی مخالفت کی وجہ سے بوسنیا میں امریکی فوج بھیجنے کا کوئی امکان نہیں رہا (18) گویا جس بات کا ڈھنڈورا کلنٹن اپنے برسراقتدار آنے سے پہلے بری طرح پیٹ رہے تھے کہ ان کی حکومت بوسنیا میں ہونے والے قتل عام کو برداشت نہیں کرے گی'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو بے وقوف بنانے' انہیں جھوٹی آس دلانے اور سربوں کو مزید قتل عام اور مزید نسل کشی کا موقع دینے کے سوا کچھ نہیں تھی۔

بوسنیا کی سہ ریاستی تقسیم کا ظالمانہ منصوبہ

جنیوا میں جون 93ء کے اواخر میں یورپی برادری کے ثالث اور اقوام متحدہ کے ایلچی نے بوسنیا کی وحدت کا نظریہ ترک کر دیا اور اسے نسلی بنیادوں (بلکہ مذہبی بنیادوں) پر تقسیم کرنے کے منصوبے پر بات چیت کرنے کے لئے اجلاس طلب کیا۔ یہ سکیم ایک آزاد ملک کی تسلیم شدہ سرحدوں کو ختم کرکے اسے نسلی تطہیر کی بنیادوں پر تقسیم کرنے کے نظریئے کی تصدیق کے مترادف تھی یعنی وہی بات جس کی مزاحمت کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اس سکیم کے تحت بوسنیا کے سرب آدھے بوسنیا پر قابض ہو جاتے۔ 17.5 فیصد کروٹوں کے پاس چلا جاتا اور دونوں فریق سربیا اور کروشیا سے تعلق جوڑنے میں آزاد ہوتے۔ مسلمانوں کے پاس 30 فیصد رقبہ رہتا۔ جو دو الگ الگ خطوں میں منقسم ہوتا۔

یہ تجویز جو سربیا کے صدر اور کروشیا کے صدر کی تیار کردہ تھی جارحوں کو ان کی جارحیت کا انعام دینے کے مترادف تھی۔ مسلمانوں کو ان علاقوں کی طرف جانوروں کی طرح دھکیل دیا جانا تھا۔ جو اقتصادی طور پر ناقابل رہائش ہیں۔ ان علاقوں میں کچھ صنعتیں موجود ہیں لیکن سمندر تک ان کی واحد رسائی کروشیا کی ایک بندرگاہ تک کا راستہ ہے جسے کروٹ جب چاہتے بند کر دیتے' چاہتے کھول دیتے اور یہاں مسلمانوں کو کئی برسوں تک عالمی خیرات پر ہی گزارہ کرنا ہوتا۔ یہ نظریہ بنیادی طور پر بوسنیا کو غیر مستحکم کر دیتا۔ وسیع پیمانے پر انتقال آبادی ہوتا۔ جبکہ ملک میں صرف 1.5 لاکھ مسلمان باقی رہ گئے ہیں (۵) یہ مہاجرت اسی قسم کی ہوتی جس قسم کی پاکستان اور بھارت کے قیام کے موقع پر عمل میں آئی تھی لیکن اس منصوبے میں یہ بات واضح نہیں تھی کہ جن لوگوں نے مخلوط شادیاں کر رکھی ہیں اور جو مخلوط نسل سے ہیں وہ کہاں جائیں گے؟

بوسنیائی پارلیمنٹ کا اجلاس

28 ستمبر 93ء کو نمایاں مسلم شخصیات اور رہنماؤں نے ووٹنگ کے ذریعے اپنا فیصلہ پیش کیا۔ ان 349 نمایاں مسلم دانشوروں' علماء اور زعمائے کرام میں سے 218 نے اس شرط پر حمایت کرتے ہوئے بوسنیائی پارلیمنٹ کو "سہ ریاستی بوسنیا" (جنیوا منصوبہ) کی منظوری دے دی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ جن علاقوں پر سربیا نے جارحیت کر کے قبضہ کیا ہے وہ واپس کئے جائیں۔ بعد ازاں حکومت بوسنیا نے مسلمانوں کے لئے مجوزہ رقبے میں 4 فیصد کے اضافے کا مطالبہ کیا یہ چار فیصد رقبہ سربوں اور کروٹوں کے قبضہ میں تھا۔ مسلمانوں کی جانب سے 4 فیصد رقبہ کے مطالبے کی وجہ یہ تھی کہ جو 30 فیصد علاقہ اس منصوبے کے تحت مسلمانوں کو مل رہا تھا۔ وہ زیادہ تر بنجر علاقہ تھا۔ جس میں کاشتکاری نہیں ہو سکتی تھی۔ مسلمان چاہتے تھے کہ کچھ علاقہ انہیں فصلوں کی کاشت کے لئے بھی مل جائے لیکن سرب اور کروٹ اس مطالبے کو تسلیم کرنے سے انکاری رہے۔

مسلم کروٹ فیڈریشن

مغربی دنیا اور امریکہ نے جب یہ دیکھا کہ بوسنیا کا وجود ختم نہیں ہو پا رہا ہے کیونکہ یہی ممالک کہا کرتے تھے کہ بوسنیا اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکے گا تو ایک نئے انداز سے مغربی مسیحی دنیا میدان میں اتری اور بوسنیا اور کروشیا کے درمیان کنفیڈریشن اور بوسنیا کے اندر مسلم کروٹ فیڈریشن کا 18 مارچ 94ء کو معاہدہ کرایا۔ اس معاہدے کا پس منظر یہ تھا کہ مسلمانوں کے خلاف کروٹوں کے حملوں میں شدت آگئی تھی۔ مسلمان ایک عجیب کیفیت سے دوچار ہو گئے کیونکہ ایک جانب تو سرب ان پر مسلسل حملہ آور تھے تو دوسری جانب ان کے سابق اتحادی بھی اب ان کے دشمن بن گئے تھے۔ ان جانگسل حالات میں مسلمانوں نے کروٹوں کے خلاف اپنی جنگ میں شدت پیدا کر کے کروٹوں کے دانت کھٹے کر دیئے۔ دسمبر 93ء میں بوسنیا کی مسلم افواج نے شمالی بوسنیا میں کروٹوں کی ایک اسلحہ ساز فیکٹری پر قبضہ کر لیا جس سے اسلحے کی کمی میں کچھ فرق پڑا۔ پھر کروشیا کے سرب مقبوضہ علاقے کرائنا کے مسلم مہاجرین پر مشتمل 17 کرائنا بریگیڈ نے اپنے شاندار کارنامے دکھائے اور کروٹوں کی افواج سے مسلمانوں نے بہت بڑی مقدار میں اسلحہ چھینا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے نہ صرف بہت سے علاقے کروٹوں سے واپس لے لئے بلکہ ان کی اسلحی قوت اور مورال میں بھی اضافہ ہوا۔ اگر یہ جنگ جاری رہتی تو عین ممکن تھا کہ جلد یا بدیر بوسنیا کے کروٹ آبادی والے علاقے مکمل طور پر مسلمانوں کے ہاتھ آجاتے۔ اس کیفیت اور صورت حال سے بچنے کے لئے اور مستقبل میں مسلمانوں کو غیر موثر بنانے کے منصوبے کے خیال کے ساتھ امریکہ نے واشنگٹن میں مسلمانوں اور کروٹوں کے مابین ایک معاہدہ کرایا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیم خود مختار صوبے (CANTONS)

یہ فیڈریشن عجیب و غریب نوعیت کی حامل ہوگی۔ اس میں یورپی طرز کی پارلیمانی جمہوریت' سوئس طرز کے کیشن (نیم خود مختار صوبے) سابق یوگوسلاوی طرز کی' نسلی بنیادوں پر اعلیٰ عہدوں پر باری باری فائز ہونے کی اہلیت' امریکی طرز پر شہری حقوق کی ضمانت اور سیکنڈے نیوین طرز کے محتسب والے نظام کی صلاحیت موجود ہونے کا اظہار کیا گیا ہے۔ لیکن سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس منصوبے میں اس یونین یا فیڈریشن کا جغرافیائی نقشہ غائب ہے۔

1) معاہدے کی رو سے ان نیم خود مختار صوبوں میں میونسپل علاقے بنائے جائیں گے جو نیم خود مختار صوبے کی اکثریتی آبادی کے بجائے مقامی آبادی کی اکثریت پر مسلمان یا کروٹ میونسپل علاقے ہوں گے۔

2) ان نیم خود مختار صوبوں کو معاہدے کے مطابق پولیس' تعلیم' پبلک سروسز اور توانائی پیدا کرنے نیز ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن قائم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

3) خارجہ پالیسی اور دفاع' مشترکہ کروٹ۔ مسلم مسلح افواج کے اختیار میں ہوں گے جبکہ تجارت' اقتصادیات' مالیات اور تعمیر نو جیسے معاملات مرکزی حکومت نبٹائے گی۔

4) مرکزی اور صوبائی نیم خود مختار حکومتیں حقوق انسانی' ٹرانسپورٹ اور مہاجرین کی واپسی ایسے معاملات کے لئے باہم ذمہ دار ہوں گی۔

5) وفاقی مقننہ ایوان نمائندگان پر مشتمل ہوگی۔ یہ نمائندے متناسب نمائندگی کے تحت عوام کے دوٹوں سے منتخب کئے جائیں گے اور ایوان زیریں کے ذریعے دارالعوام کے نمائندے (مسلم اور کروٹ) مساوی بنیادوں پر منتخب کئے جائیں گے۔ مسلمان اور کروٹ صدر اور نائب صدر کے عہدے کے لئے منتخب کئے جائیں گے۔ یہ مدت چار سال کی ہوگی مگر ہر سال باری باری ان عہدوں پر کروٹ اور مسلمان فائز ہوں گے۔ کابینہ کے ایک تہائی وزراء لازماً کروٹ ہوں گے۔

مسلمان مرکزی سطح پر زیادہ اختیارات کے حصول کے خواہش مند ہیں۔ اس امر کی کروٹ جو کہ تعداد میں تھوڑے ہیں' مزاحمت کر رہے ہیں اور قوی حاکمیت اعلیٰ کے لئے دباؤ ڈال رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم شدہ شہر

موستار جسے علیحدگی پسند کروٹ اپنی منی ریاست کا دارالحکومت بنانا چاہتے تھے اب اس معاہدے کی رو سے دو سال تک کی مدت کے لئے یورپی یونین کے زیر انتظام ہوگا۔ جبکہ اس فیڈریشن کا دارالحکومت غیر واضح ہوگا۔ سرائیوو کے کچھ علاقوں کو تقسیم کرکے سرب اپنی خود ساختہ سرب بوسنیائی ریاست کا دارالحکومت بنانا چاہتے ہیں۔

جنوب مغربی بوسنیا کے علاقے ہرسیگووینا جس کی سرحد کروشیا سے ملتی ہے' کروٹ اکثریتی علاقے پر مشتمل ہوگا جبکہ پانچ سے دس دوسرے علاقے ابھی تک تصفیہ طلب پڑے ہیں کیونکہ سرب اس معاہدے میں شریک نہیں لہٰذا ان علاقوں کا اس معاہدے میں واضح طور پر ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ ان میں نمایاں طور پر مشرقی بوسنیا کا محصور علاقہ یا سے شمال میں تراونک اور شمال کا ہی ایک اور سابق کروٹ آبادی والا علاقہ پوساوینا شامل ہے۔

"آدھے آدھے" کا فارمولا

اگر بوسنیا کے نصف رقبے پر مشتمل اس فیڈریشن کو حتمی بنادیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بوسنیا کے مسلمان' کروٹ اور دیگر غیر سرب جو دو تہائی سے بھی زائد ہیں' انہیں بوسنیا کے نصف رقبے پر پھیلا دیا جائے گا۔

"آدھے' آدھے" کا یہ فارمولا جنیوا مذاکرات میں پہلی بار لارڈ اوون اور سٹولٹن برگ نے پیش کیا تھا جسے اب ایک نئے روپ میں امریکہ نے پیش کردیا ہے۔

جارحیت کا انعام؟

اس معاہدے کے خالق اور امریکہ کے نمائندہ خصوصی برائے بوسنیا' چارلس ریڈمین نے تو یہ تک اشارہ دے دیا ہے کہ "جارحیت کے مرتکب سربوں کا نسلی بنیادوں پر بوسنیا کو تقسیم کرنے کا مطالبہ ناگزیر ہے۔"

اگر بوسنیا کو تقسیم کیا گیا تو یہ فاتح سربوں کی جارحیت اور ان کی توسیع پسندی کے تحت فتوحات کو تسلیم کرنے کے مترادف ہوگا۔ تاریخی اعتبار سے مشرقی بوسنیا کے وہ مسلم علاقے جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی' نسلی تطہیر کی مہم کے تحت وہاں سے دو لاکھ سے زائد مسلمانوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ڈیتھ کیمپوں میں' قتل عام کے ذریعے یا توپخانے کی گولہ باری کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس تقسیم کے فارمولے کے تحت یہ ہولناک اور ناقابل معافی جرائم بالآخر قانونی جواز کے حامل قرار دیئے جائیں گے۔

کروٹ ردعمل

مسلم کروٹ فیڈریشن کے معاہدے میں بوسنیا اور کروشیا کے درمیان کنفیڈریشن کا بھی ذکر ہے جس کے تحت سمندر تک رسائی کے لئے بوسنیا کو سہولت دی جائے گی اور کروشیا کی بندرگاہ کو بوسنیا استعمال کرسکے گا۔ اس پیشکش سے کروشیا کو نقصان کے بجائے فائدہ ہی ہوگا۔ بوسنیا کے لئے درآمدات و برآمدات پر کروشیا ٹیکس عائد کرکے اپنی آمدن میں اضافہ کرے گا۔ لہٰذا بوسنیا کے لئے یہ بات زیادہ اہم نہیں ہے کیونکہ بین الاقوامی قانون کے تحت لینڈ لاکڈ ملک کو قریبی ملک کی بندرگاہ استعمال کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اس معاہدے کے تحت کروشیا کو ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ کروشیا کو مغربی دنیا اور اقوام متحدہ مالی امداد دے گی۔ کروشیا کے تباہ شدہ علاقوں کی تعمیرنو اور تجارت میں اضافے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔

مسلم کروٹ فیڈریشن میں سربوں کو شریک کرانے کے لئے کروشیا کے رہنما بے تاب اور بے چین ہیں کیونکہ اگر بوسنیائی سربوں نے بوسنیا سے کامل علیحدگی اختیار کرکے سربیا سے الحاق کرلیا تو پھر کروشیا کے ایک تہائی علاقے کرائنا (جس پر سرب قابض ہیں) کا بھی منطقی انجام یہی ہوگا اور یوں کروشیا سکڑ کر ایک چھوٹا سا ملک رہ جائے گا۔

چند اہم سوالات

اگر معاہدے کے مطابق قومی دفاع کی ذمہ دار مرکزی حکومت ہوئی (جیسا کہ اس معاہدے میں یہی مذکور ہے) تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ امریکہ' بوسنیا پر عائد اسلحی پابندی اٹھوائے گا۔ مگر یہی ایک ایسا نکتہ ہے جس کی سب سے زیادہ مخالفت کی جاتی رہی ہے۔ کیا امریکہ عملاً اسلحی پابندی اٹھوالے گا؟

بنیادی سوال یہ ہے کہ نیم خود مختار صوبوں کی خود مختاری کن حدود میں ہوگی؟ نیم خود مختار صوبوں کی عارضی حدبندی بالآخر مستقل شکل اختیار کرلے گی اور کیا پھر یہی معاملہ کروٹوں کی بوسنیا سے علیحدگی اور کروشیا سے الحاق کی صورت میں برآمد نہیں ہوگا؟ اس اندیشے کو اس لئے بھی تقویت ملتی ہے کہ بوسنیائی کروٹ برادری کے رہنما مسلسل یہ کہتے چلے آئے ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر بوسنیائی کروٹوں کو ہی کیوں اس فیڈریشن کے قیام کے لئے مجبور کیا جارہا ہے جبکہ سرب' عظیم تر سربیا کے منصوبے کے تحت سربیا سے الحاق کے لئے کوشاں ہیں۔ لیکن سب سے اہم سوال یہ ہے کہ کیا یہ معاہدہ مستحکم اور طویل المیعاد حل ہے؟ ان حالات میں کہ جب سرب اس منصوبے کی مخالفت کررہے ہیں اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ خود امریکی حکام تک اس بات کی پیشین گوئی کرچکے ہیں کہ سرب اس وقت تک اس معاہدے پر دستخط نہیں کریں گے جب تک ان کی خواہشات کے مطابق اہم تبدیلیاں نہیں کی جائیں گی۔

مسلمانوں کو کیا ملا؟

مسلمانوں کو بیک وقت سربوں اور کروٹوں کے حملوں کا سامنا تھا۔ اس معاہدے سے مسلمانوں کو وقتی طور پر یہ فائدہ پہنچا ہے کہ مسلمانوں اور کروٹوں کے درمیان جنگ بند ہوگئی ہے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا اور وہ کروٹوں سے کئی علاقے واپس لینے میں کامیاب ہوگئے تھے اور مسلمانوں کی انہی کامیابیوں سے خوفزدہ ہوکر کروشیا کے راستے بوسنیا میں آنے والی غذائی امداد جو بوسنیا میں پہلے کروٹ آبادی والے علاقوں سے گزر کر آتی تھی' کروٹوں نے روک لی۔ اس رکاوٹ کے نتیجے میں لاکھوں مسلمان قحط کا شکار ہونے لگے تھے۔ جنگ بندی کا وقتی طور پر یہ فائدہ ضرور ہوا کہ قحط کا خطرہ ٹل گیا۔ دوسرے یہ کہ دو محاذوں پر بیک وقت جنگ لڑنے کے بجائے اب سربوں کی طرف توجہ مرکوز ہوگئی۔

اس معاہدے کے بارے میں اقوام متحدہ میں بوسنیا کے سفیر محمد شاکر نے یوں اظہار خیال کیا کہ "میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاہدہ نہیں بلکہ ہماری فتح ہے۔ اس معاہدے کے ذریعے ہم نے بعض اہم مقاصد حاصل کئے ہیں۔

(i) ایک تو یہ کہ دو میں سے ایک محاذ پر لڑائی ختم ہوگئی ہے۔

(ii) ملک کی تعمیر نو کے لئے بین الاقوامی سطح پر وعدہ کیا گیا ہے۔ اس تعمیر نو کا مطلب باالفاظ دیگر دوسرے محاذ پر بھی جنگ بندی ہوگا۔

(iii) اور یہ کہ ہم نے نسلی تقسیم کے فاشسٹ نظریئے کو شکست دے دی ہے۔"

مستقبل کے اندیشے

اس معاہدے کے کچھ ہی عرصہ بعد جب مسلمانوں نے سربوں کے حملوں کا جواب دینے کے لئے کروٹ افواج سے مشترکہ حکمت عملی اپنانے کا مطالبہ کیا تو کروٹوں نے سربوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف مسلمانوں کے ساتھ مل کر لڑنے سے انکار کردیا۔ مستقبل میں آخر اس چیز کی کیا ضمانت موجود ہے کہ کروٹ کھلے دل کے ساتھ مسلمانوں کے ساتھی ثابت ہوں گے؟

اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ اگر کسی نہ کسی طرح بوسنیائی سربوں کو اس فیڈریشن میں شامل کرلیا گیا تو پھر دنیا یہ منظر بھی دیکھے گی کہ وہ سرب رہنما جن کی رہنمائی اور ہدایات کے مطابق لاکھوں مسلمانوں کو اذیت دے کر ہلاک کیا گیا' خواتین کی عصمت دری کی گئی اور لوگوں کو اپنا گھربار چھوڑنے پر مجبور کیا گیا' وہی کل کلاں جنگی مجرموں کی صف میں کھڑے ہونے کے بجائے بوسنیا کے صدر' وزیراعظم یا کسی بھی اعلیٰ عہدے پر فائز پائے جائیں گے۔ اور یہ بات تو خود تاریخ سے ثابت شدہ ہے کہ برسوں کی نفرت اور لڑائی کو قلم کی مدد سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ باہمی اعتماد کو قائم ہونے میں اس وقت بھی ایک طویل عرصہ درکار ہوتا ہے' جب معاملہ انصاف کی بنیادوں پر حل کیا جائے۔ مگر یہاں تو انصاف کے اصول کے بجائے جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اصول کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ ایسے معاہدے وقتی تو ہوسکتے ہیں مستقل اور پائیدار ہر گز نہیں۔

بوسنیا میں بین الاقوامی منصوبوں کا سیاہ ریکارڈ

بین الاقوامی ثالث کنندگان کی میٹنگ کے بعد بوسنیا کی تقسیم کی گئی۔ اسے پڑھنے والے ہر شخص کو صدمہ بھی ہوگا اور کراہت بھی' اس لئے کہ یہ دستاویز سربوں کو کھلا انعام دیتی ہے' انہیں اس زمین سے نوازتی ہے' جسے انہوں نے قوت کے ذریعے حاصل کیا' جس پر مسلمانوں کو ذبح کیا گیا اور کراہت اس لئے کہ یہ سب (تقسیم کا عمل) ان لوگوں کے ہاتھوں ہوا جن کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بین الاقوامی نمائندے ہیں۔ ان میں سے ایک لارڈ اوون ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو دھمکی دی کہ اگر وہ اس معاہدے کو' جو ان پر ٹھونسا جا رہا ہے' قبول نہیں کرتے تو پھر ان پر مزید ظلم بھی ڈھایا جائے گا اور قتل بھی کیا جائے گا۔ درحقیقت یہ دستاویز ایک منصوبہ ہے جس کے ذریعے مسلمانوں کو خبردار کیا جا رہا ہے۔ یہ بات (اس وقت کے) وزیرخارجہ حارث سلاجک نے کہی کہ اگر وہ (مسلمان) اس دستاویز کو قبول نہیں کرتے تو پھر لارڈ اوون اپنا کہا پورا کر دکھائے گا۔ یہ کوئی نرالی بات نہیں ہے کیونکہ اب یہ ثابت ہوچکا ہے کہ یورپی برادری اور مغربی طاقتیں اس معاملے میں بالکل منصف نہیں ہیں اور ان کی ثالثی بالکل قبول نہیں کی جاسکتی۔ بوسنیا میں جو کچھ ہوا۔ وہ تصور ہی سے باہر ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ جب معاملے کا تعلق مسلمانوں سے ہوتا ہے تو پھر کوئی اصول اور کوئی ضابطہ باقی نہیں رہتا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفرت و کراہت کی کوئی حد نہیں رہتی۔

بوسنیا کی تقسیم کی یہ دستاویز یورپ کے کالے ریکارڈ کی ایک اور کالک ہے جس کے ذریعے بوسنیا کا 52 فیصد رقبہ سربوں کے حوالے کیا جا رہا ہے اور مسلم اکثریت کو محض 30 فیصد جبکہ کروٹوں کو 18 فیصد۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ محققین اٹھیں اور اس دستاویز کے مختلف اوراق جمع کریں اور ایک "کالی کتاب" تیار کریں جو یورپ کے موقف کو انسانی ضمیر اور آنے والی نسلوں کے سامنے بے نقاب کرے۔

اندلس میں مسلمانوں پر جو کچھ بیتی وہ بوجوہ منصہ شہود پر نہ آسکی مگر تقدیر نے چاہا کہ بوسنیا میں مسلمانوں کے ساتھ وہی کچھ ہو جو اندلس میں ہوا تھا۔ ٹھیک پانچ سو برسوں کے بعد اب مسلمانوں کو پھر ایک یورپی ملک سے نکلنا پڑا ہے لیکن اب کی بار ان کی تمست ذرا بہتر ہے۔ وہ اس لحاظ سے کہ وہ ان ڈھائے جانے والے مظالم، جن میں تمام مغربی سیاستدان شریک ہیں، کو ریکارڈ میں لاسکتے ہیں۔

سرائیوو سے ایک کتابچہ شائع ہوا ہے۔اس کتابچے میں بوسنیا کے دو مسلم حضرات سرائیوو میں سوشیالوجی کے پروفیسر ڈاکٹر حلمی اور بوسنیائی خبر رساں ایجنسی کے ڈائریکٹر فارس نے، بوسنیا میں اقوام متحدہ اور اس کے کردار کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ اس کتابچے کے مطابق اقوام متحدہ کو ہمیشہ مسلمانوں پر دباؤ ڈالنے اور سرب منصوبوں کے نفاذ کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔

مسئلہ بوسنیا میں ہیرا پھیری

ان دونوں ماہرین نے مسئلہ بوسنیا کے آغاز سے اس عالمی ادارے (UNO) کے کردار کو واضح کیا۔ بوسنیا ہرسیگووینا 6- اپریل 92ء کو ایک آزاد ملک کی حیثیت سے ابھرا، 22 مئی 92ء کو اقوام متحدہ کا رکن بنا۔ بوسنیا کو دنیا کی جانب سے تسلیم کیے جانے کے باوجود 6- اپریل سے ہی سربوں کی جانب سے جنگ شروع ہوگئی۔ یہ جنگ یوگوسلاویہ کی اتحادی فوج نے سرب اور مونٹی نیگرو قیادت کے تحت شروع کی۔ آغاز میں اقوام متحدہ نے اعلان کیا کہ وہ اس مسئلے کو بین الاقوامی قوانین کے مطابق حل کرے گی۔ پھر اسی ادارے نے قرارداد نمبر 752 پاس کی جس میں کہا گیا تھا کہ بوسنیا ہرسیگووینا پر چڑھائی کرنے والی یوگوسلاویہ کی اتحادی فوج ہے۔ اسی قرارداد میں سربیا اور مونٹی نیگرو کو مجرم قرار دیا گیا کیونکہ انہوں نے یوگوسلاویہ کی اس اتحادی فوج کو واپس بلانے سے انکار کر دیا تھا جس نے بوسنیا کی دھرتی پر قبضہ کرلیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عالمی ادارے پر خود اپنے قوانین کے مطابق کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں مثلاً جس ملک پر زیادتی ہو اس کا خاتمہ کیا جائے جبکہ بوسنیا میں جو کچھ ہوا ہے وہ کوئی معمولی زیادتی نہیں بلکہ پورے ایک ملک کو ختم کرنے کا ایسا منصوبہ ہے جس کی نظیر ہمیں کہیں نہیں ملتی۔

اس ادارے کے قوانین کے مطابق اگر کسی رکن ملک پر حملہ ہو تو اس ادارے کو مندرجہ ذیل تین ذرائع میں سے کسی ایک ذریعے کو لازماً اختیار کرنا چاہئے۔

1) اس ملک کی مدد کرے جس پر حملہ ہوا ہو تاکہ وہ اپنا دفاع خود کرسکے۔

2) اقوام متحدہ کے زیر انتظام' اس ملک کا مشترکہ دفاع کرے۔

3) اگر یہ ناکافی ہو تو پھر دوسرے طریقے اختیار کرے۔

اگر مسئلہ بوسنیا کے حوالے سے دیکھا جائے تو ان قوانین کو نافذ کرتے ہوئے' اقوام متحدہ کو جو سب سے پہلا کام کرنا چاہئے تھا وہ یہ تھا کہ فوری طور پر بوسنیا پر عائد اسلحی پابندیوں کو اٹھایا جاتا یا پھر بین الاقوامی فوج بوسنیا کی حمایت کے لئے میدان میں نکل آتی یا پھر سربیا اور مونٹی نیگرو کو مذکورہ قرارداد پر عمل درآمد کے لئے مجبور کرنے کی غرض سے کسی قسم کا سفارتی یا اقتصادی دباؤ ڈالا جاتا۔ اقوام متحدہ کو چاہئے تھا کہ شروع میں وہ پہلے دو حل نافذ العمل کرنے کی کوشش کرتی پھر تیسرے حل کی جانب آتی مگر ہوا یہ کہ اقوام متحدہ نے آغاز ہی تیسرے حل سے کیا اور قرارداد نمبر 757 کے تحت سربیا پر صرف اقتصادی پابندیاں عائد کردیں۔ اقوام متحدہ کا یہ کردار جارح سربوں کے لئے یہ پیغام تھا کہ تم مطمئن ہو کر اپنا کام جاری رکھو اور جب تک اقوام متحدہ باقی ہے اس وقت تک تمہیں کسی فکر اور تردد کی چنداں ضرورت نہیں۔

جہاں تک تعلق ہے سلامتی کونسل کا تو اس کا کردار بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ اس ادارے کی بھی یہ کوشش رہی ہے کہ اس معاملے کو غیر متعلقہ افراد سے منسلک کردیا جائے جس کے باعث اس معاملے کو نتیجہ خیز بنانے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اسی لئے سلامتی کونسل نے مختلف کمیٹیاں قائم کی ہیں اور کانفرنسیں منعقد کی ہیں۔ ثالثی کے لئے بعض افراد کو مقرر کیا ہے تاکہ وہ مسئلہ بوسنیا کا حل نکالیں لیکن یہ کام ان اداروں کا نہیں ہے جنہیں اس کونسل نے قائم کیا ہے۔ ان دونوں ثالث کنندگان (جن کا آغاز میں ذکر ہوچکا ہے) کی کوششوں سے مسئلہ بوسنیا کو قانونی کے بجائے سیاسی مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ اس مسئلے کو خانہ جنگی کا نام دیکر ظالم اور مظلوم دونوں کو یکساں صف میں کھڑا کر دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

UNPROFOR کا کردار

"غلط ہے جو یہ کہتا ہے کہ اقوام متحدہ اور مافیا میں کوئی فرق ہے۔ دونوں ڈاکو ہیں' اقوام متحدہ نے جرم کیا سیاست کے دروازے سے اور مافیا نے سیاست کی ہے جرم کے دروازے سے۔" مذکورہ بالا الفاظ ایک بوڑھے بوسنیائی ڈاکٹر ابراہیم کریمووچ کے ہیں۔ مذکورہ ڈاکٹر کی گفتگو کا ارتکاز اس نکتے پر ہے کہ اقوام متحدہ نے بوسنیا پر حملے کا منصوبہ بنایا یہ سازش سے بھی بڑا کردار بلکہ گھٹیا پن ہے۔ جب سے یہ جنگ چھڑی ہے اس عالمی ادارے کا موقف مغربی ممالک کا رہین منت رہا ہے۔ یہ موقف چار عناصر سے مربوط رہا۔

- سربوں کے ساتھ ہمدردی۔
- ان (سربوں) کو تمام تر سہولیات کی فراہمی جس کے ذریعے سرب اپنے اہداف پورے کر سکیں۔
- مسلمانوں پر پابندی عائد کر کے ان کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں۔
- مسلمانوں کو بلقان میں اپنی مستقل ریاست نہ بنانے دی جائے۔

یہ سب کچھ تو سبھی کو معلوم ہو چکا ہے لیکن مسئلہ بوسنیا کا ایک حصہ ایسا بھی ہے جسے اہل بوسنیا کے سوا اکثر نہیں جانتے اور وہ ہے اقوام متحدہ کے نمائندے کی کارکردگی۔

فرانسیسی کردار کے بارے میں شکوک

بوسنیا کے مسلمان فرانسیسی فوجوں کے حقیقی کردار کو ناپسند کرتے ہیں بلکہ ان کے بارے میں اپنے شکوک و شبہات کا اظہار بھی کرتے ہیں (بوسنیا میں اقوام متحدہ کی فوج میں پانچ ہزار فرانسیسی فوجی اور افسر شامل ہیں جو کل فوج کا چالیس فیصد بنتے ہیں) اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر برطانیہ کا کردار سربوں کو سیاسی اور بین الاقوامی طور پر متمکن بنانے میں سب سے آگے ہے تو فرانس کا کردار اس لحاظ سے جنگ کے میدان میں سب سے آگے ہے۔ سب جانتے ہیں کہ فرانسیسی صدر متراں نے 92ء میں سرائیوو ایئرپورٹ کا دورہ کیا تھا اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ سرائیوو ایئرپورٹ کو مسلمان فوجوں کے قبضہ میں آنے سے بچایا جائے۔ کیونکہ مسلمان فوج اس ایئرپورٹ پر قبضے کے بالکل قریب تھی۔ فرانسیسیوں کی جانب سے سربوں کو دی جانے والی یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت بڑی امداد تھی۔ فرانسیسیوں نے عملی طور پر اس ایئرپورٹ کو اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔ انہی کی مرضی سے کوئی اندر آسکتا تھا اور انہی کی مرضی سے باہر۔

بوسنیا کے نائب وزیراعظم جو ایک ترک وفد کو الوداع کہہ کر واپس جا رہے تھے' اقوام متحدہ کی گاڑی میں فرانسیسی دستے کی حفاظت میں تھے۔ ان میں سے ایک نے نائب وزیراعظم کو پہچان کر سربوں کو اطلاع کر دی پھر سرب فوجیوں میں سے کوئی ایک آگے بڑھا اور اس نے گولی چلا کر نائب وزیراعظم کو شہید کر دیا۔ اس علاقہ کے فرانسیسی افسر کو صرف اتنی سزا ملی کہ اس کا تبادلہ کر دیا گیا۔

بوسنیا کے صحافی تیونس کے ایک مسلمان فوٹوگرافر کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ نجیب نامی ایک فوٹوگرافر کسی فرانسیسی خبر رساں ادارے میں ملازمت کرتا تھا۔ اس نے گورازدے شہر میں ان مقامات اور چیزوں کی تصاویر بنائیں جو فرانسیسیوں کے خیال میں نہیں بنائی جانی چاہئے تھیں۔ یہ تصاویر بنانے کے جرم میں اس کا فرانسیسی افسر غصے میں آگیا اور نجیب کو سرائیوو شہر سے باہر نکلنے سے منع کر دیا۔ نجیب اب جولائی 93ء سے وہاں مقید ہے (20)۔ فرانسیسی فوجی سرائیوو کے حساس علاقوں میں رہتے ہیں۔ اس حوالے سے بوسنیا کے رہنماؤں کا خیال ہے کہ وہ بوسنیا کے دارالحکومت پر قبضہ جمانا چاہتے ہیں۔ شکوک و شبہات اس وقت اور بھی زیادہ بڑھ گئے جب یہ پتہ چلا کہ فرانسیسی فوجیں شہر کے اندر گھر اور فلیٹس کرائے پر لے رہی ہیں۔ اس صورت حال کو دیکھ کر بجا طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب ان فوجیوں کے پاس کیمپس ہے جہاں ان کا ٹھکانہ ہے تو پھر ان فوجیوں کو گھروں اور فلیٹس کی' خصوصاً مسلمانوں کے درمیان رہنے کی آخر کیا ضرورت ہے؟ انہی شکوک و شبہات کی وجہ سے ایک مسلمان کمانڈر جو ساتو کے نام سے معروف ہے' نے ان فرانسیسی فوجیوں کو اپنے علاقے میں داخل ہونے سے منع کر دیا مگر جب ایک فرانسیسی یونٹ نے کمانڈر ساتو کے حکم کی خلاف ورزی کی تو اس نے اس یونٹ کے ٹینک اور چودہ بلٹ پروف وردیوں پر قبضہ کرلیا۔ ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ فرانسیسی فوجوں پر کوئی بھروسہ نہیں بلکہ اقوام متحدہ کے تحت کام کرنے والی ان فوجوں کو مشکوک نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ شکوک و شبہات محض فرانسیسی فوجوں کے بارے میں ہی نہیں بلکہ یوکرائن اور کینیڈا کی فوجوں کے بارے میں بھی یہی رائے پائی جاتی ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ فرانسیسیوں کا کردار سب سے بڑھ کر اور بقیہ کا ذرا گھٹ کر ہے۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ صلیبی جنگوں کا علمبردار ہونے کا فخر فرانس کو حاصل ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ صلیبی جنگوں کے لئے سب سے پہلی آواز فرانس سے ہی بلند ہوئی۔ اس آواز پر لبیک کہنے والے بھی فرانس کے لوگ تھے' پھر صلیبی جنگوں کا مثالی سپاہی بھی فرانس کا بادشاہ بینٹ لوئس تھا اور آخری صلیبی حملہ بھی فرانس کے بادشاہ لوئی نہم کی قیادت میں ہوا (21)

UNPROFOR اور عصمت دری

حقیقت یہ ہے کہ اس ادارے کا ریکارڈ شروع سے ہی بدنام ہے۔ کینیڈین جنرل میکنائز جو بوسنیا امن افواج (UNPROFOR) کا پہلا سربراہ تھا' اس کی کہانیاں بہت مشہور ہیں۔ جو کچھ اس نے مسلمان لڑکیوں کے ساتھ کیا وہ بھی کوئی ڈھکا چھپا معاملہ نہیں ہے۔ بعض سرب فوجی' جو اب مسلمانوں کی قید میں ہیں' نے بتایا کہ وہ مسلمان لڑکیوں کو میکنائز اور اس کے ساتھیوں کے پاس اپنے سرب رہنماؤں کے حکم پر فوجوچا کے علاقے میں لے کر آتے تھے۔ امن کا داعی یہ عیسائی جنرل ان مسلمان لڑکیوں میں سے اپنی پسند کے مطابق لڑکیاں چنتا۔ ایک مرتبہ ایک سکول کی آٹھ مسلم طالبات اسے پیش کی گئیں۔ اس معاملے کے گواہ بعض دیگر قیدی اور عصمت دری کا شکار ہونے والی وہ لڑکیاں خود ہیں (22) جنرل میکنائز کو راز فاش ہونے پر امن فوج کی سربراہی سے فارغ کرکے جب وطن واپس جانے کو کہا گیا تو اس نے بلغراد کا خصوصی دورہ کیا۔ اس دورے کے موقع پر سربیا کی طرف سے اس کا "شایان شان" استقبال کیا گیا۔ جنرل مذکور نے امریکہ اور دیگر ممالک میں سربوں کے حق میں مختلف اداروں میں لیکچر دیئے اور سربوں کی طرف سے تقریباً 10 ہزار ڈالر فی گھنٹہ کے حساب سے جنرل میکنائز کو معاوضہ ادا کیا گیا۔

سربوں نے عصمت دری کی جنگی منظم اور مربوط پالیسی اختیار کی۔ اس کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ سربوں کو یہ چھوٹ اسی وقت ملی جب ایک عالمی ادارے کے تحت آنے والی افواج کے سربراہ خود اس معاملے میں ملوث ہوئے۔ یوں اس عیسائی جنرل کی یہ حرکت ہزاروں مسلم خواتین کی نفسیاتی تباہی کا موجب بنی۔

UNPROFOR کی صلیبیت

بوسنیا میں امن فوج کے تحت آنے والی کینیڈین فوجوں میں سے 30 فیصد فوجی ایسے ہیں جو سرب نژاد ہیں۔ ان کے آباء واجداد نے بہت پہلے کینیڈا کی جانب ہجرت کی تھی۔ ممکن ہے کہ ان سب نژاد کینیڈین فوجیوں کی آمد محض اتفاقی ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرب بھائیوں کی بوسنیا میں خوب مدد کی ہے۔ بوسنیا کے مسلمانوں کے پاس اس حوالے سے ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ جریا نسنا کے علاقے کا مسلمانوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا مگر اسی دوران میں ایک کینیڈین یونٹ نے اس محصور علاقے کے سرب فوجیوں کو اسلحہ سمگل کیا (23)

سمگلنگ

بین الاقوامی امن فوج بوسنیا میں سب سے زیادہ سمگلنگ کا کام کر رہی ہے۔ خصوصاً یوکرائن اور فرانس کے دستوں کی مہربانی کے باعث بوسنیا میں بلیک مارکیٹ قائم ہو چکی ہے جس کی وجہ سے قیمتیں آسمان پر جا پہنچی ہیں۔ یوکرائنیوں کا تو محض کام ہی یہ رہ گیا ہے کہ وہ امدادی سامان جسے مفت تقسیم کرنا ان کی ذمہ داری ہے' اس سامان کو مہنگے داموں فروخت کریں۔ فرانسیسی بھی ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔

ایندھن

جنگی نفع اندوزی کرنے کے جرم میں اگست 93ء کے اواخر تک اقوام متحدہ کے بائیس فوجی جن میں سے 19 کا تعلق یوکرائن اور 3 کا تعلق فرانس سے تھا واپس اپنے ممالک کو بھیج دیئے گئے مگر اقوام متحدہ کے حکام جانتے ہیں کہ یہ کارروائی محض سطحی نوعیت کی ہے۔ سرائیوو میں بلیک مارکیٹنگ اپنے عروج پر ہے۔ اس مافیا کے افراد سرائیوو میں مرسڈیز اور نسان گاڑیاں دوڑاتے پھرتے ہیں اور ان کا پیٹرول اقوام متحدہ کے مختلف اداروں سے حاصل کیا ہوا ہوتا ہے۔ امن فوج کے یہ افراد اس ایندھن کو 20 پونڈ فی گیلن کے حساب سے سمگلنگ مافیا کو فروخت کرتے ہیں جبکہ مافیا اس قیمت میں مزید 40 پونڈ کا اضافہ کرکے 60 پونڈ فی گیلن کے حساب سے فروخت کرتی ہے۔ 90 فیصد ایندھن کی خرید و فروخت میں اقوام متحدہ کے فوجی شامل ہیں اور یوں اقوام متحدہ اور اہل سرائیوو کے درمیان ایک بلیک مارکیٹ جاری ہے۔ فرانسیسی اور یوکرائنی فوجی یہی کام کرتے ہیں۔ یوکرائنی' سگریٹ' کاروں' پیٹرول' الکوحل اور خواتین کی تجارت میں طاق ہیں۔

ہیروئن فروشی اور قحبہ گری

سرائیوو پولیس کو شبہ ہے کہ یوکرائنی فوجی ہیروئن فروشی کا دھندہ بھی کرتے ہیں جبکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانسیسی' شراب' کوکا کولا' سونے کی بلیک اور قحبہ گری کے ماہر ہیں۔

پولیس کو اطلاع ملی تھی کہ سرائیوو میں اقوام متحدہ کی سفید گاڑیوں میں مارچ 93ء کے مہینے میں تقریباً تین سو گرام ہیروئن بلغراد کے قریب واقع ایک گاؤں سے لائی گئی۔ بلغراد کے قریب واقع اس گاؤں میں اقوام متحدہ کی سپلائی کے ذخیرے قائم ہیں۔ سرائیوو میں ایک گرام ہیروئن کی قیمت چار سو پونڈ ہے۔ امدادی سامان لانے والا یہ قافلہ یوکرائنیوں کی زیر نگرانی تھا اور اس میں موجود ہیروئن کی مالیت ایک لاکھ بیس ہزار پونڈ تھی۔ ہیروئن کو پلاسٹک کی تھیلیوں میں بند کرکے مالٹوں کے پیٹ چاک کرکے ان میں نہایت احتیاط سے چھپایا گیا تھا اور پھر بڑی احتیاط سے ان مالٹوں کے چھلکوں کو بند کرکے بڑے کریٹوں کے درمیان دبا دیا گیا تھا لیکن پولیس اس سلسلہ میں اقوام متحدہ کے دستوں کو روک کر تلاشی لینے کے اختیار سے محروم ہے۔ پولیس کو یقین ہے کہ یہ ہیروئن سرائیوو لائے جانے کے بعد پوسٹل اینڈ کمیونیکیشن سنٹر میں چھپائی گئی۔ یہ جگہ اب اقوام متحدہ کے فوجیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ بعد ازاں اس ہیروئن کو مذکورہ سنٹر سے دو میل کے فاصلے پر لایا گیا۔ ہیروئن اقوام متحدہ کی گاڑیوں میں رکھی ہوئی تھی ایک مقام پر پہنچ کر مقامی ایجنٹوں کے سپرد کر دی گئی۔ شہر کے وسط میں کیفے سٹیفنی ہیروئن فروشی کے لئے بدنام ترین جگہ ہے۔

سرائیوو کے کوسیوو ہسپتال میں شعبہ علاج منشیات کے انچارج ڈاکٹر پروفیسر عصمت ہیں ان کے بقول جنگ شروع ہونے سے قبل پورے سرائیوو میں ہیروئن اور دیگر قسم کی منشیات کے استعمال کرنے والوں کی رجسٹرڈ تعداد محض 112 تھی جبکہ اس وقت ہسپتال میں 634 رجسٹرڈ کیس موجود ہیں۔ اندیشہ ہے کہ شہر بھر میں ایسے نشہ بازوں کی تعداد 3 ہزار ہے اس پر مستزاد روز افزوں تعداد میں نشہ بازوں کا ہسپتال میں علاج کے لئے آنا ہے۔

منشیات کی خریداری کے لئے ٹی وی' ویڈیو اور کاریں چوری کی جاتی ہیں اور پھر انہیں اقوام متحدہ کے فوجیوں کو فروخت کر دیا جاتا ہے۔ یوکرائنیوں کی سب سے پسندیدہ کار VWGOLF ہوتی ہے اس قسم کی سیکنڈ ہینڈ کار کی قیمت جنگ سے قبل ایک ہزار پونڈ تھی اب لوگ یہ کار ایک سو پونڈ میں فروخت کر دیتے ہیں کیونکہ گاڑی چلانے کے لئے پیٹرول کمیاب اور گراں قیمت ہے۔ یوکرائنی یہ گاڑیاں اقوام متحدہ کے کنٹینروں اور لاریوں میں لاد کر بلغراد بھیج دیتے ہیں اور وہاں سے جعلی کاغذات پر یوکرائن بھیج دی جاتی ہیں۔

فرانسیسی فوجی سونے کے زیورات کے بدلے میں سگریٹ فروخت کرتے ہیں۔ جوں جوں سرائیوو کے لوگ مفلس تر ہوتے چلے جا رہے ہیں تو وہ نہ صرف سونا بلکہ اپنا جسم تک فروش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں تاکہ زندہ رہنے کے لئے کچھ خوراک حاصل کرسکیں۔ خواتین مجبوراً فرانسیسی بیرکوں کی جانب اپنا جسم فروش کرنے چل پڑتی ہیں۔ مقامی پولیس نے اقوام متحدہ کے فوجیوں پر اسی لئے مقامی لوگوں سے رات ساڑھے دس بجے کے بعد بات چیت کرنے پر پابندی لگا دی ہے تاکہ یہ جنسی خرید و فروخت کا سلسلہ ختم ہوسکے جنگ سے پہلے سرائیوو میں جسم فروش خواتین کی تعداد محض بیس سے تیس کے درمیان تھی لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ ایسی خواتین کی تعداد دو سو سے زائد ہوگئی ہے۔ یوکرائنی کیمپوں کی کھڑکیوں کے باہر خواتین اپنے جسم فروش کرنے کے لئے تیار کھڑی رہتی ہیں اور اس سارے معاملے کا ان کے فوجی افسران کو بخوبی علم ہے۔

یہ خواتین جو اس نوعیت کے کام کر رہی ہیں عموماً شادی شدہ نہیں اور وہ یہ سب کچھ اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے کر رہی ہیں۔ انسانی بنیادوں پر آنے والی نام نہاد امداد کے نتیجے میں بمشکل ایک چمچ بھی کھانے کو نہیں ملتا لیکن سرائیوو کی پولیس ان فوجیوں کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہیں کرسکتی۔ بہت سی شادی شدہ خواتین اپنا جسم فروخت کرتے وقت اپنے خاوند کو ہمراہ لاتی ہیں تاکہ مناسب قیمت لگوانے میں ان کے شوہر مدد کرسکیں۔ غیر ملکی کرنسی کے حصول کا ذریعہ سرائیوو میں اقوام متحدہ کے فوجی اور غیر ملکی صحافی ہیں۔ ایک خاتون کے بقول اسے ایک وقت کے 80 پونڈ ملتے ہیں اور اس کے دس مستقل گاہک ہیں۔ اسے اقوام متحدہ کی گاڑیوں میں جسم فروشی کے لئے فوجیوں کے کیمپس میں لے جایا جاتا ہے اور کیمپس کے عقب میں اس کا معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔ اندیشہ ہے کہ 18 سال سے بھی کم عمر کی لڑکیاں جسم فروشی کرنے پر مجبور ہوگئی ہیں پولیس نے ایک خاتون کو پکڑا اس کے ہمراہ ایک پندرہ سولہ سالہ لڑکی تھی۔ یہ دونوں فوجیوں کی بیرک کے قریب موجود تھیں' یہ تو معلوم نہ ہوسکا کہ وہ خاتون اپنی بچی کو جسم فروشی کے لئے لائی تھی لیکن اس خاتون نے اتنا جواب ضرور دیا کہ وہ بہت بھوکی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ سرائیوو کے لوگ پہلے ہرگز ایسے نہیں تھے انہیں حالات نے اور بھوک نے یہ رخ اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے۔

خرید و فروخت

یوکرائنی نفع اندوزی میں سب سے آگے ہیں۔ وہ سگریٹ کی ڈبیوں کے ایک بنڈل کی قیمت ایک ہزار پونڈ لگاتے ہیں۔ ایک کلو کافی جو پانچ جرمن مارک میں ملتی تھی اب پچیس مارک میں دستیاب ہے۔ کروشیا کے گھٹیا سگریٹ کی ڈبی جو نصف مارک میں دستیاب تھی۔ اب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرائیوو میں اس کی قیمت تین مارک ہے۔ جبکہ امریکی سگریٹ کی ڈبی آٹھ سے دس مارک میں ملتی ہے۔

بلیک مارکیٹ چلانے والوں کے بقول یوکرائینی فوجیوں کا سربوں سے اس بات پر سمجھوتہ ہے کہ خرید و فروخت کے لئے آنے والے شہریوں پر وہ گولی نہیں چلائیں گے اس کے بدلے میں سرب ان فوجیوں سے مالی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ یوکرائینی فوجی ان سرب فوجیوں سے محض 50 گز کے فاصلے پر ہیں۔ شام کو لوگ سگریٹ خریدنے کے لئے ان یوکرائینی فوجیوں کی بیرک کے پاس آتے ہیں۔ گھٹیا سگریٹ کی ایک ڈبی 5 پونڈ میں فروخت کی جاتی ہے اور یوں یوکرائینی فوجی سگریٹ کی ہر ڈبی میں پانچ سو فیصد زیادہ نفع کماتے ہیں۔ اس طرح بوسنیا میں جس چیز کی بھی قلت ہے یہ نام نہاد امن افواج اس کی قیمتیں بڑھا چڑھا کر بلیک مارکیٹ میں بیچنے کا دھندہ کرتی ہیں مگر اپنی ادنیٰ سی حقیقی ڈیوٹی ادا نہیں کرپاتیں۔

اس وقت یہ کیفیت ہے کہ اقوام متحدہ کے فوجی جنگ سے نفع اندوزی کر رہے ہیں اور اب قابو سے بھی باہر ہو چکے ہیں۔ وہ ایک دم توڑتے شہر کے سینے پر سوار ہو کر دعوت اڑا رہے ہیں ایک ایسے شہر میں جہاں ڈاکٹر عصمت جیسے انسان ہیروئن کے نئے نشہ بازوں کا علاج کرنے میں مشغول ہیں' جہاں لڑکیاں اپنے پیٹ کے جہنم کو بھرنے کے لئے عصمت لٹانے پر مجبور ہیں' جہاں بوڑھے افراد ایک نوجوان فرانسیسی فوجی افسر کو یہ قائل کر رہے ہوتے ہیں کہ مارلبورو سگریٹ کے ایک پیکٹ سے اس کی بیوی کی شادی کی انگوٹھی قیمتی ہے (24)۔

فرائض سے پہلو تہی

ان فوجوں کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ رفاہ عامہ کے تباہ شدہ اداروں کو از سرنو تعمیر کریں مگر یہ کام نہیں کیا جا رہا۔ بوسنیا کی حکومت نے ان افواج سے بارہا التجا کی کہ وہ ان اداروں کی تعمیر و مرمت کرنے والے بوسنیائی افراد کم از کم تحفظ ہی فراہم کر دیں مگر ہر بار معذرت کرلی جاتی اور جواباً یہ کہا جاتا کہ جونہی حالات ٹھیک ہونگے تو ہم آپ کی مدد کردیں گے۔۔۔ مگر یہ حالات آج تک تو ٹھیک نہیں ہوئے۔

سرائیوو میں بعض اعلیٰ سرکاری افسران نے نشاندہی کرتے ہوئے یہ واضح کیا کہ حفاظتی افواج کا کام اب صرف یہ رہ گیا ہے کہ وہ بوسنیا کی مسلم حکومت کے کاموں میں روڑے اٹکائے۔ یہ نام نہاد امن یا حفاظتی افواج' سربوں کے سامنے موم کی طرح پگھل جاتی ہیں حتیٰ کہ سربوں کے ہاتھوں یہ اپنی ہتک بھی با آسانی برداشت کرلیتی ہیں حالانکہ یہ سربوں کو منہ توڑ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب دیکر شرافت اور دیانت کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے سکتی ہیں۔

جولائی 93ء میں یہ افواج بارہ ٹرکوں میں ایندھن لاد کر سرائیوو کی طرف لے جا رہی تھیں۔ ہسپتالوں' روٹی بنانے والی فیکٹری اور پانی نکالنے والے پمپ اسٹیشن کو چلانے کے لئے یہ ایندھن لے جایا جا رہا تھا۔ سرب فوجوں نے بارہ ٹرکوں کے اس قافلے کو روک لیا اور بالاخر اس میں سے 40 فیصد ایندھن کی فراہمی کی صورت میں اس قافلے کو آگے جانے کی اجازت ملی۔ جب یہ قافلہ سرائیوو ایئرپورٹ کے قریب پہنچا تو سربوں کے ایک اور فوجی دستے نے اس قافلے کو روک لیا اور ایندھن کی فراہمی کے لئے تیسرے حصے کا مطالبہ کیا۔ جب انہیں بتایا گیا کہ ان کے ساتھیوں کو پہلے ہی 40 فیصد حصہ دے دیا گیا ہے تو انہوں نے بھی بزور اپنا حصہ لے لیا یہاں تک کہ ان سرب ڈاکوؤں نے 70 فیصد ایندھن چھین لیا اور بوسنیا کے مسلمانوں کے لئے صرف 30 فیصد باقی بچا جبکہ یہ شہر گذشتہ آٹھ دن سے بڑی شدت سے ایندھن کا منتظر تھا۔

29 دسمبر 93ء کو سرب فوجیوں نے شراب پی کر کینیڈا کے امن فوجیوں پر فائرنگ کی اور انہیں ہراساں کیا۔ وجہ یہ تھی کہ ایک سرب فوجی شدید زخمی تھا' سرب اسے ہسپتال لے جانا چاہتے تھے اس عمل میں تاخیر ہونے پر سربوں نے گیارہ کینیڈین فوجیوں کو فائر کر کے ہراساں کیا (25)

ایسے واقعات اکثر رونما ہوتے رہتے ہیں حالانکہ سلامتی کونسل کی قرارداد کی رو سے ان افواج کو اجازت حاصل ہے کہ وہ امدادی سامان کو بحفاظت پہنچانے کے لئے بوقت ضرورت قوت کا استعمال کر سکتی ہیں لیکن اس فوج کی حالت یہ ہے کہ ہر مرتبہ سربوں کے مطالبات تو پورے کر دیتی ہیں مگر سلامتی کونسل کی جانب سے منظور کی گئی قرارداد پر عمل یا مسلمانوں کی حالت کی کوئی پرواہ تک نہیں کرتی۔

مسلمانوں کو علاج کی بھی اجازت نہیں

اقوام متحدہ کی امن فوج نے ایک عجیب ظالمانہ قانون کو اپنا رکھا ہے۔ سرائیوو اور اس کے اردگرد کے مضافات سربوں کے محاصرے میں ہیں۔ ایک مضافاتی محلے میں دس ماہ کا بچہ بیمار تھا۔ اس کے باپ نے علاج کے لئے اسے شہر میں واقع ہسپتال میں لے جانے کا ارادہ کیا اور اقوام متحدہ کی فوج سے اجازت طلب کی کہ اسے شہر جانے دیا جائے۔ جواب ملا کہ جب تک کسی سرب مریض کو بھی اسی طرح ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں پڑتی' تمہیں اس کی اجازت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں مل سکتی۔ بچے کے باپ نے پانچ دن تک انتظار کیا۔ اس کے بعد اس نے فیصلہ کیا وہ خود چوری چھپے شہر میں اپنے بچے کے ہمراہ داخل ہو گا لیکن جب بھی وہ رات کو باہر نکلا اقوام متحدہ کی فوج نے اسے اس کے بچے سمیت روک کر واپس کر دیا۔ آخر ایک رات دونوں باپ بیٹا چھپ چھپا کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی۔ ہسپتال جاتے ہی بچہ مر گیا (20)

تزلا ائیرپورٹ کو کیوں مسترد کیا گیا؟

امن و سلامتی قائم رکھنے والا عالمی ادارہ بوسنیا میں ایسے وقت میں داخل ہوا کہ وہاں کوئی مسلمانوں کے لئے کچھ نہ کر سکے اور اگر کچھ کرنا بھی چاہے تو اسے قوت کے ذریعے روک دیا جائے۔ اس ادارے کے سپرد بہت سے کام کئے گئے جس کا مقصد بوسنیا کے مسلمانوں اور مظلوموں کی حفاظت کرنا ہے لیکن اس ادارے نے کوئی ایسا کام سرانجام نہیں دیا جو اسے کرنا چاہیے تھا بوسنیا اور سربیا کی سرحد پر ایک فوجی تک متعین نہیں کیا گیا یہی وجہ ہے کہ سرب توپیں آزادانہ مسلمانوں کو بلاخوف و جھجک برباد کر رہی ہیں۔ (یہ مسلمان بھی بیچارے بالکل نہتے ہیں جن میں بچے' بوڑھے اور خواتین شامل ہیں) اس بربادی میں سرائیوو' گورازدے' ماگلائے' زاویدو اور وتز شامل ہیں۔ اس ادارے کی مہربانی سے ہی کوئی امدادی قافلہ مستحقین تک صحیح سلامت نہیں پہنچتا۔ سرب (اور اب کروٹ) بھی بیشتر امدادی قافلوں کو بغیر خوف و تردد کے کھلم کھلا لوٹنے کے عادی ہو چکے ہیں اسی لئے بیشتر امدادی قافلے بلاوجہ سرحدوں پر طویل عرصے تک کھڑے رہتے ہیں یا پھر واپس جانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کے حوالے سے اس ادارے کا اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے میں کوئی کردار نہیں ہے بلکہ سرب اور کروٹ اہداف کی تکمیل میں اس ادارے کا بہت بڑا کردار ہے۔ نہایت معمولی وجوہات کی بناء پر قافلے کے قافلے سرب اور کروٹ فوجیوں کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں جنہیں لٹتا دیکھ کر کوئی خفت محسوس نہیں کی جاتی۔ جس کی وجہ سے امدادی سامان جس میں خوراک اور ادویات شامل ہیں' مستحقین کے بجائے سرب اور کروٹ ڈاکوؤں کے پاس چلی جاتی ہیں۔ یہ معاملہ انتہائی بگاڑ کا شکار ہے مگر اس کے باوجود ابھی تک اقوام متحدہ نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل کا یہ اصرار ہے کہ سرائیوو ائیرپورٹ استعمال کیا جائے نہ کہ تزلا ائیرپورٹ' اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ تزلا ائیرپورٹ مسلمانوں کے مکمل قبضے میں ہے اگر اس ائیرپورٹ کو استعمال کیا گیا تو امدادی کارروائی کے نتیجے میں سربوں کو جو حصہ مل رہا ہے وہ انہیں کیسے ملے گا؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پناہ گزینوں کا ادارہ UNHCR بھی مجرم ہے

چونکہ اہل بوسنیا' کروشیا اور دوسرے یورپی ممالک میں جانے کو تیار نہیں ہیں اس لئے اقوام متحدہ کے مہاجرین سے متعلق ادارے UNHCR کا فرض ہے کہ وہ ان بے خانماں بوسنیائی پناہ گزینوں کو اپنے ہی ملک میں امدادی سامان پہنچائے۔ خصوصاً ان لوگوں تک جو سربوں اور کروٹوں کے محاصرے میں ہیں لیکن یہ کام نہیں کیا جا رہا۔ بوسنیا کے سرکاری حکام کا کہنا ہے کہ پناہ گزینوں کا یہ ادارہ بھی انصاف پسند اور غیر جانبدار نہیں ہے بلکہ اس ادارے کا جھکاؤ سربوں اور کروٹوں کی طرف ہے۔ سرکاری حکام یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ گورازدے کے قریب واقع مسلم علاقوں میں لوگ بھوکوں مر رہے تھے مگر اس ادارے نے ان قحط زدہ افراد کی مدد کے لئے کچھ نہیں کیا۔ جب وہاں کے اندرونی (مسلمانوں کے) اداروں نے UNHCR سے کہا کہ وہ اقوام متحدہ کے طیاروں کے ذریعے ان قحط زدہ محصور علاقوں میں خوراک گرانا چاہتے ہیں تو جواباً پناہ گزینوں کے ادارے نے کہا کہ یہ قانوناً" جائز نہیں ہے۔ جب ان مسلمانوں نے ان قواعد و ضوابط کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ طریق کار قانون کے عین مطابق تھا۔ یہ مسلمان دوبارہ اس ظالم ادارے کے پاس گئے مگر اب کی بار UNHCR والوں نے جواب دیا کہ چونکہ وہ علاقے خطرناک ہیں اس لئے وہ وہاں نہیں پہنچ سکتے۔ اس طرح یہ ادارہ لیت و لعل سے کام لیتا رہا حتیٰ کہ سرب فوجیں ان محصور علاقوں پر قابض ہو گئیں (27)۔ یہی معاملہ گورازدے شہر کے سلسلہ میں پیش آیا۔ یہاں بھی لوگ بھوکوں مر رہے تھے اور سرب افواج اس شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں لیکن UNHCR ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھا تھا اور کچھ کرنے کے بجائے محض تماشائی بنا ہوا تھا۔ اس ساری صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے بوسنیائی مسلمانوں نے بین الاقوامی توجہ مبذول کرانے کے لئے سرائیوو کے لئے آنے والا امدادی سامان قبول کرنے سے انکار کر دیا تاکہ بدنامی کے خوف سے یہ ادارہ کچھ نہ کچھ کرنے پر مجبور ہو جائے۔ جب یہ خبر عالمی ذرائع ابلاغ تک پہنچی تو ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ یوں اس دباؤ کے تحت اس ادارے کے حکام خود اپنی قیادت میں ایک امدادی قافلہ گورازدے کی طرف لے کر گئے (28)۔ امریکہ کے ایک مخیر جارج ساروس جنہوں نے سرائیوو کے لئے پچاس لاکھ ڈالر مالیتی امداد کا پروگرام بنایا تھا' بہت مشتعل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ "اقوام متحدہ نے سرائیوو کو ایک بڑے اذیت کدے میں بدلنے میں مدد دی ہے اور ان کا سارا پروگرام ناکام بنا دیا ہے۔ جارج نے یہ بھی کہا کہ اقوام متحدہ سربوں کو اس بات کی اجازت دے رہی ہے کہ وہ امداد کے بارے میں جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیں فیصلہ کریں" (30) محصور مسلم علاقوں میں امدادی سامان پہنچانے میں یہ ادارہ نہایت سست ہے جبکہ اس کے برعکس سرب محصور علاقوں میں منظم طریقے سے امدادی سامان پہنچانے میں انتہائی مستعدی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اہل بوسنیا جب ان حفاظتی افواج کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ فوجیں' سرب فوجیں ہیں مگر نیلی ٹوپیوں کے ساتھ --- تو ٹھیک ہی کہتے ہیں (30)

پناہ گزینوں کا ادارہ باقاعدہ شریک ہے

جب اس ادارے UNHCR سے اس کی ذمہ داریوں کی بابت کسی کام یا چیز کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو یہ ہمیشہ معذرت خواہانہ رویئے کا حامل نظر آتا ہے اور جب اسے کوئی طاقت یا اختیار حاصل ہو جائے تو اسے مسلمانوں کے خلاف ہی استعمال کرتا ہے جب کبھی مسلمانوں پر آڑا وقت آجائے (ویسے تو ہر وقت ہی یہاں مسلمانوں کے لئے آڑا وقت ہے مگر جب اس میں شدت آجائے) تو اس ادارے کے ذمہ دار حضرات دھمکی دیتے ہیں کہ وہ بوسنیا چھوڑ دیں گے۔ جب بوسنیا کے رہنماؤں نے بوسنیا کو تقسیم کرنے والی اس تجویز کو تسلیم کرنے سے انکار کیا جسے اس جنگ کے سب سے بڑے مجرم سلوبودان ملاسوچ (سربیائی صدر) اور بوسنیا کے وسطی اور جنوبی علاقوں میں دہشت پھیلانے والے کروشیا کے صدر فرانیو توجمان نے پیش کیا تھا' تو اس ادارے نے اپنا امدادی کام بالکل روک دیا۔ بات یہاں تک پہنچی کہ ان علاقوں میں بھوک سے مسلمانوں کی ہلاکت کا اندیشہ لاحق ہوگیا۔ چونکہ اہل سرائیوو نے بھی اس ادارے کے خلاف احتجاج کیا تھا اس لئے اس ادارے نے مسلمانوں پر زیادہ سختی کا مظاہرہ کیا حتیٰ کہ اس ادارے کے ایک ذمہ دار افسر نے کہا کہ وہ سرائیوو شہر میں اس وقت تک خوراک کا ایک لقمہ تک نہیں پہنچنے دے گا جب تک بوسنیا کے صدر عالیجاہ عزت بیگووچ اس تجویز پر دستخط نہیں کر دیتے جس کی رو سے بوسنیا ہرسیگووینا کو تقسیم کیا جانا ہے (31) کیا یہ کھلی بلیک میلنگ نہیں ہے؟ کیا اسے اسلام دشمنی اور صلیب پرستی سے تعبیر کیئے بناء کوئی چارہ ہے؟

سرائیوو میں اس جنگ کے آغاز سے لے کر آج تک بارہا ایسا ہوا ہے کہ کئی کئی ماہ تک یہاں کے لوگ ادویات' بجلی اور گیس سے محروم رہتے ہیں اور کھانے کے لئے دن بھر میں ایک پورے خاندان کو جس مقدار میں خوراک فراہم کی جاتی ہے وہ عملاً ایک شخص کے لئے ایک وقت کے کھانے کی مقدار کے مساوی ہوتی ہے۔ ان حالات میں اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک گھناؤنا جرم ہے' تو کیا غلط کہتا ہے؟

یہ بات بالکل کھل کر کہی جاسکتی ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک بہت بڑی سازش ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں مغربی دنیا کے عیسائی سیاستدان براہ راست تو شریک نہیں مگر ان کی منصوبہ بندی شامل ہے، جسے چھوٹے کھلاڑی بوسنیا میں نافذ کر رہے ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی کھل کر کہی جانی چاہیے کہ مغربی عیسائی سیاستدان اس جنگ کے بڑے مجرم ہیں اور سربیا اور کروشیا والے اس جنگ کے چھوٹے مجرم ہیں۔

سرائیوو کے قبرستان میں ایک بچے سمیت چھ افراد کا نماز جنازہ پڑھایا جا رہا ہے۔
یہ سب افراد سرب گولہ باری کا نشانہ بنے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی کردار

بہت سے بظاہر دلائل ایسے ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مغربی عیسائی طاقتیں بوسنیائی مسلمانوں کی مشکلات کا ادراک مستعدی کے ساتھ کر رہی ہیں اور انہیں اپنی دھرتی پر بسانے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ اصل بات جہاں سے شروع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بوسنیا کے باشندگان کے نسلی تناسب کا تعین کیا جائے۔ لیکن ان تمام کوششوں کا ماحصل یہ ہے کہ ایک اسلامی حکومت کے قیام کو کسی بھی طرح سے روک دیا جائے اور اس طرح قلب یورپ میں کسی بھی طرح مسلم ریاست کے قیام کے احتمال کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ اس معاملے میں اصل نکتہ یہ ہے کہ یورپی برادری اس بات پر قائل ہو چکی ہے کہ ایک بوسنیائی ریاست کا قیام اور اس کے جاری رہنے سے "اسلامی بنیاد پرستی" کے براعظم یورپ کے قلب میں پھیل جانے کا قوی امکان باقی رہتا ہے۔ یورپ کے زعمائے کرام ایک طے شدہ وقت پر پورے براعظم کو ایک ملک بنانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ اس عمومی خیال کے پھیلاؤ کے ذریعے یا ان اوہام اور جھوٹے خیالات سے پیچھا چھڑاتے ہوئے' صورت حال کا جائزہ لینے والا یہ بات اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ یورپ کے تمام پروگراموں میں اس خیال کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ مستقبل قریب میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت اور متعصبانہ جذبات سے یورپ کو پاک کر دیا جائے گا مگر بنیاد پرستی کے ہوے کو اس طرح طرح سے پھیلا دیا گیا ہے کہ خود اس ہوے سے پیچھا چھڑانا یورپ کے لئے مشکل ہو گیا ہے۔

ایک بیان کے ذریعے بوسنیائی مسلم قیادت کو یہ باور کرادیا گیا ہے کہ تین یورپی ممالک اٹلی' سپین اور آسٹریا مسلم حکومت کے قیام کے خلاف بننے والے محاذ میں شامل ہو چکی ہیں۔ امریکی وزیر خارجہ وارن کرسٹوفر نے کہا تھا کہ ان کے یورپ کے مئی 93ء میں دورے کے دوران میں مذکورہ تینوں ممالک نے اس مسلم حکومت کے قیام پر اعتراضات کئے ہیں۔

پس اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ یورپ کا موقف فی الجملہ حکمت عملی کے لحاظ سے سرب موقف سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے یعنی اس بنیاد پر کوئی اختلاف نہیں کہ بلقان سے اسلامی وجود کا قلعہ قمع کر دیا جائے۔ غالباً اختلاف محض اس بات پر ہے کہ اس ہدف کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے کے لئے اسلوب' طریقہ اور ڈھنگ کیا اختیار کیا جائے۔ اسی لئے یورپی سفار تکار اولاً برطانوی اور پھر فرانسیسی قیادت میں سربوں کو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے کافی مہلت دینے کے لئے کوشاں رہے ہیں تاکہ سرب' مختلف وسائل کے ذریعے مسلم آبادی کا بے دریغ خاتمہ کر سکیں۔ باقی یورپی ممالک بھی اسی طرح کی کوششوں میں زیادہ مہذب انداز میں مصروف رہے ہیں تاکہ سربوں کو' لیکن درحقیقت اپنے آپ کو اسلامی احیاء کے ڈراؤنے خواب (کابوس) کے وہم سے چھٹکارا پانے میں آسانی ہو سکے۔ خواہ اس کے نتیجے میں کوئی نئی مصیبت ہی کیوں نہ جنم لے لے' اور یہ نئی مصیبت حقیقی ہوگی نہ کہ واہمی۔ اس نئی مصیبت کا نام ہے وحشی سربوں کا "عظیم تر سربیا۔"

سربوں نے تو محض تباہی و بربادی' نسلی تطہیر و نسل کشی اور عصمتوں کی پامالی کے معاملات میں ہی اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے جبکہ دوسری مغربی طاقتوں نے اپنا حصہ کسی دوسری صورت میں ادا کیا ہے' مثلاً انہوں نے بوسنیائی مسلمانوں کو اپنے اپنے مقامی معاشروں میں جذب کرنے کی سعی کی ہے۔

1993ء کے آغاز میں کروشیا میں پناہ لینے والے بوسنیائیوں کی کم از کم تعداد چار لاکھ تھی لیکن جولائی 93ء میں یعنی محض سات ماہ کے بعد وہ تعداد گھٹ کر محض 70 ہزار رہ گئی یہ اعداد و شمار چونکا دینے والے ہیں کہ بوسنیائی مسلمانوں کی اتنے مختصر سے وقت میں تعداد صرف 1/6 رہ گئی (۱۷) حالانکہ جنگ تو جاری ہے اور انسانوں کے ہجرت کرنے والے حالات بھی زیادہ شدت کے ساتھ موجود ہیں۔ اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کے ساتھ ساتھ پناہ گزینوں کی تعداد بھی بڑھتی' نہ کہ اتنی تیزی کے ساتھ کم ہوتی۔

مغربی رسائل و جرائد کا قاری اور مختلف یورپی دارالحکومتوں سے جاری ہونے والے گوشواروں اور جدولوں پر نظر رکھنے والا فرد یہ بات اچھی طرح جان سکتا ہے کہ یورپ میں مقیم مہاجرین عالم کی پریشانیوں میں اضافہ ہوا ہے اور نئے آنے والے مہاجرین کے لئے مشکلات پیدا ہوئی ہیں۔ امیگریشن اور پناہ گزینوں سے متعلق قوانین میں جرمنی اور فرانس میں کی جانے والی تبدیلیوں' پناہ گزینوں کی تعداد کے بارے میں شائع شدہ رپورٹوں نیز مختلف یورپی ممالک کے ہوائی اڈوں تک رسائی حاصل کرپانے والوں کے جو اعداد و شمار سامنے آئے ہیں ان کے مطابق یہ سارے اشارات بڑی وضاحت کے ساتھ یورپ کے' مہاجرین کے بارے میں موقف کی تردید کرتے ہیں۔ مہاجرین یا پناہ گزینوں سے متعلق موقف میں اس وقت سے سختی آئی ہے جب سے یورپ کی اقتصادی کساد بازاری میں اضافہ ہوا ہے اور دائیں بازو کی پارٹیوں کو وسیع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتائید حاصل ہوئی ہے دائیں بازو کی یہ جماعتیں اپنے سیاسی مطالبات میں اپنی حکومت سے مطالبہ کرتی ہیں کہ مہاجرین کے اس سیلاب کے آگے بند باندھا جائے یا پھر ان کی تعداد کا تعین کیا جائے۔

عجیب و غریب شرائط

1993ء کے وسط سے قبل غیر معمولی انداز میں یورپ کے دروازے بوسنیائی مسلمانوں کے لئے کھول دیئے گئے اور یہ ایسی بات نہیں ہے جسے نظر انداز کیا جاسکے کیونکہ قدیم یوگوسلاویہ کے اردگرد کے ممالک نے بوسنیائی پناہ گزینوں کے بارے میں اس وقت شدید تعصب کا مظاہرہ کیا تھا جب بوسنیا میں سربوں کے ہاتھوں نسل کشی اور نسلی تطہیر کی کارروائیاں اپنے عروج پر تھیں۔ اس وقت ان ممالک کی دلیل یہ تھی کہ لاکھوں لوگ کروشیا میں داخل ہوچکے ہیں اور ان پناہ گزینوں پر کروشیا نے کوئی پابندی عائد نہیں کی ہے لیکن جہاں تک کروشیا کا تعلق ہے تو اس کے اپنے سیاسی مفادات تھے۔

ان سخت حالات میں یورپ کا بوسنیائی پناہ گزینوں کے لئے یوں دروازے کھولنا محض انسانی بنیادوں پر نہیں ہے جیسا کہ پہلی نظر میں ظاہر ہوتا ہے بلکہ اس کے بہت سے دور رس سیاسی نتائج ہیں جن سے تجاہل برتنا ممکن نہیں۔

1993ء کے آغاز تک کروشیا کے دارالحکومت زاغریب میں مغربی سفارتخانوں نے بوسنیا کے مسلمان پناہ گزینوں کو ویزے جاری کرنا شروع نہیں کیا تھا لیکن صورت حال پھر اچانک پلٹا کھا گئی۔ پناہ گزینوں نے محسوس کیا کہ ویزے کے حصول کے مواقع بہت وافر ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات جرمن سفارتخانوں نے بالکل اسی روز ویزا جاری کیا جس روز درخواست دی گئی۔ یہ بڑی حیران کن بات ہے کیونکہ جرمن سفارتخانہ ویزے جاری کرنے کے بارے میں دوسرے یورپی ممالک سے سب سے زیادہ بخیل واقع ہوا تھا اور حکومت جرمنی امیگریشن اور پناہ گزینوں کے نت نئے قوانین کی تنفیذ کے معاملے میں بڑی فعال رہی تھی۔

حکومت بوسنیا کی معلومات کے مطابق جن ممالک نے مسلمانوں کے "استقبال" کے لئے اپنے دروازے وا کئے ہیں ان میں جرمنی، آسٹریا اور سکینڈے نیوین ممالک شامل ہیں۔

بعض بوسنیائی طالب علم جو سعودی عرب میں پڑھتے تھے، جب اپنی تعلیم کی تکمیل کے بعد اگست 93ء میں واپس لوٹے تو کروشیائی حکام نے ان طلبہ کو کروشیا میں داخل ہونے سے روک دیا جبکہ انہیں یہ اختیار دیا گیا کہ وہ چاہیں تو ویانا ایئرپورٹ کے ذریعے آسٹریا میں داخل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتے ہیں۔ اسی دوران میں کروشیائی اخبارات نے یہ خبریں شائع کیں کہ حکومت آسٹریا نے بوسنیائیوں کے لئے اپنی دھرتی پر کام کرنے کی اجازت دے دی ہے (33)۔

یہاں تک تو بات معمولی تھی اور اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو باعث تشویش ہو لیکن یہ ساری صورتحال اس وقت بالکل بدل جاتی ہے جب یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ حکومتیں جو بوسنیائی پناہ گزینوں کے لئے چشم براہ ہیں ان پر یہ شرط عائد کرتی ہیں کہ وہ کم از کم سات سال تک اپنے ممالک کو واپس نہیں لوٹیں گے اور وہیں رہیں گے۔ جن مسلمانوں نے اس شرط پر دستخط کرنے سے انکار کیا انہیں داخلے کی اجازت نہ ملی۔ اگرچہ بے شمار مسلمانوں نے اس عجیب و غریب شرط کو محض اس لئے قبول کرلیا کہ ان کے سامنے کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

عدم واپسی کی کسی شرط کے بارے میں دنیا کو اس وقت معلوم ہوا تھا جب بعض اہم بوسنیائی مقامات سربوں اور کروٹوں کے ہاتھوں میں چلے جا رہے تھے۔ اس وقت ان علاقوں کی جیلیں نئے آنے والے مسلمانوں سے بھر رہی تھیں اور غاصب سرب اور کروٹ افواج' بچے کھچے مسلمانوں کو بوسنیا سے باہر دھکیل رہی تھی' وہ ان کی جائیدادوں اور دیگر مال و متاع پر قابض ہو جاتیں اور ان سے یہ حلف لیتیں کہ وہ اس علاقے میں پھر کبھی نہیں آئیں گے۔ (اس کی تفصیل نسلی تطہیر کے عنوان کے تحت پہلے بیان کی جا چکی ہے) مگر یہ پہلا موقع تھا کہ جب پناہ دینے والے ممالک بھی پناہ گزینوں سے' اپنے وطن 2000ء سے پہلے مراجعت نہ کرنے کا حلف طلب کر رہے ہیں۔

اس موقع پر ایک اور چیز پیش نظر رہنی چاہئے کہ بعض بین الاقوامی امدادی تنظیمیں مثلاً ریڈ کراس وغیرہ مسلمانوں کو بوسنیا سے نکل بھاگنے کی ترغیب دے رہی ہیں اور ان میں ایسے حلف نامے تقسیم کر رہی ہیں جن پر دستخط کرکے انہیں (ریڈ کراس کو) کو واپس لوٹانا ہوتے ہیں۔

یہ ہے کروشیائی شہر سپلٹ (Split) میں واقع مہاجرین کے لئے کی گئی کارروائیوں کا ماحصل۔ لیکن جو چیز اس سے بھی زیادہ اشتعال انگیز اور شک و شبہے کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ بعض سرگرم تنظیمیں مہاجروں پر یہ شرط عائد کرتی ہیں کہ وہ کروٹ نہ ہوں بلکہ صرف مسلمان ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ صرف مسلمانوں کا ہی اخراج مطلوب ہے' دوسروں کا نہیں۔ جیسا کہ ایک اور شرط ہے کہ ہجرت پورے خاندان سمیت ہو' صرف ایک شخص کی نہیں تاکہ ملک سے باہر بسنے میں مناسب حالات پیدا ہو سکیں۔ اس طرح بوسنیا میں مستقبل میں واپسی کی امید خود بخود کمزور پڑتی چلی جاتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2000ء میں کیا ہو گا؟

بوسنیا کے وہ باشندے جو دوسرے معاشروں میں دھکیل دیئے گئے ہیں' حکومت بوسنیا کے امیگریشن ڈیپارٹمنٹ کے مطابق ان کی تعداد 12 لاکھ 70 ہزار ہے (۳۴) (یاد رہے کہ بوسنیا کے مسلمانوں کی کل آبادی جنگ سے قبل قریباً 19 لاکھ تھی) گویا بوسنیا کے مسلمان باشندوں کی نصف سے بھی زائد تعداد وطن بدر ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بوسنیا کو مسلمانوں سے خالی کروانا مقصود ہے۔ یہ ایک حقیقی خطرہ ہے محض اندیشہ یا واہمہ نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ یورپی ممالک سرب منصوبہ بندی کو آگے بڑھنے میں اپنا کردار بھرپور انداز میں (بلاواسطہ ہی سہی) ادا کر رہے ہیں تو اس میں کوئی مبالغہ آمیزی نہ ہو گی۔

بوسنیائی حکومت ان حالات سے آگاہ ہے۔ امیگریشن ڈیپارٹمنٹ کی "رابطہ کار" مس امیلہ اپنی سی کوششیں کر رہی ہیں تاکہ ان لاکھوں لوگوں کا اپنے ارض وطن سے رشتہ نہ ٹوٹنے پائے۔ اس وقت ان کی تمام تر توجہ اس بات پر مرکوز ہے کہ جو بوسنیائی مایوس کن حالات کے تحت مجبور ہو کر اپنی جان بچانے کی خاطر کاغذات اور دوسری دستاویزی اشیاء کے بغیر ملک سے بھاگ جانے پر مجبور ہوئے' انہیں کم از کم پاسپورٹ جاری کر دیئے جائیں۔ مذکورہ ڈیپارٹمنٹ کی یہ کوشش بھی ہے کہ ان مہاجرین کو بوسنیا کے کسی بھی ریفرنڈم یا آنے والے انتخابات میں ووٹ کا حق مل جائے۔ ڈیپارٹمنٹ کی یہ بھی کوشش ہے کہ ان مہاجرین کے بچوں کو اپنی زبان بھی سکھائی جائے' قبل اس کے کہ دوسرے معاشرے انہیں نگل لیں اور یہ بچے جن ممالک میں مقیم ہیں وہاں کی زبانیں سیکھ کر بڑے ہوں اور یہ ان کے ضیاع اور دوسرے معاشروں میں تحلیل ہونے کا نقطہ آغاز ثابت ہو۔

کوئی نہیں جانتا کہ حکومت بوسنیا کتنی مشکلات اور کتنے زبردست مسائل کا سامنا کر رہی ہے۔ کیا یہ ساری کوششیں مناسب وقت پر اپنی مراد پا سکیں گی یا نہیں لیکن دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ سرب قیادت نے اب پہلی مرتبہ "بوسنیا کی مسلم اقلیت" کی اصطلاح استعمال کرنا شروع کر دی ہے۔ سرب رہنما رادو وان کراوزچ کو اس "اقلیت" کے "حقوق" کی خاطر بی بی سی ٹیلی ویژن پر ایک پروگرام میں بولتے دیکھا گیا۔ اس ٹی وی کے ناظرین غالباً یہ بھول چکے ہیں کہ بوسنیا کے مسلمان بوسنیا کا 44 فیصد تھے جبکہ سرب کبھی 31 فیصد سے زیادہ نہیں بڑھے اور کروٹوں کا تناسب 71 فیصد رہا ہے اور صدر عالیجاہ عزت بیگووچ بوسنیا کی صدارت کے منصب پر اسی لئے فائز ہو سکے کیونکہ ان کی پارٹی کی' غالب مسلم اکثریت نے حمایت کی تھی۔ اس پس منظر کو لپیٹ دیجئے اور اب ایک نئی صورتحال کو سامنے رکھئے اور ان کوششوں کو بھی سامنے رکھیئے جو اب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک نئی دنیا کے قیام کے لئے کی جا رہی ہیں۔ جن کے ذریعے مسلمان اکثریت کو تحلیل کیا جا رہا ہے تاکہ وہ بوسنیا میں اقلیت بن جائیں خواہ اس کے لئے دھوکہ دینا پڑے' بہانے بنانا پڑیں یا مکر و فریب سے کام ہی کیوں نہ لینا پڑے۔ جب کوئی فرد بوسنیا میں ہونے والے واقعات کا عموماً اور یورپ کے سٹیج پر ہونے والی تبدیلیوں کا خصوصاً مطالعہ کرتا ہے تو وہ اپنے ضمیر کے سامنے مزاحمت کرنے سے قاصر رہتا ہے کیونکہ اس کا ضمیر اسے کہتا ہے کہ یہ معاملہ اتفاقی جرم کی حدود سے بڑھ کر سوچی سمجھی سازش کی حدود میں پہنچ چکا ہے اور جب اسے یہ علم ہوتا ہے کہ بعض یورپی ممالک نے بوسنیا کے ان پناہ گزینوں پر سات سال یعنی 2000ء سے پہلے اپنے ملک واپسی پر پابندیاں لگا دی ہیں تو اسے یہ سارے معاملات اس مقصد کے حصول کا ذریعہ نظر آتے ہیں جسے ہفت روزہ نیوز ویک نے اپنے شمارے (29-11-90) میں شائع کیا تھا۔ اس ہفت روزہ جریدے میں 2000ء میں یورپ کا ممکنہ نقشہ شائع کیا گیا تھا اس میں بڑی وضاحت کے ساتھ عظیم تر سربیا کا نقشہ موجود تھا لیکن بوسنیا کا اس پورے نقشے میں کہیں کوئی وجود نہیں تھا۔ یہ حیرت انگیز مطابقت اعصاب پر بجلی گرا دینے والی ہے۔ اسے با آسانی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ ممکن ہے یہ سب کچھ اتفاقاً" ہو لیکن بہرحال یہ اندیشوں سے خالی نہیں اور ضرورت ہے کہ اس پر مکمل طور پر غور و خوض کیا جائے خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب کہ مسلمانوں نے بوسنیا سے یہ سبق سیکھا ہو کہ محض معصومیت ہی وہ شے نہیں جو کسی کی توجہ حاصل کرنے کا سبب ہو بلکہ اس کے برخلاف جارحیت بھی بعض اوقات اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے کیونکہ سازش کے ہاتھ بہت لمبے ہوتے ہیں اور بہت دور تک پہنچتے ہیں۔ گذشتہ عرصے میں بوسنیا میں جو کچھ ہوا ہے اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا اور کسی کو یہ بدگمانی ہو ہی نہیں سکتی تھی لیکن دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہوا کہ جو کل تک ناقابل تصور تھا وہ آج واقع ہو چکا ہے اور مغرب کے عیسائی سیاستدان اسے بھی کچھ عجب نہیں سمجھتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

★ جنرل کے عہدے میں مزید تین مرحلے ہیں یعنی بریگیڈیئر جنرل' میجر جنرل اور لیفٹیننٹ جنرل' یہ اعداد و شمار جنگ شروع ہونے کے بعد کافی حد تک تبدیل ہو چکے ہیں۔ حوالہ Musalmanski Glas ہفت روزہ مجلّہ اسلامیہ بوسنویہ 27 ستمبر 91ء

1- دی نیوز 28- اپریل 93ء

2- بھارت اور یوگو سلاویہ کے درمیان 7.8 ملین ڈالر مالیت کا گولہ بارود' 52 ملین ڈالر مالیت کا SUV-55 قسم کے نیوک فائر کنٹرول سسٹم کا معاہدہ طے پایا۔ 20 ملین ڈالر کی ادائیگی یوگو سلاویہ کے خاتمے سے پہلے کی گئی تھی۔ اب پابندیوں کے باوجود بھارت نے خریداری کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔ (بحوالہ ڈان 26 اگست 93ء)

3- دی نیوز 31 جنوری 93ء

4- دی نیوز 25 فروری 93ء

5- دی نیشن 8 مئی 93ء

6- واشنگٹن پوسٹ بحوالہ ڈان 14 مئی 93ء

7- نیوز ویک یکم نومبر 93ء

8- دی نیوز 15 جنوری 94ء

9- دی نیوز 27 فروری 93ء

10- گارڈین بحوالہ ڈان 4 فروری 93ء

11- دی مسلم 19 ستمبر 93ء

12- واشنگٹن پوسٹ بحوالہ ڈان 27- اپریل 93ء

13- نیوز ویک 26 اپریل 93ء

14- ایضاً

15- نیوز ویک 22 نومبر 93ء

16- ٹائم 14 جون 93ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

17- روزنامہ جنگ 19 جنوری 94ء

18- نیویارک ٹائمز بحوالہ دی نیوز 22 مئی 93ء

19- نیوزویک 5 جولائی 93ء

20- ممکن ہے اب ہلاک ہو چکا ہو یا کہیں اور جا چکا ہو۔

21- الحرب الصلیبیۃ الاولی صفحہ 51

الحرب الصلیبیۃ صفحہ 1 تا 8 بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد نمبر 12 صفحہ 214

22- المجلہ 22- اگست تا 28 اگست 93ء

23- ایضاً"

24- ہفت روزہ گارڈین 5 ستمبر 93ء

25- نیویارک ٹائمز بحوالہ دی مسلم 30 دسمبر 93ء

26- ٹائم 14 جون 93ء

27- المجلہ 22- اگست تا 28 اگست 93ء

28- ایضاً"

29- ٹائم 22 نومبر 93ء

30- اقوام متحدہ کی ان افواج کی ٹوپیوں کا رنگ نیلا ہے۔

31- المجلہ 5 ستمبر تا 11 ستمبر 93ء

32- المجلہ 29- اگست تا 4 ستمبر 93ء

33- ایضاً"

34- ایضاً"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

اسلامی دنیا کا روّیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیائے اسلام کا کردار

شاعری اور ڈرامے میں ایک اصطلاح استعمال ہوتی ہے "Climax" اور "Anti Climax"

جب جاپان نے مانچوریا پر حملہ کیا تو اس وقت کی اقوام متحدہ جو لیگ آف نیشنز کہلاتی تھی' نے جینوا میں' جاپان سے نبٹنے کے لئے ایک خصوصی اجلاس منعقد کیا۔ اس لیگ کے سپیکر نے بہت تیز آواز میں کہا کہ "حضرات! ہم نے جاپان کی طرف سے ننگی جارحیت کے خلاف ایک سخت قرارداد منظور کی مگر جاپان نے اس پر کوئی کان نہیں دھرا ہے۔ ہم نے جاپان کو بارہا وارننگ دینے کے بعد اس کے وحشیانہ حملے کے خلاف ایک اور سخت قرار داد منظور کی مگر جاپان پر چکنے گھڑے کی طرح کوئی اثر نہ ہوا۔ حضرات! اب ہم کیا کر رہے ہیں؟ سپیکر نے توقف کے بعد پھر کہا۔ ہم کیا کر رہے ہیں؟ اس کے بعد سپیکر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "ہمیں سخت الفاظ پر مشتمل ایک اور قرارداد پاس کرنی چاہئے" اس انداز کو Anti Climax کہا جاسکتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بوسنیا کے حوالے سے اسلامی کانفرنس کی کارکردگی بھی "Anti Climax" ہے۔

اسلامی ممالک کی تنظیم جو اس دعوے کی بناء پر 1969ء میں مراکش کے شہر رباط میں قائم کی گئی تھی کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے حقوق کی پاسداری کے لئے عملاً جنگ لڑے گی' اب یہ تنظیم مسلمانوں کے حقوق کے لئے لفظوں کی جنگ بھی بمشکل لڑتی ہے۔ جب اپریل 1992ء میں سربیا نے بوسنیا میں وحشیانہ جارحیت کا ارتکاب کیا تو یہ تنظیم منہ میں گھنگنیاں ڈالے خاموش رہی۔ بوسنیا جو اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا ایک رکن ملک ہے' کے لئے اس تنظیم نے کوئی ٹھوس اور عملی کام نہیں کیا ہے۔ جون 1992ء میں اس تنظیم نے وزرائے خارجہ کا ہنگامی اجلاس انقرہ میں بلا کر اور ایک رابطہ گروپ تشکیل دیکر اپنا فرض چکانے کی بھونڈی کوشش کی۔ پھر دسمبر 92ء میں جدہ میں ایک اور کانفرنس کی میز سجائی گئی جس میں یورپی برادری اور اقوام متحدہ کے ثالث بھی موجود تھے۔ اس کانفرنس یا میٹنگ میں او آئی سی نے یہ الٹی میٹم دیا کہ اگر چالیس روز کے اندر اندر اقوام متحدہ اور یورپی برادری نے بوسنیا پر عائد اسلحی پابندیاں نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھائیں تو پھر مسلم ممالک اپنے طور پر بوسنیا میں اسلحہ بھیجنے کی کوشش کریں گے تاکہ اہل بوسنیا اپنے بنیادی حق دفاع کو استعمال کر سکیں۔ مگر اس میٹنگ میں موجود دونوں عیسائی ثالثوں نے اس الٹی میٹم کو مسترد کر دیا۔ یہ الٹی میٹم 11 جنوری کو ختم ہونا تھا چالیس دن کے اس عرصے میں او آئی سی نے اپنے اس الٹی میٹم پر عمل درآمد کے لئے کچھ نہ کیا البتہ 15 جنوری 93ء کو سینیگال کے دارالحکومت میں ایک اور کانفرنس کر کے محض یہ مطالبہ دہرا دیا کہ اسلحی پابندیاں ختم کی جائیں۔ ایسے مطالبات تو دنیا بھر میں دہرائے گئے ہیں مگر مطالبات سے کیا بنتا ہے؟ ہر فرد مغرب کو اس کی بے عملی اور مذہبی تعصب کی بناء پر بجا طور پر کوستا ہے مگر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ مسلم ممالک نے اس ضمن میں کیا کردار ادا کیا ہے۔ مغربی دنیا تو اپنے مذہبی تعصب کے سبب بوسنیا کے مسلمانوں کے قتل عام کے لئے سربوں کی کسی نہ کسی صورت میں مددگار و معاون ہے ہی مگر مسلم دنیا اور خصوصاً اسلامی کانفرنس کی تنظیم جس کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے رکن ملک کی درخواست پر اس کی مدد کرے اور بوسنیا کی جانب سے طلب کی جانے والی مدد اقوام متحدہ اور خود OIC کے چارٹر اور قریم ورک کے عین مطابق ہے' مدد سے گریزاں ہے' دراصل بوسنیا کے برے وقت میں اہل بوسنیا کو تنہا چھوڑنے اور انہیں بے یار و مددگار کرنے میں خود اس تنظیم کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ دسمبر 92ء میں لندن کے ایک روزنامے ٹائمز نے اپنے اداریئے میں بجا طور پر مسلم دنیا کی جانب سے بوسنیا کے بے یار و مددگار مسلمانوں کو بچانے میں ناکامی پر سخت ست کہا تھا۔

مغربی ذرائع ابلاغ نے مسلم دنیا کی بے عملی اور عدم تشویش کو تند خوئی سے بیان کیا ہے۔ عرب ممالک نے تیل کے ہتھیار کو 1973ء میں اس وقت استعمال کیا تھا جب عرب ممالک کے مفادات خطرے میں تھے کیا بوسنیا کی کیفیت سے انہیں کوئی اندازہ نہیں ہوتا۔ یہاں یہ سوال بجا طور پر پیدا ہوتا ہے کہ کیا عرب قوم پرستی' بوسنیائی مسلمانوں سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔

مسلمان حکمرانوں کی تو یہ حالت ہے کہ وہ دولت لٹانے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور اپنی نمود و نمائش کے لئے وہ سب کچھ کرنے کو تیار ہیں مگر بوسنیا کے مظلوم مسلمان ان کی دولت سے پھر بھی محروم رہتے ہیں۔

برونائی کے مسلم حکمران نے قبرص میں دولت مشترکہ کی کانفرنس کے موقع پر ایک فائیو سٹار ہوٹل میں ایک لاکھ ستر ہزار امریکی ڈالر محض ٹپ کے طور پر ادا کئے۔ مگر بوسنیا کے ہزاروں بھوکے مسلمان اناج کے ایک ایک دانے کو ترس رہے ہیں۔ یہ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ بوسنیا کے مسلمانوں کو موصول ہونے والے کسی بھی سب سے بڑے انفرادی عطیے میں مسلمانوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام نہیں ہے بلکہ ایک یہودی کا نام اس فہرست میں آتا ہے۔

ہنگری کے اس ارب پتی یہودی جارج ساروس نے اپنے ایک بلین نفع میں سے محض ایک دن کے اندر 50 ملین ڈالر کا عطیہ بوسنیا کے مسلمانوں کے لئے دیا۔ یہ یہودی' نازی دور کے کیمپوں میں رہ چکا تھا اسے ان کیمپوں کا احساس تھا اور جب اسے یہ پتہ چلا کہ بوسنیا میں قائم کیمپ نازی کیمپوں سے بھی زیادہ بدتر ہیں تو اس نے مذکورہ خطیر رقم مسلمانوں کے حوالے کر دی۔ اس کی اس رقم سے اہل سرائیوو کو سخت ترین حالات میں پانی اور دیگر اشیائے ضروریہ فراہم کی جا رہی ہیں۔

اپریل 93ء میں کراچی میں مسلم ممالک کے وزرائے خارجہ کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں مسلم دنیا کی جانب سے بوسنیا کے نام نہاد "محفوظ علاقوں" کے دفاع کے لئے اقوام متحدہ اور یورپی برادری کی اپیل پر فوجی دستے بھیجنے کی منظوری دی گئی۔ (اس کی تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے) مگر آج تک یہ فوجی دستے وہاں نہیں بھیجے گئے۔ اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے ایک رکن ملک انڈونیشیا نے تو اپنے فوجی بھیجنے تک سے انکار کر دیا اور کہا کہ "ہماری پہلی ترجیح کمبوڈیا ہے اور یہ کہ کراچی میں منعقدہ کانفرنس میں اہل بوسنیا سے اظہار یکجہتی کا لازماً یہ مطلب نہیں لیا جانا چاہئے کہ ہم وہاں اپنے فوجی بھی بھیجیں گے"۔

مسلم تنظیموں کا کردار

ہر چند کہ حکمرانوں کا رویہ بوسنیا کے معاملے پر مغربی دنیا سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے تاہم عام مسلمانوں کا رویہ قطعاً" مختلف ہے۔ عام مسلمان اپنے جذبات کا اظہار مظاہروں' امدادی رقوم جمع کر کے اہل بوسنیا تک بھیجنے' جہاد میں شرکت کرنے اور بوسنیا کے یتیم مسلمانوں کی کفالت کرنے کی شکل میں کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں 16 مئی 93ء کو وائٹ ہاؤس کے سامنے مسلمانوں نے زبردست مظاہرہ کیا اور 23 مئی 93ء کو لندن میں ایک عظیم الشان مظاہرہ کیا گیا۔ بنگلہ دیش' پاکستان اور دیگر مسلم ممالک میں اسلامی تحریکوں کی جانب سے مظاہروں سے مسلمانوں کی غیرت اور حمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

کویت کی ایک خیراتی تنظیم نے 9 اپریل 93ء تک 30 ملین ڈالر جمع کر کے اہل بوسنیا کو بھیجے۔ جماعت اسلامی پاکستان 93ء کے اواخر تک پونے تین کروڑ روپے بوسنیا بھیج چکی ہے۔

ترکی کی تحریک اسلامی حزب رفاہ کے قائد نجم الدین اربکان نے ترک ٹیلی ویژن پر ایک انٹرویو کے دوران کہا تھا کہ "اگر ہم برسر اقتدار آئے تو ہم بوسنیا میں وہی کچھ کریں گے جو ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے قبرص میں کیا تھا"۔

یاد رہے کہ قبرص میں آرتھوڈوکس یونان کی جانب سے 1974ء میں ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے تو اس وقت کے نائب وزیراعظم اربکان نے قبرص میں فوجی مداخلت کرا کے ظلم و ستم کو رکوایا تھا۔

ملائیشیا کی تحریک اسلامی ABIM نے کئی سو بوسنیائی مہاجرین کو اپنے ملک میں پناہ دے رکھی ہے اور ساتھ ہی ان کی ہر قسم کی معاونت بھی کی ہے۔ ان کے لئے خصوصی کیمپ قائم کئے گئے ہیں جہاں انہیں ضروریات زندگی میسر ہیں۔ پچاس بوسنیائی نوجوانوں کو انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی کوالالمپور میں داخلہ ملا ہے۔ ملائیشیا میں ہی ایک اور اسلامی گروپ نے پچاس سابق جنگی قیدیوں کو پناہ دی ہے جبکہ چند پیشہ ور ماہرین (بوسنیائی مسلمانوں) کو مختلف صنعتی اداروں میں ملازمتیں فراہم کی گئی ہیں۔

عالم اسلام کے دیگر ممالک کی طرح مصر پر بھی ایسے حکمران مسلط ہیں جو مسیحی مغرب کے غلام اور تابعدار ہیں۔ مصری حکمران دیگر مسلم حکمرانوں سے کہیں بڑھ کر اسلام دشمن پالیسیوں پر عمل پیرا ہیں افریقہ میں واقع اس مسلم ملک میں گذشتہ ایک عرصے سے بے چینی نمایاں ہے۔ اس ملک کے باشندے اسرائیل کو تسلیم کرنے والے اپنے حکمرانوں سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ جہاد فلسطین میں نمایاں کردار ادا کرنے والی اسلامی تحریک اخوان المسلمون کو جمال عبدالناصر نے جس بری طرح سے کچلنے کا اندازہ اختیار کیا اسی طرح موجودہ صدر حسنی مبارک اسلامی عناصر جنہیں وہ مغرب کی اصطلاح کے مطابق بنیاد پرستی کی گالی سے نوازتے ہیں۔ بوسنیا میں مسلمانوں پر عیسائیوں کی جانب سے مظالم کے جو پہاڑ توڑے جا رہے ہیں ان کے سبب پورے عالم اسلام میں مغربی عیسائی دنیا کے خلاف ایک نیا لاوا ابلنے لگا ہے۔ بوسنیا سے کہیں دور انڈونیشیا جیسا مسلم ملک ہو یا مراکش' ہر جگہ اور ہر مسلم طبقے میں تشویش اور اضطراب کی یکساں لہر دوڑ گئی ہے۔ حتی کہ سیکولر طبقہ تک ان مظالم پر انگشت بدنداں ہے۔

مصر جو اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا ایک رکن ملک ہے' بوسنیا کے معاملے میں سرکاری طور پر گھٹیا اقدامات کا مرتکب ہوا ہے۔ یہاں کے حکمران ایک عجیب مخمصے کا شکار ہیں' ان کے بیانات تک متضاد ہیں۔ قول و فعل کا تضاد تو معمولی بات ہے۔ چونکہ امت مسلمہ نبیؐ کے فرمان کے مطابق ایک جسم کی حیثیت رکھتی ہے اور جسم کے کسی بھی حصے کی تکلیف پورے جسم کو تڑپا دیتی ہے' اسی لئے معاملہ بوسنیا میں ہو یا تاجکستان میں' کشمیر میں ہو یا فلسطین میں' اراکان میں ہو یا تھکسین میں' اہل درد ہر جگہ تڑپ اٹھتے ہیں۔ حکمران خصوصاً مصری حکمران ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقدامات کرتے چلے آئے ہیں جن کے ذریعے مصری مسلمانوں کا امت کے دیگر حصوں سے رابطہ کٹ جائے۔ وہ انہیں مسلمان کے بجائے قوم پرست بنانا چاہتے ہیں اور ان کا ہیرو حضرت محمدؐ کے بجائے فرعون کو بنانا چاہتے ہیں مگر مصری اس پر تیار نہیں' حسنی مبارک کی عیسائی بیوی اور سابق مصری عیسائی وزیرخارجہ اور موجودہ سیکرٹری جنرل (اقوام متحدہ) بطروس غالی مصر کے اسلامی عناصر کی سرکوبی کے لئے سرتوڑ کوششوں میں مشغول ہیں لیکن ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔ اکتوبر 1992ء میں مصری حکومت نے مصری مسلمانوں کو اپنے بوسنیائی مظلوم بھائیوں کی امداد کے لئے چندہ جمع کرنے سے روک دیا تھا اور فنڈز جمع کرنے کی مہم وغیرہ کو غیرقانونی بھی قرار دے دیا تھا لیکن ہوا یہ کہ اخوان المسلمون اور جماعت اسلامیہ نے پابندی کے علی الرغم فنڈز جمع کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ حکومت اپنی کوششوں کے باوجود ان مصری جماعتوں کو نہ روک سکی۔ عوام کے غم و غصے کو دور کرنے کے لئے حسنی مبارک نے 7 جولائی 92ء کو سکندریہ میں نیوی کے جوانوں سے خطاب کے دوران کہا کہ حکومت نے رضاکاروں کو یوگوسلاویہ جانے سے نہیں روکا ہے' ان رضا کاروں کے لئے جانے کو دروازے کھلے ہیں وہ جا کر یوگو سلاویہ میں لڑ سکتے ہیں' لیکن ساتھ ہی یہ متضاد بات بھی کہہ دی کہ سبھی کو جانے اور افغانستان کی طرز پر تربیت حاصل کر کے انارکی پھیلانے اور بوسنیا کے نام پر چندہ اکٹھا کرنے کی اجازت دینے کا اعادہ نہیں کیا جاسکتا۔ مصر جو کچھ کر رہا ہے وہ اسلامی کانفرنس کی قراردادوں کے مطابق ہے۔ کیا حسنی مبارک سے یہ دریافت کیا جاسکتا ہے کہ او آئی سی نے چندہ جمع کرنے سے کب منع کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ایسے بیانات مصری حکمرانوں کی جھنجلاہٹ' بوکھلاہٹ اور منتشر ذہنیت کو مترشح کرتے ہیں۔ مصری مسلمان بوسنیا کے حوالے سے اپنے جذبات اور کردار کے معاملے میں پاکستانیوں سے بھی سبقت لے گئے ہیں۔ متوسط طبقے کے لبرل لوگ ہوں یا لکھ پتی' عام افراد ہوں یا کاروباری' سبھی مصری بوسنیا میں مغربی مسیحی دنیا کے کردار پر شدید نالاں ہیں اور حکومت مصر کی مغرب نواز پالیسیوں سے عام مصری تک نفرت کرتا ہے۔ ہر جمعہ کو مصر میں چھوٹے بڑے شہر حتیٰ کہ قصبوں تک میں بوسنیا کی حمایت میں مظاہرے کئے جاتے ہیں۔ 16 جولائی 93ء کو نماز جمعہ کے بعد دیگر شہروں اور قصبات کی مانند دارالحکومت قاہرہ سے 130 کلومیٹر دور ایک قصبے میں جلوس نکالا گیا جس میں حکومت کی ان پالیسیوں کے خلاف نعرے لگائے گئے جو بوسنیا کے حق میں نہ تھیں۔ پولیس نے حکومت کے خلاف نعرے لگانے کے جرم میں ان نہتے مظاہرین پر گولی چلا دی۔ جس سے بہت سے لوگ شدید زخمی ہوئے اور 100 افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔ ایسے اقدامات سے حکمرانوں کے خلاف نفرت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ بوسنیا بھی مصر کے عوامی مسائل میں شامل ہوگیا ہے۔ ہر طبقہ فکر جو باہم متحد نہ ہونے کے باوجود اس معاملہ پر متفق ہی نہیں آج متحد بھی ہے۔ سربوں کے ہر حملے' بوسنیا کو بانٹنے کی ہر مذموم کوشش اور بات چیت کی ناکامی سمیت بوسنیا کے متعلق تمام کوریج ٹیلی ویژن پر اس انداز سے پیش کی جاتی ہے جس سے حکومت مصر بوسنیا کے حوالے سے اپنی اطلاعاتی غیر جانبدارانہ پالیسی ظاہر کرسکے۔ اخبارات روزانہ وسیع خبریں اور معلومات فراہم کرتے ہیں۔ ایسی ہی معلومات کے نتیجے میں "نسلی تطہیر" کی اصطلاح پر آج ایک لکھ پتی سے لے کر غریب آدمی تک اور ایسا شخص تک گفتگو کرتا نظر آتا ہے جس نے اپنی پوری زندگی میں کبھی ووٹ تک نہیں ڈالا اور اپنے ملکی مسائل تک میں دلچسپی نہیں لی۔ وزارت خارجہ مسئلہ بوسنیا پر مغربی پالیسیوں پر نہایت احتیاط کے ساتھ تنقید کرتی ہے' جنہیں سرکاری ذرائع ابلاغ کے ذریعے نمایاں طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ حکمران طبقہ بادل نخواستہ مغرب پر تنقید کرتا ہے لیکن عوام اس تنقید سے آگاہ ہیں' انہیں یہ یقین نہیں کہ مصری حکمران کبھی مغربی مسیحی دنیا کے دل سے خلاف بھی ہوسکتے ہیں۔ قاہرہ میں "شرفاء" کے سپورٹس کلبوں اور مراعات یافتہ طبقوں مثلاً فوجی افسران میں ان تجزیوں پر بات چیت ہوتی ہے جو بوسنیائی مسلمانوں کے خلاف عائد شدہ اسلحی پابندیوں کے اٹھانے سے متعلق ہوتے ہیں۔ ملک بھر میں سڑکوں پر اور غریبوں کی بستیوں تک میں ایسے بینرز آویزاں ہیں جن پر مسلمانوں کے قتل عام میں مغرب کی حمایت کی مذمت تحریر ہوتی ہے۔ سکندریہ کے قریب ایک بینر کی تحریر کچھ یوں ہے کہ "کل فلسطین' آج بوسنیا' کل کیا ہوگا" پولیس عوام کے جذبات سے آگاہ ہے اسی لئے وہ بیشتر مقامات پر تصادم سے گریز کرتی ہے لیکن جہاں سرکاری دباؤ شدید ہو تو وہاں پولیس تصادم سے بھی گریز نہیں کرتی۔ سکندریہ میں اخوان المسلمون کی انجینئرنگ یونین نے بوسنیائی مسلمانوں کی حمایت میں ایک ریلی منعقد کی۔ پولیس نے یہ ریلی ہیڈکوارٹر کے اندر منعقد کرنے کی اجازت دے دی لیکن سڑک پر آنے کی اجازت نہ دی لیکن بوسنیا کے حوالے سے حقیقت پر مبنی اور ظلم و تشدد کے بارے میں تقاریر کی گئیں تو ریلی کے شرکاء کے جذبات میں شدت آگئی۔ شرکاء اس عمارت سے باہر نکل کر گلی کوچوں میں پھیل گئے اور مغربی دنیا' سربوں اور حکومت مصر کے خلاف نعرے بلند کرنے لگے۔ پولیس نے ان مظاہرین کو منتشر ہونے پر مجبور کر دیا۔ حکومت مصر اس وقت اپنے مخالفین کو دبانے میں مشغول ہے اس پر مستزاد بوسنیا کے مسئلے نے حکومت مصر کے لئے مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ ایک طالب علم احمد نے اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "وہ (حکومت) ہمیں خاموش رکھنا چاہتی ہے۔ آخر حکومت ہمیں کیوں خاموش بیٹھنے پر مجبور کر رہی ہے حالانکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم تو خود مسلمانوں کے دفاع کے لئے وہاں (بوسنیا) جا کر لڑنا چاہتے ہیں۔" ایک کروڑ پتی مصری کے جذبات لفظوں کی صورت میں کچھ یوں تھے کہ "میں حقیقتاً بوسنیا کے مسئلے پر انتہائی مضطرب ہوں۔ اسلحے پر پابندیاں صرف مسلمانوں کے خلاف عائد ہیں۔ مغرب اس وقت تک کچھ نہیں کرے گا جب تک تمام بوسنیائی مسلمان قتل نہ کر دیئے جائیں۔" یہ کروڑ پتی مصر کا ایک بہت بڑا تاجر ہے اور اس کی بیوی یورپین ہے جبکہ امریکہ میں بھی اس تاجر کا بہت بڑا کاروبار ہے۔ قاہرہ کے میٹرو سٹیشن کے باہر نوجوانوں کی ٹولیاں بینر اور پلے کارڈ اٹھائے نظر آتی ہیں۔ مسافر بڑی گہری نظر سے ان پلے کارڈوں کو پڑھتے ہیں ان پلے کارڈوں پر نعرے کچھ اس طرح ہوتے ہیں۔ "بوسنیا ہاتھ پاؤں مار رہا ہے اور حکومت (مصر) نے آنکھیں پھیر لی ہیں۔ اب تک تم (حکومت مصر) نے کیا کیا ہے؟" "ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ نوجوانوں کو اس جہاد میں شرکت کی اجازت دے۔" مسافر ان پلے کارڈوں سے حکومت کے خلاف خاموش جذبات حاصل کرتے ہیں اور اپنے گھروں میں جا کر اپنے جذبات کے اظہار سے حکومت کے خلاف جذبات میں اضافے کا موجب بن رہے ہیں۔

بہت سے مصری افراد خاموشی سے کروشیا چلے گئے۔ جہاں وہ بوسنیائی مسلمانوں کے لئے امدادی تنظیموں کے تحت کام کر رہے ہیں۔ مصری مسلمانوں کی اپنی بھی امدادی تنظیمیں ہیں۔ زاغریب میں بڑے منظم انداز سے یہ مصری اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت کر رہے ہیں اگرچہ حکومت کروشیا ان امدادی تنظیموں کی راہ میں رکاوٹ ڈالتی ہے لیکن پھر بھی یہ لوگ اپنے کام میں مشغول ہیں۔

ہیومن ریلیف ایجنسی کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر مصطفیٰ عثمان بہت متحرک آدمی ہیں۔ ایک بوسنیائی وفد کے ہمراہ پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں' انہوں نے پاکستانیوں کو ان مظالم سے آگاہ کرنے میں بہت مستعدی سے کام کیا ہے۔

برطانوی مسلمانوں کی تنظیم مسلم ایڈ بھی بہت متحرک ہے اس تنظیم نے بوسنیا کے اندر تزلا شہر میں اپنا دفتر قائم کیا ہے۔

Benevolence انٹرنیشنل فاؤنڈیشن (امریکہ) اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ (امریکہ) کا بوسنیا ریلیف فنڈ' رابطہ عالم اسلامی (سعودیہ) انصار برنی ٹرسٹ (پاکستان) ایدھی ٹرسٹ (پاکستان) فرینڈز آف بوسنیا (پاکستان) اور دیگر بیسیوں ادارے اور تنظیمیں اپنے بوسنیائی مسلمان بھائیوں کی حتی المقدور اعانت کی کوششوں میں مصروف عمل ہیں لیکن ان میں ایک بات نمایاں طور پر سامنے آئی ہے' وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اداروں میں سے اسلامی تحریکوں کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردار اولین نوعیت کا حامل ہے۔

جہاد

بوسنیائی جہاد میں بہت سے مسلمان حصہ لے رہے ہیں اور اپنے بوسنیائی مسلمانوں کے شانہ بشانہ ساتھ ہیں۔ کروشیا اور اطراف کے عیسائی ممالک کی جانب سے سخت پابندیوں کے سبب بہت کم تعداد میں عالم اسلام سے مجاہدین یہاں داخل ہونے میں کامیاب ہوسکے۔ بوسنیا کے وزیراعظم حارث (اس وقت کے وزیرخارجہ) نے کویت کے عربی روز نامے "الوطن" کو 10 جون 93ء کو ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ "68 کے قریب عرب مجاہدین بوسنیائی مسلمانوں کے شانہ بشانہ لڑ رہے ہیں مگر یہ تعداد بہت کم ہے' خصوصاً اگر روسیوں کے مقابلے میں جو سربوں کی حمایت میں لڑ رہے ہیں' سے موازنہ کیا جائے تو یہ تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے"۔

مسلم رہنماؤں کے بوسنیا کے دورے

غیرملکی سربراہان مملکت کے دوروں کے سلسلے میں سب سے پہلے جون 92ء میں فرانسیسی صدر نے سرائیوو کا دورہ کیا تھا۔ پھر برطانیہ کے وزیراعظم نے بوسنیا کے میدان جنگ میں کرسمس کے موقع پر برطانوی فوجیوں کے ساتھ کچھ وقت گزارا تھا مگر یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ مسلم سربراہوں یا رہنماؤں میں سے کسی نے اس وقت تک بوسنیا کا دورہ نہیں کیا تھا۔ سب سے پہلے قاضی حسین احمد (امیر جماعت اسلامی پاکستان) نے اکتوبر 92ء میں بوسنیا کا دورہ کیا اور وہاں کے ایک اعلیٰ سطحی وفد کو پاکستان آنے کی دعوت دی۔ یہ وفد نومبر 92ء میں پاکستان آیا۔

پاکستان کے سابق وزیراعظم میاں نواز شریف اپنے دور اقتدار میں کبھی بوسنیا نہ گئے مگر جب وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے اپنے دورہ ترکی (دسمبر 93ء) کے موقع پر ترک وزیراعظم تانسو چلر کے ہمراہ مارگریٹ تھیچر کو سرائیوو لے جانے کا پروگرام بنایا تو اپوزیشن رہنما میاں نواز شریف فوراً بوسنیا پہنچ گئے۔ گویا یہ بوسنیائی مسلمانوں سے اظہار یکجہتی سے زیادہ پاکستان میں سیاسی مقبولیت کے حصول کی دوڑ کا ایک حصہ تھا۔ ہرچند کہ انہوں نے وہاں ایک خطیر رقم اور خون کا عطیہ بھی دیا جو کہ ایک مستحسن اقدام ہے مگر اس کے ساتھ ہی انہوں نے یہ بیان بھی دیا کہ بوسنیا میں خانہ جنگی ہو رہی ہے۔ گویا انہوں نے وہی اسلوب اختیار کیا جو یورپی اور امریکی عیسائی رہنما اپنائے ہوئے ہیں۔ (اپوزیشن رہنما ایک پرائیویٹ طیارہ لے کر سرائیوو گئے اور ایک بھاری رقم صرف کی۔ حکومت پاکستان نے اتنی بڑی رقم جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہاں سے اور کس طرح سے لے جائی گئی' کی تحقیقات کر رہی ہے۔) ان کے بعد وزیراعظم بے نظیر بھٹو اور ترک وزیراعظم تانسو چلر نے 2 فروری 94ء کو بوسنیا کا دورہ کیا۔ یہ دونوں خاتون وزرائے اعظم' دارالحکومت سرائیوو میں پانچ گھنٹے تک رہیں اور یہاں بیتنے والے خوفناک واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے بھی مغرب کو ناراض نہ کرنے کی پالیسی کے تحت اس دورہ کے موقع پر کہا کہ ان کا یہ دورہ ماں' بہن اور بیٹی کی حیثیت ہے' وزیراعظم کی حیثیت سے نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ برسراقتدار مسلم حکمران عملاً بوسنیا کے لئے کچھ بھی نہیں کر رہے ہیں تھوڑی بہت امداد سوڈان' پاکستان' ترکی اور ایران کی جانب سے کی گئی ہے جو کہ ایک اچھی مثال ہے۔ مگر بیشتر مسلم حکمران خاموش ہیں یا پھر خالی خولی بیانات جاری کرکے یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ انہوں نے بوسنیا کی بہت بڑی مدد کر دی ہے۔ عرب حکمرانوں کی دولت بوسنیا کے مسائل کے حل کے لئے کام آ سکتی ہے مگر خود عرب حکمرانوں نے یہ دولت منجمد کر رکھی ہے۔ مسلم حکومتوں اور اسلامی کانفرنس کی تنظیم کا بوسنیا کے دفاع کے لئے شور و غوغا نقش بر آب ثابت ہوا ہے۔ یہ مغرب کی غلامی کو خیرباد کہنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مسلم دنیا کے اخبارات کے اداریے عملی اقدامات کے لئے اپنی حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں' مظاہرین اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں مگر ان نام نہاد مسلم حکمرانوں نے بوسنیا کے لئے کچھ نہیں کیا۔ یورپ سیکولرازم کے روپ میں مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ جاری رکھے ہوئے ہے اور اپنے تعصبات کا مظاہرہ دہرے معیار کی شکل میں کرتا ہے جیسا کہ ایک امریکی ڈیموکریٹ سینیٹر جوزف بیڈن نے 11 مئی 93ء کو کہا تھا کہ "یورپی پالیسی مکمل طور پر ثقافتی اور مذہبی تعصبات پر مبنی ہے اور اگر مسلمان جارحیت کے مرتکب ہوتے تو معاملہ بالکل مختلف ہوتا"۔

بوسنیائی مسلمانوں کی سیاسی جماعت ایس ڈی اے کے نائب صدر سالم ساچچ نے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ "مجھے یہ سن کر شدید صدمہ ہوا جب ایک یورپی شہر کے ایک میئر نے مجھ سے کہا کہ اس کے خیال میں بوسنیا کے مسلمانوں کو ایک جہاز میں بھر کر ترکی' ایشیا یا کہیں بھی بھیج دیا جائے تو مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا"۔

یہ ہے صلیب پرستوں کی ذہنیت' جبکہ مسلمانوں کا معاملہ بالکل الٹ ہے' وہ اسے کچھ اہمیت دینے کو تیار نہیں ہیں مگر یہ عدم توجہی انہیں بہت مہنگی پڑے گی شاید اہل بوسنیا سے بھی کہیں زیادہ مہنگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ سوم

بوسنیا، حال اور مستقبل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

موجودہ صورتحال اور مستقبل کے اندیشے

جبر' جذبہ' جہاد

بوسنیا کے مسلمان جیسا کہ دنیا جانتی ہے چھیالیس سال تک عالم اسلام سے کٹے رہے بلکہ باقی دنیا سے دور رہے۔ سوویت یونین کی وسطی ایشیائی مسلم جمہورتیوں کی طرح وہ بھی دبائے اور کچلے بھی گئے۔ ان کی مذہبی شناخت ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی' دینی شعائر کو نقصان پہنچایا گیا لیکن اب جبکہ چھیالیس سال بعد اشتراکیت اور خدا بیزاری کا آہنی پردہ ہٹا ہے تو معلوم ہوا کہ ان سب آزمائشوں کے باوجود ان کے اندر ایمان کی چنگاری موجود تھی۔ اپنے مسلمان ہونے کا احساس زندہ رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مارشل ٹیٹو کے زمانے میں انہوں نے اپنی رجسٹریشن مسلمان کی حیثیت سے کرانے کے لئے جدوجہد کی اور سربوں کے ہم زبان اور ہم نسل ہونے کے باوجود مسلمان کہلوانا پسند کیا۔ ہرچند کہ اب وہ اشتراکی جبر و استبداد سے چھٹکارا پا کر مذہبی تشدد کا شکار ہو رہے ہیں اور یہ یلغار اشتراکی استعمار سے کہیں زیادہ سخت ہے لیکن اپنی اسلامی شناخت سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہیں' حالانکہ یہ شناخت کوئی زیادہ گہری اور نمایاں نہیں ہے۔ روز مرہ کی زندگی میں اسلامی تعلیمات کا نہ تو انہیں علم ہے اور نہ ان پر پوری طرح عمل پیرا ہیں۔ ان کا رہن سہن بہت زیادہ اسلامی نہیں' محض ایک احساس ہے جسے وہ زندہ رکھنا چاہتے ہیں اور عملی زندگی میں نافذ کرنے کے متمنی نظر آتے ہیں۔ سربوں اور کروٹوں کا ان سے مطالبہ آخر کیا ہے؟ یہی نا کہ وہ اپنی مسلم شناخت سے دستبردار ہو جائیں۔ اگرچہ بعض مقامات پر مسلمانوں کو جبری تبدیلی مذہب کے انتہائی قبیح عمل سے بھی گزارا گیا ہے لیکن ایسے لوگوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ سربوں کے زیر قبضہ علاقوں میں مسلمانوں کو' جو نسل کشی اور نسلی تطہیر سے بچ رہے تھے' عیسائیت اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اپنی جان بچانے کی غرض سے اندلسی مسلمانوں میں سے بعض کی طرح یہاں بھی اپنی جانے بچانے کی غرض سے کچھ مسلمانوں نے مجبوراً اپنا مذہب تبدیل کیا۔ برچکو اور اس کے نواح میں سرب مقبوضہ علاقوں میں نسل کشی کی مہم میں ذبح ہونے سے بچ جانے والے مسلمانوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرتھوڈوکس عیسائی مذہب اختیار کرکے جان بچانا پڑی۔ برچکو کے شہری رہنما لوقا پوروچ کے مطابق جنوری 92ء کے بعد سے وسط دسمبر 93ء تک سینکڑوں مسلمانوں نے اپنا نام تبدیل کرلیا ہے۔ لوقا کے بقول جنوری سے اپریل 92ء کے درمیان تیس مسلمانوں نے اپنا نام تبدیل کرنے کی درخواست دی مگر جنگ کے آغاز سے لے کر دسمبر 92ء تک ایک سو سے زائد افراد تبدیلی مذہب کے عمل سے گزرے۔ 1991ء کی مردم شماری کے مطابق برچکو کی 87332 آبادی میں سے 44 فیصد مسلمان تھے' 21 فیصد سرب اور 25 فیصد کروٹ تھے۔ اب اس علاقے کی سبھی مساجد بموں کے ذریعے اڑا دی گئی ہیں (1)۔

جنگ کی وجہ سے اب ان میں سے 5 ہزار بمشکل باقی بچے ہیں۔ سرب اب بھی مسلمانوں کی آبادی کو مزید گھٹانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں اور انہیں غیر اہم اقلیت میں تبدیل کرنے کا پروگرام بنائے ہوئے ہیں۔ 93ء کے اوائل میں اس گاؤں کی 6 مساجد کا سربوں کے ہاتھوں خاتمہ' اس گاؤں کے مسلمانوں کے لئے یہ پیغام تھا کہ سرب' مسلمانوں کے ثقافتی اور مذہبی حقوق کے بارے میں کیا رویہ رکھتے ہیں۔ مقامی سرب حکام کا کہنا یہ ہے کہ اس گاؤں میں محض ان مفید مسلمانوں مثلاً تاجروں' ہنرمندوں اور کارکنوں کو ان کے خاندانوں کے ہمراہ رہنے کی اجازت دی جائے گی جو اپنے نام تبدیل کریں گے۔

چار سو افراد پہلے ہی اپنا نام تبدیل کر چکے ہیں جبکہ باقی ایک سو افراد نے ناموں کی تبدیلی کے لئے درخواست دی ہوئی ہے۔ ایک آزاد خیال سرب دراقو کے مطابق اگر مسلمان یہاں اپنے گھربار کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو پھر انہیں اپنے سرب بننے اور سربوں سے وفاداری کو ثابت کرنا پڑے گا۔ ایرکن تنظیم کے جنگجو تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اگلی نسلی تطہیر میں صرف وہی مسلمان بچ سکیں گے جو اپنے نام کے بعد اپنا عقیدہ بھی تبدیل کریں گے۔ محض نام کی تبدیلی ہی کافی نہیں' انہیں سرب آرتھوڈوکس مذہب بھی اختیار کرنا ہوگا۔ نام تبدیل کرنے والے ایک سو افراد کو بتا دیا گیا ہے کہ وہ جلد ہی آرتھوڈوکس مذہب اختیار کرلیں (2)۔

ان معاملات کے باوجود آنکھوں کے سامنے جاری موت کے رقص نے انہیں دین سے محبت اور اسے جاننے اور اس پر عمل کرنے پر آمادہ کر دیا ہے۔ اے ایف پی کے نامہ نگار نے لکھا تھا کہ "جنگ بوسنیا نے مسلمانوں کو اپنے تشخص کو ابھارنے اور اسلامی احیاء کے لئے حوصلہ بخشا ہے۔ لادین اور یورپی طرز زندگی کے خوگر یہ مسلمان آج بدل چکے ہیں" یہی نامہ نگار مزید لکھتا ہے کہ "قانون کی ایک پچیس سالہ طالبہ جس نے اگرچہ چست پینٹ پہنی ہوئی ہے مگر اس کے سر پر دوپٹہ (سکارف) موجود ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ جنگ سے پہلے ہم اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کو مسلمان کہلوانے پر ندامت محسوس کرتے تھے مگر آج ہم اس پر نازاں ہیں۔ سرائیوو کے پرانے علاقے کے نوجوانوں نے اب مقامی لفظ حی کی جگہ مرحبا کہنا شروع کر دیا ہے۔ اشتراکی دور اقتدار میں پلنے والی دو نسلوں کے زمانہ میں ناموں کا پہلا اسلامی حصہ نظرانداز کیا جاتا رہا ہے لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ محمد اور عالیہ جیسے ابتدائی نام لکھنے کے رجحان میں تیزی آگئی ہے۔ مساجد میں اب لاؤڈ سپیکر اور ایمپلی فائر استعمال ہونے لگے ہیں تاکہ لوگ بہتر طریقے سے اذان سن سکیں۔ اس برس (93ء) کی عید الفطر میں جو جوش و خروش دیکھنے میں آیا اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ رئیس العلماء حاجی یعقوب آفندی سلیمانسکی کے بقول مساجد میں نماز کے لئے آنے والوں اور اسی طرح مذہبی تعلیم کے لئے آنے والے طلبہ کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا ہے" (3)۔

ایک مسلمان رہنما کے بقول "سرب ہمیں بہتر مسلمان بننے اور اپنی اسلامی شناخت کو دوبارہ پالینے پر مجبور کر رہے ہیں اور اسی ضمن میں اس وقت بوسنیا کے کم از کم 20 ہزار مسلمان طلبہ اسلامی تعلیمات جاننے کے لئے مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ اس لئے ممکن ہوسکا کہ جب مسلمانوں کو یہ احساس ہوا کہ وہ یورپی ہیں اور سلاف بھی' مگر اس کے باوجود انہیں محض مسلمان ہونے کی پاداش میں اس ناقابل تصور' ہولناک نسل کشی کے عمل کے لئے سرب عیسائیوں نے چن رکھا ہے۔ جب ایک پاکستانی صحافی نے سرائیوو کے ہسپتال کا دورہ کیا تو وہاں اس کی ملاقات ایک بوسنیائی مسلمان ڈاکٹر صلاح الدین سے ہوئی۔ صلاح الدین نے دوران ملاقات کہا کہ ہمیں ایک صلاح الدین ایوبی کی ضرورت ہے جس نے 1187ء میں یروشلم آزاد کرایا تھا (4)۔ سرائیوو کے امام ڈاکٹر مصطفیٰ سیرچ جو نومبر 92ء میں سینیٹر قاضی حسین احمد کی دعوت پر پاکستان کا دورہ کر چکے ہیں' ان کا کہنا ہے کہ اس جنگ نے میرے لوگوں کو اپنے آپ کو دوبارہ جاننے کا موقع فراہم کر دیا ہے۔ ہم اسلام سے آگاہی کے حصول میں بتدریج آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور اس کا کریڈٹ سربوں کے رہنما رادووان کراوزچ اور ثالث لارڈ اوون کے اسلام دشمن اقدامات کو جاتا ہے سربوں اور کروشیائی ملیشیاؤں کی جانب سے مسلمانوں کو سرائیوو میں دھکیل کر مہاجرین کے "سیلاب" پیدا کرنے کے واقعات نے ان مسلم مہاجرین کو اسلام کے قریب کر دیا ہے۔ یہ لوگ پہلے کچھ بھی نہ تھے مگر اب ان کی' رب کائنات کی طرف مراجعت بڑھ گئی ہے۔

ایک حیرت انگیز چیز یہ ہے کہ بوسنیا اور خصوصاً سرائیوو میں لوگوں کا مورال بہت بلند ہے۔ پہلے یہ تصور تھا کہ سرائیوو کا صفایا کر دیا جائے گا مگر جس پامردی سے اہل سرائیوو نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سربوں کی اس وحشیانہ مہم کا مقابلہ کیا ہے اس کے بعد سے مغربی عیسائی ثالث کنندگان اس بنیاد پر کہ اگر بوسنیا کی تقسیم کا سمجھوتہ مسلمان قبول کرلیں تو انہیں بوسنیائی دھرتی کا چھوٹا سا ٹکڑا دے دیں گے' اہل بوسنیا سمجھتے ہیں کہ ان کی گزشتہ پوزیشن کے مقابلے میں یہ ایک تبدیلی ہے اور یہ سب کچھ ان کے مورال کی وجہ سے ممکن ہوسکا اور اس مورال کو بلند کرنے میں ان کے تشخص کی تڑپ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ایک حوصلہ ہے جو بلند ہوا ہے' ایک شعلہ ہے جو بھڑک اٹھا ہے اور ایک عزم ہے جس نے بوسنیا کے مسلمانوں کو اب جرات مند بنا دیا ہے۔ حالات نے انہیں سکھا دیا ہے کہ وجود برقرار رہے یا نہ رہے مگر اپنے تشخص کو قائم رکھا جائے۔ اسی تشخص کی وجہ سے انہیں آج یہ دن دیکھنے پڑے۔ اب انہیں نہ تو ندامت ہے نہ ہی پریشانی' نہ ہی افسوس اور نہ ہی حزن۔ سخت ترین اور جبرو قہر کے تمام حربوں کو ان مسلمانوں پر آزمالیا گیا ہے مگر مسلمان ہیں کہ لاکھوں کی تعداد میں کٹ جانے' زندانوں میں ڈالے جانے اور اپنی سرزمین سے دھکیل دیئے جانے کے باوجود پرعزم ہیں اور اس عزم کو جلا بخشنے میں اسلام نے کردار ادا کیا ہے۔ ایک ایسے ہی عظیم مسلمان کی داستان کو ایک مغربی صحافی نے کچھ یوں بیان کیا کہ "سرائیوو کی ایک پہاڑی پر مسجد ہے اور اس کے پیچھے ناشپاتی اور چیری کے درختوں کے درمیان عصمت' جو امام مسجد بھی ہے اور معلم بھی' تدفین میں مشغول ہے (۹)۔ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی بیوی' تین پوتیوں اور اپنے ایک واحد پوتے کو دفنا چکا ہے۔ یہ سب افراد 92ء کے موسم گرما میں سرب گولہ باری کا نشانہ بنے تھے۔ جنگ کے ابتدائی پانچ مہینوں میں سرائیوو میں 1954 افراد ہلاک ہوئے اور ڈھائی ہزار زخمی ہوئے۔ ان ہلاک شدگان کی اکثریت شہریوں پر مشتمل تھی۔ یہ افراد شب خون مارنے والے سربوں یا سرب ملیشیا کی گولہ باری سے جاں بحق ہوئے۔ اس جنگ میں مرنے والے کم از کم ذہنی صدمے سے تو بچ جاتے ہیں وہ جان جان آفریں کے سپرد کرکے خود تو غموں سے چھٹکارا پالیتے ہیں مگر ان کے زندہ بچ جانے والے لواحقین اپنے پیاروں کو یاد کر کرکے اپنے آپ کو ہلکان کرلیتے ہیں۔ یہ وہ شہر ہے جہاں ایک اوسط کے مطابق (ستمبر 92ء تک) ہر تیرھواں فرد ہلاک ہوا۔ یہاں شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جس نے اپنے ہاتھوں سے اپنے کسی رشتہ دار یا کسی عزیز کو نہ دفنایا ہو۔ اس شہر میں غالباً سب سے زیادہ بدنصیب شخص عصمت ہے جس کے خاندان کے چھ افراد میں سے پانچ افراد ہلاک ہو چکے ہیں اور باقی بچنے والی ایک 15 سالہ بچی امینہ بھی زخمی ہے۔ ایک گولے کا ٹکڑا اس کے داہنے کولہے کو چھید گیا۔ عصمت کا کہنا ہے کہ "میرے بچے بہت پیارے تھے۔ اگر میرا خدا پر اعتقاد نہ ہوتا تو شاید میں اپنی قبر خود کھود کر ان کے ساتھ اپنے آپ کو بھی دفنا لیتا۔" عصمت بجا طور پر کہتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ ناشپاتی کے درخت سے نیچے گرا ہوا شخص گرنے کا درد محسوس کر سکتا ہے۔ عصمت کے غم کی داستان کا آغاز وسط جون 92ء سے شروع ہوتا ہے۔ چار بچوں کی ماں پچاس سالہ خاتون اور عصمت کی بیوی سڑک پر نکلی' وہ جنگ میں اپنے آپ کو بچانے کی تراکیب سے نا آشنا تھی۔ عصمت کی بیوی حسینہ جب واپس گھر پہنچی تو گھر کی چھت پر گولہ پھٹا۔ مکان کی چھت اڑی اور وہ شدید زخمی ہوگئی۔ حسینہ اپنے عزیزوں کے بارے میں انتہائی مفکر تھی باوجودیکہ وہ خود بھی زخمی تھی تاہم اسے اپنے زخمی بھائی اور زخمی بھتیجی کی بہت ہی فکر تھی۔ اسے زخموں نے تو نہ مارا تاہم تفکرات کے سبب اسے دل کا دورہ پڑا جو اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ اس کی تدفین گھر کے پاس واقع مسجد کے سامنے قائم کئے گئے نئے قبرستان میں کی گئی کیونکہ شہر کے دوسرے قبرستانوں میں دفنانے کے لئے جگہ ہی نہیں تھی۔ حسینہ اتنی بدقسمت تھی کہ اس کی تدفین میں اس کے بھائی اور والد تک شرکت نہ کر سکے۔ کیونکہ وہ گورازدے شہر میں رہتے تھے اور گورازدے سرب فوجوں کے محاصرے میں تھا۔

عصمت اب لاشیں دفنانے کا عادی ہو چکا ہے اور ہر قبر کھدواتے وقت وہ کچھ وقفہ ضرور رکھواتا ہے تاکہ کسی نئے مرنے والے مسلمان کو دفن ہونے کے لئے جگہ میسر آسکے۔ وہ سرائیوو کے ان نمایاں علماء میں سے ہے جنہیں بہت زیادہ نماز جنازہ پڑھانے کا اتفاق ہوا ہے۔ جنگ کے ابتدائی پانچ مہینوں میں عصمت نے سرائیوو کے چار سو مسلمان شہریوں کے جنازے پڑھائے ہیں۔ عصمت کی اہلیہ کی وفات کے بعد اس کی تین نواسیاں اس کی خدمت کرتی ہیں۔ ایک ایسے گندے شہر میں جہاں نہ پانی ہے' نہ بجلی اور نہ خوراک کی معقول فراہمی۔ عصمت نے اپنی چار بیٹیوں کو سرائیوو سے باہر رہنے کے لئے بھیج دیا تھا کیونکہ اپریل 92ء میں سرب سرائیوو کا محاصرہ کرنے والے تھے مگر اس کی بیٹیاں یکم مئی 92ء کو سرائیوو واپس آگئیں۔ حسینہ کی وفات کے بعد عصمت کے لئے اس کی بیٹیاں اس کی دوست بن گئیں وہ بیٹیاں اب اسے تسلی اور حوصلہ دیتی ہیں۔

23 اگست 92ء کی صبح ناشتے کے بعد عصمت مسجد کی جانب چلا گیا۔ گھر میں پانی کی ضرورت تھی۔ لہٰذا اس کی بیٹیاں اور پوتی ایک پہاڑی چشمے سے پانی بھرنے کے لئے چلی گئیں۔ اچانک گولے برسنا شروع ہوگئے' امینہ جوان بچیوں میں سب سے چھوٹی تھی' سب سے پہلے جان بچانے کے لئے بھاگی لیکن اس کے کولہے پر گولے کا ایک ٹکڑا آن لگا تاہم وہ ایک دیوار کے پیچھے چھپ جانے میں کامیاب ہوگئی۔ وہاں کئی گولے اور آکر پھٹے آخری گولہ گرنے کے بعد امینہ چلائی اسی اثناء میں عصمت کی ہمسائی وہاں پہنچی تو وہ امینہ کی بہن اور ان کے خون کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ کر چلا اٹھی۔ اسی اثناء میں امینہ کی بہن چلانے لگی کہ میری ٹانگ نہیں ہے' مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا ہے۔ امینہ کی اس بہن کا نام الماسہ تھا۔ الماسہ کی عمر 21 سال تھی وہ خاندان میں دوسرے نمبر پر تھی۔ سرائیوو یونیورسٹی میں الماسہ علم المذاہب کی طالبہ تھی۔ اس گولہ باری اور بمباری کی وجہ سے پہلے وہ اپنی دونوں ٹانگوں سے محروم ہوئی کچھ ہی دیر بعد اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور ہسپتال لیجائے جانے کے چند لمحوں بعد ہی وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔ 26 سالہ مہربہ ایک درزی تھی وہ بھی اسی جگہ موجود تھی' اس بمباری کے نتیجے میں اس کی بھی دونوں ٹانگیں ہوا میں اڑ گئیں اور وہ بھی جان جان آفریں کے سپرد کر گئی۔ ملیحہ کی عمر 31 سال تھی وہ کیمیکل انجینئر تھی۔ ایک گولہ پھٹا اور گولے کا ایک ٹکڑا اس کے سر میں داخل ہوگیا اور اس کی سات سالہ بچی عامرہ بھی آنکھ میں ٹکڑا لگنے اور اس میں ایک بڑا سوراخ ہو جانے کے باعث جاں بحق ہوگئی۔

جب عصمت دوپہر کو مسجد سے واپس گھر آیا تو گھر مقفل تھا اور پانی لانے والے کنستر بھی وہاں موجود نہیں تھے۔ یہ اس کے لئے حیرت والی بات تھی۔ اس نے سوچا کہ ممکن ہے اس کی بچیاں کسی کی مدد کرنے گئی ہوئی ہوں۔ اسی دوران میں فون کی گھنٹی بجی اور ایک پڑوسی نے عصمت کو بتایا کہ پرانے شہر کے بیچ میں گولہ باری کی گئی ہے اور اس کے نتیجے میں متعدد خواتین ہلاک ہوئی ہیں۔ عصمت یہ سنتے ہی ہسپتال کی جانب دوڑا۔ اس پڑوسی نے عصمت کو بتایا تھا کہ چھوٹی لڑکی امینہ کا علاج ہو رہا ہے جبکہ الماسہ بے ہوشی کی حالت میں ہے' لہٰذا عصمت فی الحال انہیں نہیں دیکھ سکتا۔ عصمت کو بتایا گیا کہ اس کی باقی بیٹیوں کو اس ہسپتال میں نہیں لایا گیا۔ کوئی شخص عصمت کو قریبی ریستوران میں لے گیا اور عصمت کو کھانے کے لئے دوائی دی جو عصمت نے کھانے سے انکار کر دیا۔ عصمت گھر چلا گیا اور نماز ادا کی۔ شام 5 بجے کے قریب اس کی سب سے چھوٹی بیٹی کو گھر لایا گیا وہ بالکل صحیح سلامت تھی۔ سات بجے کے قریب عصمت کے ایک دوست نے اسے فون کیا اور کہا کہ تم ذہنی طور پر تیار ہو جاؤ میں تم سے ضروری بات کرنا چاہتا ہوں' وہ جو بات کرنا چاہتا تھا عصمت کو پہلے سے معلوم تھی' یعنی الماسہ کی وفات۔

عصمت حافظ قرآن بھی ہے۔ ان بچیوں کی ہلاکت سے پہلے وہ گھنٹوں تلاوت میں مشغول رہتا تھا۔ امینہ اب بھی زخمی ہے۔ عصمت کا کہنا ہے کہ قرآنی تعلیمات کے نتیجے میں وہ انتقامی جذبے سے پاک ہے۔ عصمت کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ جنگ نہیں بلکہ نسل کشی ہے۔ یہ برائی اتنی بڑی ہے کہ محض بوسنیا میں ہی نہیں بلکہ سربیا میں بھی پھیل جائے گی اور وہ لوگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے اس جنگ کا آغاز کیا ہے' خود بھی اس کے کاری وار سے گھائل ہو جائیں گے (6)۔

مسئلہ بہاچ

مسلمانوں کے عزم سے خوفزدہ ہو کر مغربی اقوام نے بوسنیا کے اندر ایسی صورت حال پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ مسلمان باہمی طور پر دست و گریباں ہو جائیں اور اس مقصد کے لئے انہوں نے بوسنیا کے علاقے بہاچ کے مسلم رہنما فکرت عابدچ کو چن لیا ہے۔ مغرب کی نظروں میں فکرت اس وقت سے سمایا ہوا تھا جب مئی 92ء میں یعنی جنگ کے آغاز کے ایک ماہ بعد سے ہی عالیجاہ نے سربوں کی مکمل مزاحمت اور مغربی دباؤ میں نہ آنے کا فیصلہ کیا تھا۔ مغربی اقوام ایسے مہرے ہر جگہ استعمال کرتی ہیں۔ شمالی بوسنیا کے علاقے بہاچ میں فکرت کے اگیرو کامرک اگریکلچرل کارپوریشن کے ہیڈ کوارٹر قائم ہیں اور ایک بہت بڑی تعداد میں افراد فکرت کی اس کارپوریشن میں ملازمت سے وابستہ ہیں۔ روزگار کے نام پر فکرت نے اس جنگ زدہ ملک کے اس شمالی علاقے کے مسلمانوں کو عملاً یرغمال بنا رکھا ہے۔ مغربی دنیا نے فکرت کو اکسایا کہ وہ کسی بھی طرح سے اقتدار پر قابض ہو جائے اور سربوں سے جاری جنگ اقتدار کی جنگ میں تبدیل ہو جائے تاکہ سرب اور مغربی مفادات کو تحفظ حاصل ہو سکے۔ جب مئی 92ء میں سرائیوو ائیرپورٹ پر سربوں نے عالیجاہ عزت بیگووچ کو یرغمال بنایا تو اس وقت فکرت نے اقتدار پر قابض ہونے کے تمام انتظامات کر لئے حتیٰ کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کے لئے تقریر تک تیار کر لی تھی مگر عالیجاہ جلد ہی رہا ہو گئے (7) اور یوں فکرت مغربی اشارے پر اقتدار پر قابض ہونے کی اس کوشش میں ناکام ہو گیا۔ ستمبر 93ء میں جینوا مذاکرات میں ناکامی کے بعد فکرت نے پر پرزے نکالنا شروع کر دیئے اور بہاچ کی خودمختاری کا اعلان کر کے ایک آئین ساز اسمبلی تک بنا ڈالی۔ کروٹوں اور سربوں نے بہاچ میں اس میر جعفر کو مکمل تحفظ فراہم کیا اور اس کے وفادار فوجیوں کو بوسنیا کی مسلم فوج سے لڑنے کی ترغیب دی' اور پھر یہ افسوسناک واقعہ بھی سامنے آیا کہ سرب' کروٹ اور مغربی ممالک کی اعانت اور ترغیب سے فکرت کی افواج نے بوسنیا کی مسلم افوج سے لڑائی کی۔ اس لڑائی میں دسمبر 93ء میں سرب افواج نے باضابطہ طور پر مدد کی (8) یہ علاقہ ہر طرف سے کروٹوں اور سربوں سے گھرا ہوا ہے۔ بین الاقوامی مبصرین' یورپی برادری اور خود اقوام متحدہ کے ذرائع نے یہ انکشاف کیا کہ لارڈ اوون اور بوسنیا میں اقوام متحدہ کی امن فوج کے فرانسیسی جنرل نے علیحدگی پسند فکرت کی حمایت اور معاونت کی تاکہ عالیجاہ پر مذاکرات میں بوسنیا امن منصوبہ تھوپا جا سکے (9)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانسیسی افواج کے کردار کے بارے میں پہلے تفصیل بیان کی جا چکی ہے۔ اس پس منظر میں بہاچ کے حوالے سے ایک بار پھر فرانسیسی منظر نامہ نہایت ہولناک ہے۔ بہاچ اور اس کے اطراف میں 18 ہزار فرانسیسی امن فوجی (اقوام متحدہ کے تحت) موجود ہیں۔ یہ افواج کھلم کھلا فکرت کی مدد کرتی ہیں اور ہر ہفتے 6 سو ٹن خوراک بہاچ میں تقسیم کرتی ہیں۔ دیگر مسلم علاقوں کے برعکس بہاچ میں پھل' سبزیاں' گوشت' تیل اور سگریٹ وافر مقدار میں دستیاب ہیں' جو سب کچھ مغربی دنیا سربوں اور کردٹوں کے تعاون سے عالیجاہ عزت بیگووچ کو کمزور بنا کر اپنا من مانا منصوبہ مسلط کرنے کی غرض سے کر رہی ہے۔ اقتصادی مفادات کے عوض فکرت نے سربوں اور کردٹوں کو اس علاقے سے ریلوے کے ذریعے راستہ استعمال کرنے کی بھی اجازت دے دی ہے اور زاغریب کی مکمل اعانت بھی فکرت کو حاصل ہے (10)۔

فکرت کا یہ اقدام بوسنیائی مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے مترادف ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ نیز ان کے مستقبل کو تاریک تر کرنے کی عیسائی سازش کا حصہ ہے۔

مسلمانوں کے خاتمے کے لئے ایک اور حربہ

مسلمانوں کے خلاف مغربی عیسائی سازشوں کو آپ دیکھ چکے' معاملہ بہاچ بھی جب ان کے عزائم کو کلی طور پر پورا کرنے میں ناکام رہا تو پھر ایک اور گھٹیا حرکت کھل کر سامنے آئی ہے۔ بوسنیا کی جانب سے دوائیوں کی فراہمی کے لئے کی جانے والی اپیل کا جواب کچھ اس طرح سے دیا جا رہا ہے کہ انسانی بنیادوں پر امداد کے لئے قائم مغربی تنظیمیں ایسی ادویات جمع کر کے بوسنیا میں فراہم کر رہی ہیں جن کے فوائد کے بجائے نقصانات بے پناہ ہیں۔ سرائیوو کے کوسیوو ہسپتال کے ڈاکٹر پاشان جو ان ادویات کی جانچ پڑتال پر مامور ہیں' کا کہنا ہے کہ "ہمارا احساس یہ ہے کہ ادویہ ساز کمپنیاں اپنے گودام صاف کر رہی ہیں اور بے فائدہ ادویات کا ہمارے ہاں ڈھیر لگا رہی ہیں۔" صرف ایک کیس کی مثال لیجئے کہ اس ہسپتال کے لئے ایک اینٹی بائیوٹک دوا کے لئے ایسے 12 ہزار ڈبے بھیجے گئے جو چودہ سال پہلے Expire ہو چکے تھے۔ اس ہسپتال میں کم از کم 22 ٹن بیکار ادویات کا سٹاک لگا ہوا ہے۔ بیسیوں ٹن ادویات اسی نوعیت کی اور بھی ہیں جنہیں انتہائی ہنگامی حالات میں ٹیسٹ کے بعد مجبوراً استعمال کرنا پڑتا ہے۔

ستمبر 93ء کے اوائل میں امریکہ سے' جلدی امراض اور متعفن زخموں کے لئے 8600 ٹیوبیں بھیجی گئیں جن کی معیاد 1984ء اور 1986ء کے درمیان ختم ہو چکی تھی۔ ایک تنظیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے جس کے دفاتر سانتا مونیکا کیلی فورنیا (امریکہ) میں ہیں' نے جو ادویات بھیجی تھیں کسی شخص نے ان پر سے معیاد کے سٹکرز اکھیڑ دیئے تاکہ اندازہ ہی نہ ہو سکے کہ اس کی آخری معیاد کیا ہے (11)

انتہا پسندی کے حوالے سے پراپیگنڈہ

مغربی ذرائع ابلاغ نے مسلمانوں کے عزم اور ان کی تھوڑی بہت کامیابیوں سے خوفزدہ ہو کر ایک اور پراپیگنڈہ شروع کر دیا جس کا عنوان ہے "انتہا پسندی" ٹائم لکھتا ہے۔

"نیم سرکاری فوج "مسلم ڈیفنس فورسز" نے شراب پر پابندی لگا دی ہے اور گلیوں اور بازاروں میں مسلمانوں کے ملکیتی شراب خانے تباہ کر دیئے ہیں۔ "مجاہدین" سے بھری ہوئی ایک جیپ گزرتی ہے اور راہگیر نروس نظروں سے اس طرف دیکھتے ہیں۔ اس گاڑی میں ایرانی مجاہد ہیں' جو اسلام کے لئے مقدس جنگ لڑنے یہاں آئے ہیں ایک مسلمان نے کہا کہ اگر انہوں نے مجھے نماز پڑھنے پر مجبور کیا تو میں یہاں نہیں رہوں گا۔ بہت سارے لوگوں کے لئے یہاں ایران کی موجودگی اس بات کی علامت ہے کہ مسلمان بھی سربوں اور کروٹوں کی طرح عدم برداشت اور نسلی تطہیر کے راستے پر چل نکلے ہیں۔ سرائیوو میں' جو کبھی نسلی ہم آہنگی کی مثال تھا' اب شہر کے بیشتر علاقے پر مسلمانوں کا حکم چلتا ہے اور غیر مسلموں کو بڑی تعداد میں یکطرفہ طور پر گرفتار کر لیا جاتا ہے اور انہیں ہراساں کیا جاتا ہے۔ سرائیوو سے 56 کلومیٹر شمال مشرق میں زی نیچا کے مقام پر بہت سے مسلمان پریشان ہیں کہ مسلم ڈیفنس فورسز اور بوسنیائی فوج کی شہری کور کا ساتواں بریگیڈ "مسلمانسکی" بے قابو ہو چکے ہیں۔ تراونک کی طرح یہاں بھی شراب خانوں نے شراب کو چھپالیا ہے ورنہ انہیں تباہ کر دیئے جانے کا خطرہ ہے۔ نواح کے علاقوں میں شراب خانے تباہ کئے جا رہے ہیں اور شہروں کو سپاہیوں کے لئے رہائش مہیا کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ مسلمان آبادی واضح طور پر انتہا پسند عناصر کے حملے کی زد میں ہے اور اکثریت کے لئے یہ بات خوشگوار نہیں ہے" (12)

مغرب اس نوعیت کا پراپیگنڈہ کر کے بوسنیا کے مجاہدین اور حریت پسندوں کی کردار کشی کرنا چاہتا ہے وہ فکرت جیسے لوگوں سے اپنا کام نکلوانا جانتا ہے۔ مغرب اپنے میڈیا کی طاقت کو استعمال کر کے منفی ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حقیقی معاملات کو غیر حقیقی انداز میں پیش کرنے کی یہ ناکام مغربی کوشش ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ صلیبی جنگ نہیں ہے؟

سفارتکاری' خوراک' اسلحہ' دولت اور ہر پہلو سے مغربی عیسائی دنیا سربوں اور کروٹوں کی دامے درمے سخنے مدد کر رہی ہے۔ روسی رضا کار جس طرح سے بوسنیا میں سربوں کے شانہ بشانہ لڑ رہے ہیں اس کی تفصیل تو پہلے آ چکی ہے' یہاں ایک اور ملک کا ذکر کرنا مناسب رہے گا۔ ارجنٹائن جو بوسنیا سے کہیں دور واقع ہے' وہاں کے عیسائی اپنے کیتھولک عیسائی کروٹوں کی معاونت کے لئے جا پہنچے ہیں۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ اب کروٹوں کی اصل جنگ صرف مسلمانوں سے باقی رہ گئی ہے۔ 21 جنوری 94ء کو سربیا اور کروشیا کے درمیان سفارتی تعلقات قائم کرنے کا معاہدہ ہو چکا ہے اور وسطی بوسنیا میں کروٹوں نے مسلمانوں کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا ہوا ہے جو سربوں نے کیا تھا۔ ان حالات میں کروٹوں کی حمایت میں ارجنٹائن کے لوگوں کا بوسنیا میں پہنچنا مسلم دشمنی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ارجنٹائن کے روزنامہ *Pagina-12* نے یہ خبر دی تھی کہ تین سو سے زائد ارجنٹائنی افراد کروٹوں کی حمایت میں بوسنیا جنگ کرنے کے لئے گئے جن میں سے 34 ہلاک ہوئے۔ ہیونس آئرس میں پروفسر دوماگوئی انتونیو پیترک نے ایسے ارجنٹائنوں کی بھرتی کا باقاعدہ مرکز قائم کیا ہوا ہے (13)۔

رعب و دبدبہ

اصحاب سیر نے روایت کی ہے کہ جنگ احد میں مشرکین مکہ کو وقتی فتح نصیب ہوئی تو باطل فوج کے سپہ سالار ابوسفیان نے ہانک لگائی۔ "ہبل کی جے ہو" یہ محض جھوٹی جاہلیت کا جھوٹا پندار تھا اور اسے یہ معلوم نہ تھا کہ حق کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا لیکن اس وقت بڑا عجیب سماں پیدا ہو گیا اور بت پرستی کا یہ نعرہ وادیوں اور پہاڑوں میں گونج اٹھا یہاں تک کہ رسول اکرمؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس کے جواب میں حقیقت کو پیش کریں چنانچہ ایک زور کی آواز گونج اٹھی۔ "اللہ بزرگ و برتر ہے۔" یہ نعرہ گونجا اور ایک طویل عرصے تک دنیا کو اور انسانیت کو امن و سکون اور چین دے گیا مگر جب اس نعرے کے یقین سے مسلمان جدا ہوئے تو پھر اس نے وہی سماں باندھ دیا' پھر ہبل کی برتری کے نعرے لگنے لگے' بلکہ یہ صورت حال پہلے سے زیادہ خطرناک' ضرر رساں اور تکلیف دہ ہو گئی مگر ان سخت تکلیف دہ اور پر آشوب ایام میں مقتل بوسنیا میں تکبیر کی صدا پھر گونجی ہے۔ اس وقت سرب (اور کروٹ) فوجوں پر عجیب خوف و دہشت طاری ہے۔ ان میں عجیب سراسیمگی اور بھگدڑ کا عالم بپا ہے۔ نسبتاً کم مسلح یہ مسلمان آہستہ آہستہ اپنے دشمنوں کو اپنے مضبوط وجود کا احساس دلانے لگے ہیں۔ مجاہدین نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرب اور کروٹ دشمنوں پر نفسیاتی اثر ڈالنے کے لئے ایک انوکھی حکمت عملی اختیار کر رکھی ہے۔ ویڈیو کیسٹ کی مدد سے انہوں نے ایک فلم سیریز تیار کی ہے جس میں مسلمان مجاہدین کو سرب فوجوں کو گرفتار کر کے انہیں مرغ بسمل کی طرح تڑپاتے دکھایا گیا ہے۔ ویڈیو سکرین پر دردناک منظر دیکھ کر سرب فوجیں چیخ پڑتی ہیں اور جب ان میں سے کوئی گرفتار ہو جاتا ہے تو مجاہدین کے سامنے گھٹنے ٹیک کر نہایت عاجزی اور استکانت سے درخواست کرتا ہے کہ اسے گندمی رنگ والے مجاہدین (دنیائے اسلام سے آئے ہوئے مجاہدین) کے سپرد نہ کیا جائے۔ اسی طرح سرب فوجوں نے مسلمان مجاہدین کو سرب اور کروٹ فوجیوں کی لاشوں کے درمیان بیٹھ کر کھانا کھاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے یہ گمان کیا کہ مجاہدین اپنے بھائیوں پر ٹوٹنے والی قیامت خیزیوں کا انتقام لے رہے ہیں۔ سرب افواج کا خوف اس وقت دوچند ہو جاتا ہے جب ان کے کانوں میں "اللہ اکبر" کی صدا سنائی دیتی ہے۔ جس کی بازگشت سے دشت و جبل اور وادیاں گونج اٹھتی ہیں۔ سربوں نے اپنی حفاظت کے لئے جو خندقیں کھود رکھی ہیں ان میں یہ مجاہدین بہانگ دہل نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے کود پڑتے ہیں جس سے خوفزدہ ہو کر اب تک ان میں سے بیشتر فوجی اپنی ہی خندقوں میں گر کر ہلاک ہو چکے ہیں۔

سرائیوو کی علوم شرعیہ یونیورسٹی میں حدیث کے استاد محمود نے ایک فوج تشکیل دی' جس میں دیگر ممالک کے مجاہدین بھی شامل ہیں۔ یہ مجاہدین انتہائی بہادری سے سربوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ سرب فوجیں ان مجاہدین کا سامنا کرتے ہوئے گھبراتی ہیں' البتہ اپنا غصہ اتارنے کے لئے بے گناہ شہریوں پر حملے کرتی ہیں' نہتے عوام کو اپنی گولیوں کا نشانہ بناتی ہیں اور بوڑھوں اور بچوں کا قتل عام کرتی ہیں۔ عورتوں کی آبروریزی اور حاملہ خواتین کا پیٹ چاک کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔

آسٹریا کے سربراہ کے سامنے جب ان کی سراغرساں ایجنسیوں نے بوسنیا کی اس صورتحال کے حوالے سے اپنی رپورٹیں پیش کیں تو انہوں نے اپنے خوف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "مجھے نیند نہیں آسکتی' کیونکہ بوسنیا کی سرزمین پر از سرنو جہاد کا آغاز ہو چکا ہے" (14)۔

اہل بوسنیا کو جہاں مغرب سے شکوہ ہے وہیں وہ عالم اسلام سے بجا طور پر گلہ کرتے ہیں کہ وہ ان کی مدد کو نہیں لپکا۔ مگر اس کے باوجود مسلمانوں نے یہ طے کر لیا ہے کہ وہ اپنی جنگ لڑیں گے' اسی لئے 13 جنوری 94ء کو بوسنیائی صدر عالیجاہ عزت بیگووچ نے کہا کہ جنگ اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک سرب ان علاقوں سے دستبردار نہیں ہو جاتے جو جنگ سے قبل مسلم اکثریتی علاقے تھے لہٰذا وہ ان تمام مسلم علاقوں یعنی زورنک' پریدور' وشگراد کو (سربوں کے) زیر قبضہ نہیں رہنے دیں گے" یہ تینوں علاقے ایسے ہیں جہاں سے سرب دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف علاقوں کے مسلمان ہجرت کر کے جا رہے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف آخر

یوگو سلاویہ کی شکست و ریخت اور خون خرابے کے بارے میں امریکہ کے مختلف سراغرساں اداروں نے ان واقعات کے رونما ہونے سے تین سال قبل ہی آگاہ کر دیا تھا لیکن امریکہ نے اس جانب دانستہ توجہ نہ دی۔ اب جبکہ دوسری جنگ عظیم کے بعد یورپ میں ہولناک ترین سانحہ رونما ہوا ہے تو اس بھڑکتی آگ کے شعلوں کو اہل مغرب اس وقت تک نہیں بجھانا چاہتے جب تک مسلمانوں کا وجود ان کی دانست میں لاچار نہ ہو جائے۔ لنکا شائر سے یورپی پارلیمنٹ کے رکن جناب مائیکل ہینڈلے لکھتے ہیں کہ۔

"(برطانیہ میں) ایشیائی برادری اور دوسری برادریوں کے لوگ یہ بجا طور پر شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ بوسنیا میں اس لئے مداخلت نہیں کی جا رہی ہے کہ بوسنیائی (اکثر) مسلمان ہیں"۔ (15)

مغرب کے لئے یہ عدم مداخلت' ممکن ہے کہ وقتی طور پر اسلام دشمنی کے سبب تسکین کا سبب ہو اور مسلمانوں کی نسل کشی سے چاہے وہ کتنا ہی لطف اندوز کیوں نہ ہو لے مگر بھڑکتی آگ کے ان شعلوں کو یورپ میں کسی بھی وقت پھیلاؤ کا موقع میسر آ سکتا ہے۔ روس میں کامیاب ہونے والے قوم پرست ولادی میر ژرنووسکی کے حوالے سے سٹیفن ڈبلیو واکر (16) کہتے ہیں کہ بلقان میں ہماری سپر اندازی نے ژرنووسکی اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں کو حوصلہ بخشا ہے اور اس کی وجہ سے انہیں قومیت کے نام پر عدم برداشت کے نظریئے' نفرت اور جنگ کو قومیت کے نام پر بڑھانے کا یارا ہوا ہے' اب وقت آگیا ہے کہ یہ پوچھا جائے کہ امریکہ اور نیٹو ژرنوسکی کی ان کوششوں کو جو وہ سوویت سامراج کی بحالی یا یوکرائن اور بالٹک میں روسی اقلیتوں کے تحفظ کے لئے کر رہا ہے' کو کس انداز سے روکیں گے۔ اگر بلقان کا ایک مقامی ٹھگ (سلوبودان ملاسوچ) نیٹو اور دنیا کی آخری سپرپاور کے سامنے ڈٹ سکتا ہے تو روسی فاشسٹ جو نیوکلیائی ہتھیاروں سے مسلح ہے' آخر کیا نہیں کر سکتا؟" (17)

بوسنیا میں جاری جنگ نے خود یورپ کے لئے مستقبل میں قومیتی اور نسلی تنازعات کی ایک ایسی پختہ بنیاد رکھ دی ہے کہ حالات سازگار ہوتے ہی انتشار' قتل و غارت گری' نفرت'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدم برداشت اور مختلف اقلیات کے خاتمے کی ایک ہولناک عمارت بلکہ محل تعمیر ہو کر رہے گا۔ مشرقی یورپ میں بالعموم اور بلقان میں بالخصوص ایسے واقعات کا اعادہ دوسری جنگ عظیم تک مختلف ادوار میں ہوتا رہا ہے اور فی زمانہ 90ء کے عشرے میں بلقان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اس مہذب یورپ کے قلب میں اور مہذب زمانے کی آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے۔

انتھونی لیوس کے بقول "اصل خطرہ انتہا پسندانہ سربیائی قوم پرستی سے ہے امریکہ کی دو حکومتوں (بش اور کلنٹن) نے اپنے گھٹنے عظیم تر سربیا کے نظریئے کے سامنے ٹیک دیئے ہیں اور یہ کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ سلوبودان ملاسوچ ہٹلر نہیں ہے جو پورے یورپ کو تاراج کرنا چاہتا ہے۔ سربیائی بازاری رہنما پورے یورپ کے لئے کوئی عملی دھمکی نہیں بلکہ نفسیاتی دھمکی ہے اور یہ دھمکی نہ ختم ہونے والی ہے۔ اس طرح سے وہ ایک ایسی فضا کو سازگار بنا رہا ہے جو انتہا پسندانہ قوم پرستی کا مظہر ہوگی" (18)۔

یہ خطرہ اتنا سطحی نہیں ہے جسے نظر انداز کیا جاسکے خود پوپ جان پال نے 2 جنوری 94ء کو کہا کہ "مسلح تصادموں کے پھیلتے پھیلتے نوبت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ یہ اندیشہ ہو چلا ہے کہ یہ یورپی یا عین ممکن ہے عالمی جنگ میں نہ بدل جائیں" (19)۔

اس وقت کوسووہ میں سربیائی فوج اور پولیس کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ اگر یہاں جھگڑے کا آغاز ہوگیا تو یہ جھگڑا مقدونیہ' البانیہ پھر یونان میں (اس کے اپنے مفادات کے سبب) بلغاریہ اور سربیا تک پھیل جائے گا۔ کوسووہ کو سرب اپنا "یروشلم" مانتے ہیں جبکہ البانیہ اور کوسووہ کے قوم پرست مسلمان اسے البانوی یروشلم سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ ایسی صورت حال ہے جو کسی بھی وقت اس پورے خطے کو بھسم کر سکتی ہے۔ امریکی سی آئی اے بارہا اپنی رپورٹوں میں اس اندیشے کا اظہار کر چکی ہے۔ بلقان کے اس خطے میں رومانیہ کی اقلیت کا مالدووا میں قضیہ ہے۔ ہنگری کو یوگو سلاویہ میں دوئے دنیا میں اپنی ہنگروی اقلیت اور سلواکیہ میں ہنگروی اقلیت کی فکر دامن گیر ہے۔ مقدونی نسل کے لوگ مقدونیہ' یونان اور بلغاریہ کے مابین بٹے ہوئے ہیں اور محض نام کے جھگڑے پر یونان نے مقدونیہ کو مشکل میں ڈال رکھا ہے۔ بلغاریہ میں ترک اقلیت مظالم کا نشانہ بنتی چلی آئی ہے یونان اور البانیہ نسلی معاملات پر کشیدگی کا شکار ہیں۔ سلواکیہ میں ہنگروی اقلیت کے معاملات اس علاقے کو نیا یوگوسلاویہ بنانے کے اندیشے لئے ہوئے ہیں۔ آرمینیا اور آذربائیجان کے درمیان نگورنوکاراباخ کا جھگڑا' جارجیا اور ابخازیہ کے مابین خونریزی' رشین فیڈریشن میں مسلم خود مختار علاقوں اور روسی حکومت کے درمیان کشیدگی ایسے معاملات ہیں جو اپنی پوری خوفناکیوں کے ساتھ موجود ہیں اس پر مستزاد جرمنی' برطانیہ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرانس میں غیر یورپیوں کے خلاف جاری نسل پرستی کی مضبوط لہر اور بیلجیم میں فرانسیسی جھگڑا۔ ان سب معاملات سے نبٹنا اسی وقت یورپ کے لئے ممکن ہو سکتا ہے جب وہ ان جھگڑوں جو خواہ مذہبی بنیادوں پر موجود ہوں یا نسلی و لسانی رنگ لئے ہوئے ہوں' انہیں ایک ہی اصول کے تحت ختم کرنے کی منصفانہ کوشش کرے۔ بوسنیا میں لگائے گئے گھاؤ شاید کبھی مندمل نہ ہونے پائیں۔ مغربی دہرے معیار خود یورپ کے لئے مستقبل قریب میں مصیبت بن جائیں گے۔ ایک ایسی مصیبت جو کبھی ختم نہ ہونے پائے گی۔ یہ خود یورپ کے اپنے مفاد میں ہے کہ وہ بوسنیا کی سلامتی اور خود مختاری کو یقینی بنائے ان مہاجرین کو جو بے خانماں ہوئے ان کی محفوظ واپسی اور ان کی پرامن آباد کاری کے لئے تیز تر اور سازگار حالات پیدا کرے' جنگی مجرموں کو سزا دے۔ ہر چند کہ یہ سب ناممکن معاملات ہیں یہ نیک خواہشات اور اچھے خیالات تو ہو سکتے ہیں مگر عمل کی دنیا میں شاید ممکن نہ ہو پائے کیونکہ یورپ اور امریکہ مسلمانوں کے حوالے سے معاملات کو تعصب کی عینک سے دیکھنے کے عادی ہیں مگر تعصب کی یہ عینک خود یورپ کو لے ڈوبے گی۔

بوسنیا کے مسلمان اس خوفناک جنگ کے نتائج سے شاید عہدہ برآ ہو سکیں گے مگر یورپ کے لیے جو دنیاوی زندگی میں مسرتوں کے حصول کے لیے جیتا ہے' شاید اب اگر کسی ایسی جنگ میں الجھ گیا جو بوسنیا میں جاری ہے تو اس کے لیے جانبر ہونا ناممکن نہیں تو انتہائی دشوار ترین ضرور ہو گا۔

"ہم زندہ رہیں یا مر جائیں' بہرحال خدا کے وفادار رہیں گے۔۔۔ اسی سرائیوو میں' اسی بوسنیا میں آپ لوگوں کے ساتھ یا آپ کے بغیر ہم ایک ساتھ زندہ رہنے کی بوسنیائی اسپرٹ کو زندہ رکھنے کی کوشش کریں گے۔ یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے کہ زندہ رہنے میں آپ ہماری مدد کریں یا ہماری موت کا تماشہ دیکھیں۔"

بوسنیا ہرسیگووینا کے دارالحکومت سرائیوو سے آنے والی یہ پرسوز آواز ڈاکٹر مصطفیٰ سیرچ کی ہے جو بوسنیا کی مسلم کونسل کے سربراہ ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک مضمون میں یہ اپیل دنیا بھر کے ان انسانوں سے کی ہے جو خدائی انصاف اور محبت کے اصولوں میں یقین رکھتے ہیں۔ اس اپیل میں جو لیسٹر برطانیہ سے شائع ہونے والے رسالے فوکس (اگست 93ء) میں شائع ہوئی' مسلمانوں سے اسلامی اخوت کے نام پر' عیسائیوں سے عیسائی ترحم کے نام پر' یہودیوں سے تلمودی انصاف کے نام پر اور بدھوں سے بدھ کی روشن ضمیری کے نام پر کہا گیا ہے کہ بوسنیا کے مسلمان تو ہر صورت حال کا مقابلہ کر لیں گے' زندہ رہیں یا مر جائیں' ہر حال میں خدا کے وفادار رہیں گے' مگر اب یہ انسانی ضمیر کی آزمائش ہے کہ وہ ان کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرتا ہے۔ ڈاکٹر سیرچ کا کہنا ہے کہ مغرب کا سیاسی ضمیر اس امتحان میں ناکام ہو چکا ہے اور اب انسانیت و محبت کے اصولوں میں یقین رکھنے والوں کی باری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

1- دی مسلم 15 دسمبر 93ء

2- Yigal Chazan کا شائع شدہ مضمون مسلم کمپرومائز آن ریلی---جن ڈان 12 دسمبر 93ء

3- دی نیشن 5- اپریل 93ء

4- دی نیشن 6 جنوری 94ء (مشاہد حسین کا مضمون' نوبیل اینڈ بیک)

5- عصمت سے متعلق یہ داستان ستمبر 92ء سے تعلق رکھتی ہے لہٰذا اس ضمن میں دیئے گئے اعداد و شمار کو وسط ستمبر 92ء تک کے اعداد و شمار تصور کیا جائے۔

6- واشنگٹن پوسٹ بحوالہ ڈان 24 ستمبر 92ء

7- دی نیوز 3 - اکتوبر 93ء

8- دی نیوز 16 دسمبر 93ء

9- کرسچین سائنس مانیٹر بحوالہ ڈان 9- اکتوبر 93ء

10- IPS نیوز سروس بحوالہ ڈان 8- اکتوبر 93ء نیز ٹائم میگ نومبر 93ء

11- ڈان 6 ستمبر 93ء

12- ٹائم میگ نومبر 93ء

13- ڈان 22 جون 93ء

14- الشریعۃ بحوالہ سہ روزہ دعوت دہلی یکم جولائی 93ء

15- مائیکل ہینڈلے کا مضمون "دی فاشسٹ چیلنج فار یورپ" دی مسلم 31 دسمبر 93ء

16- موصوف نے اگست 93ء میں امریکی محکمہ خارجہ سے امریکی کی بوسنیائی پالیسی پر اختلاف کی وجہ سے استعفیٰ دے دیا تھا۔ اس وقت وہ "بوسنیا بچاؤ کمیٹی" کے سربراہ ہیں۔

17- ڈان 13 جنوری 94ء

18- نیویارک ٹائمز بحوالہ دی مسلم 12- اکتوبر 93ء

19- ڈان 13 جنوری 94ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرائیوو کے ایک ہسپتال کے باہر کا منظر۔ یہاں ہر روز یہی تماشا ہوتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماخذ

انگریزی رسائل و جرائد

ہفت روزہ اکانومسٹ (لندن) برطانیہ

9 تا 15 - مئی 92ء
یکم تا 6 - اگست 92ء
یکم تا 6 - اکتوبر 92ء

ہفت روزہ ٹائم امریکہ

13 - جون 92ء
17 - اگست 92ء
14 - ستمبر 92ء
5 - اکتوبر 92ء
14 - جون 93ء
یکم نومبر 93ء
22 نومبر 93ء
6 - دسمبر 93ء

ہفت روزہ نیوز ویک امریکہ

3 - اگست 92ء
10 - اگست 92ء
17 - اگست 92ء
2 - نومبر 92ء
11 - جنوری 93ء
22 - اپریل 93ء
7 - جون 93ء
5 - جولائی 93ء
یکم نومبر 93ء
8 - نومبر 93ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہفت روزہ ایشیا ویک ہانگ کانگ

20-اکتوبر93ء

ہفت روزہ گارڈین برطانیہ

28-مارچ93ء　　5-ستمبر93ء

اسپیکٹ لندن

12-مارچ تا8-اپریل93ء بحوالہ ہفت روزہ ایشیا 15-مئی93ء

12-نومبر تا9-دسمبر93ء　　ماہ دسمبر93ء

ہفت روزہ ایگزیکٹو انٹیلی جینس ریویو "ای آئی آر" امریکہ

7-اگست92ء　　4-ستمبر92ء

15-جنوری93ء　　12-فروری93ء

ہفت روزہ گلوبس (زاغریب) بحوالہ ڈان کراچی

28-دسمبر93ء

انگریزی روزنامے

دی مسلم اسلام آباد

11-ستمبر92ء　　27-اگست93ء

19-ستمبر93ء　　12-اکتوبر93ء

15-دسمبر93ء　　31-دسمبر93ء

ڈان کراچی

14-اگست92ء　　31-اکتوبر92ء

4-جنوری93ء　　21-جون93ء

24-جون93ء　　26-اگست93ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

6- ستمبر 93ء

12- دسمبر 93ء

دی نیوز لاہور

31- جنوری 93ء

27- فروری 93ء

25- مئی 93ء

14- نومبر 93ء

15- جنوری 94ء

دی نیشن لاہور

5- اپریل 93ء

21- مئی 93ء

6- جنوری 94ء

گارڈین لندن

4- اگست 92ء

19- دسمبر 92ء

گارڈین بحوالہ دی مسلم اسلام آباد

9- مئی 93ء

گارڈین بحوالہ ڈان کراچی

4- اکتوبر 92ء

واشنگٹن پوسٹ بحوالہ ڈان کراچی

24- ستمبر 92ء

14- نومبر 93ء

13- جنوری 94ء

25- فروری 93ء

28- اپریل 93ء

3- اکتوبر 93ء

16- دسمبر 93ء

8- مئی 93ء

18- نومبر 93ء

16- اگست 92ء

4- فروری 93ء

3- نومبر 92ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

5-جنوری 93ء　　21-مارچ 93ء

27-اپریل 93ء　　14-مئی 93ء

لاس اینجلس ٹائمز بحوالہ ڈان کراچی

26-اپریل 92ء　　10-اکتوبر 92ء

14-اپریل 93ء　　13-نومبر 93ء

لاس اینجلس ٹائمز بحوالہ گلف نیوز (متحدہ عرب امارات)

20-اکتوبر 92ء　　2-جنوری 93ء

لاس اینجلس ٹائمز بحوالہ دی نیوز لاہور

13-فروری 93ء

کرسچین سائنس مانیٹر بحوالہ ڈان کراچی

9-اکتوبر 93ء

دی ٹائمز لندن بحوالہ دی نیشن لاہور

17-مارچ 93ء

نیوز ڈے (امریکہ) بحوالہ ڈان کراچی

30-دسمبر 92ء　　21-اپریل 93ء

نیوز ڈے (امریکہ) بحوالہ گلف نیوز (متحدہ عرب امارات)

21-جولائی 92ء　　2-اگست 92ء

3-اگست 92ء　　5-اگست 92ء

21-اگست 92ء

نیوز ڈے (امریکہ) بحوالہ نیشن لاہور

16-ستمبر 92ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیویارک ٹائمز بحوالہ گلف نیوز (متحدہ عرب امارات)

25-دسمبر92ء

نیویارک ٹائمز بحوالہ ای آئی آر (امریکہ)

12-فروری93ء

نیویارک ٹائمز بحوالہ دی نیوز لاہور

22-مئی93ء

نیویارک ٹائمز بحوالہ دی مسلم اسلام آباد

12-اکتوبر93ء

آئی پی ایس نیوز سروس بحوالہ ڈان کراچی

8-اکتوبر93ء

ایوننگ ٹائم گلاسکو (برطانیہ) بحوالہ دی مسلم اسلام آباد

یکم اپریل93ء

دی انڈی پینڈنٹ لندن بحوالہ دی نیوز لاہور

23-جنوری93ء

ہفت روزہ آبزرور (لندن) بحوالہ دی نیشن لاہور

یکم مارچ93ء

گلف نیوز (متحدہ عرب امارات)

23-اکتوبر93ء

8-اکتوبر93ء

6-نومبر93ء

خلیج ٹائمز (متحدہ عرب امارات)

10-اکتوبر92ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر

پندرہ روزہ کریسنٹ انٹرنیشنل کینیڈا

یکم تا 15- مارچ 92ء

ماہنامہ الاسلام' کینیا

ستمبر 91ء

بوسٹن گلوب (امریکہ)

13- فروری 93ء

دی نیویارک ریویو آف بکس بحوالہ دی نیشن (لاہور) فرائیڈے ریویو

8- اکتوبر 93ء

نیوز لیٹر (او- آئی- سی) انقرہ' ترکی

اپریل 93ء

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا

جلد نمبر 4 جلد نمبر 5

جلد نمبر 6 جلد نمبر 8

جلد نمبر 12 جلد نمبر 27

انگریزی کتب

1) *Inside Russia Today*

(By John Gunther, London 1958)

2) *Seven Roads to Moscow*

(By Tackson, W.G. Leut. Col. New York 1958)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3) *The Rival Powers in Central Asia.*

(By Josef Popowski, Quetta 2nd ed 1977)

4) *Mission to Turkistan*

(By Pahlen. K.K. Count. London Oxford University press 1964)

اردو

روزنامہ جنگ لندن 7- ستمبر 92ء

روزنامہ جنگ لاہور 19- جنوری 94ء

ماہنامہ اردو ڈائجسٹ لاہور مارچ 91ء

اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور- جلد نمبر 12

الشریعۃ بحوالہ سہ روزہ دعوت (دہلی) یکم جولائی 93ء

بوسنیا کے مظلوم مسلمان--- ایک رپورٹ

ورلڈ اسلامک کونسل لندن

امریکہ شعبہ اطلاعات اسلام آباد کا خبرنامہ "خبرونظر" یکم فروری 94ء

عربی

المجلہ لندن

22- اگست تا 82- اگست 93ء

5- ستمبر تا 11- ستمبر 93ء

13593

مطبوعہ فیروز سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور۔ باہتمام عبدالسلام پرنٹر اور پبلشر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مقدمہ بوسنیا

محمد الیاس انصاری نے انٹرمیڈیٹ تعلیم مظفر گڑھ میں حاصل کی، بعد ازاں ملتان ہومیوپیتھک میڈیکل کالج ملتان سے ۱۹۹۲ء میں ڈی ایچ ایم ایس کیا۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے بی اے کیا اور اسی یونیورسٹی میں فرانسیسی زبان کی تعلیم حاصل کی۔ مصنف کی عمر صرف ۲۸ سال ہے انہوں نے مشرقی یورپ کے مسلمانوں کے مطالعہ کو خصوصی ہدف بنایا ہے۔ مصنف نے کم عمری میں ہی تحریر و تصنیف کا سلسلہ شروع کیا اور ۲۴ سال کی عمر میں اراکان (برما) کے مسلمانوں کی جدوجہد آزادی پر پہلی کتاب تصنیف کی جو دنیا کی کسی بھی زبان میں پہلی کتاب ہے۔ اسی عرصہ میں مشرقی یورپ کے مسلمانوں کے احوال پر لکھنے کا سلسلہ شروع کیا اور اردو زبان میں بوسنیا کے مسئلہ پر "سانحہ بوسنیا" کے نام سے کتاب تحریر کی مگر بوسنیا کی بدلتی ہوئی صورت حال کے پیش نظر نئی کتاب "مقدمہ بوسنیا" تحریر کی۔ اس کتاب میں مصنف نے بوسنیا کا مقدمہ باضمیر انسانوں کی عدالت میں پیش کر دیا ہے۔ بوسنیا میں دو لاکھ سے زائد مسلمان شہید، ۱۰ لاکھ سے زائد بے گھر اور ستر ہزار سے زائد خواتین عصمت دری کا شکار ہو چکی ہیں۔ اقوام عالم کی بے حسی کا اس کتاب میں بھرپور جائزہ لیا گیا ہے نیز مغربی حکمران جس مذہبی تعصب اور مسلم حکمران جس غفلت کا شکار ہیں اس کا تفصیلی ذکر اس کتاب میں موجود ہے۔

مصنف کی دیگر کتب درج ذیل ہیں:

۱۔ اراکانی مسلمانوں کی جدوجہد آزادی
۲۔ کوہ قاف سے ماسکو تک چیچنیا کے سرفروش (زیر طبع)
۳۔ مشرقی یورپ میں مسلمانوں کے مقتل (زیر طبع)
۴۔ بلقان میں مسلمانوں کا مستقبل (زیر تکمیل)
۵ ڈیوجنریشن (زیر تکمیل)

فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ
لاہور۔ راولپنڈی۔ کراچی